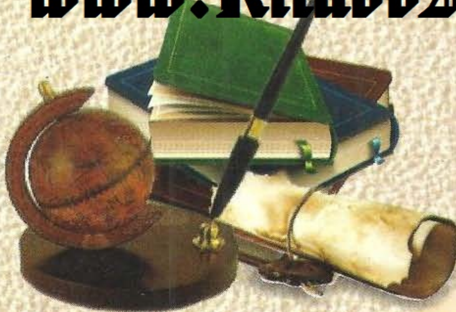
مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی
MAKTABA AL-FAHEEM-MAU

شمائلِ ترمذی

تالیف

اِمام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی



ترجمہ، تحقیق و فوائد

حافظ زبیر علی زئی

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی



شمائلِ ترمذی

تالیف

اِمام ابُو عِیسیٰ محمّد بن عِیسیٰ التِّرمِذی

ترجمہ، تحقیق وفوائد

حافظ زبیر علی زئی

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com

نام کتاب	:	شمائل ترمذی
تالیف	:	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی
ترجمہ تحقیق وفوائد	:	حافظ زبیر علی زئی
طابع وناشر	:	مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی
سال اشاعت	:	ستمبر ۱۳۰۲ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار ایک سو
صفحات	:	467

باہتمام

شفیق الرحمٰن، عزیز الرحمٰن

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com

فہرست شمائلِ ترمذی



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

الحمد للّٰه ربّ العالمين والعاقبة للمتقين والصّلاة والسّلام على خاتم النبيين . رسولنا محمد المبعوث رحمة للعالمين و على آله الطيبين الطاهرين و أزواجه أمهات المؤمنين . و صحبه أجمعين و من تبعهم باحسان إلى يوم الدين . أما بعد:

نبوت کے مہرِ منیر، رسالت کے آفتاب عالم تاب، سید الاولین والآخرین، اول شافع واول مشفع سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت اور وہ بھی ایسی کہ جس کے سامنے سب محبتیں ہیچ ہوں، عین ایمان ہے۔ چنانچہ معلمِ انسانیت ومرشد بشریت ﷺ کا ارشاد ہے: ((لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده و ولده و الناس أجمعين)) تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، والدین اور تمام لوگوں کی نسبت زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (صحیح بخاری: ۱۵، صحیح مسلم: ۴۴)

اللہ رب العالمین اپنے بندوں کو جب کوئی حکم دیتے ہیں تو اس کے اسباب بھی مہیا فرماتے ہیں، چنانچہ اللہ رب العزۃ والجلال نے اپنی اطاعت کا حکم دیا تو اپنی کتاب کو بھی ہر قسم کی تبدیلی اور کمی بیشی سے محفوظ و مامون رکھا اور فرمایا: بے شک ہمیں نے یہ قرآن اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ (الحجر: ۹)

اسی طرح اپنے رسول وخلیل سیدنا محمد ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا تو ان کی زبان وحی ترجمان سے نکلنے والے جواہر حکمت کو اس طرح محفوظ فرمایا کہ ٹیپ ریکارڈر بھی اس زمانے میں ہوتے تو اس سے بہتر محفوظ نہ رکھ سکتے اور اپنے حبیب وخلیل ﷺ کی محبت کو عین ایمان قرار دیا تو اس امر کا بھی اہتمام فرمایا کہ ان کا سراپا، ان کی نشست و برخاست کا انداز، جلوت وخلوت، پسند و ناپسند، اس شان سے محفوظ کیا کہ متحرک وغیر متحرک آلاتِ تصویر بھی اس سے بہتر واکمل تصویر محفوظ نہ رکھ پاتے اور یہ دونوں شرف اللہ رب العزۃ والجلال کے فضل وکرم سے ''اہل الحدیث'' کو نصیب ہوئے۔ والحمد للہ

چنانچہ دواوینِ سنت وحدیث میں سے ایک کتاب (جامع الامام الترمذی) کو بہت بڑی فضیلت حاصل ہے اور یہ شرف بھی کاتبِ تقدیر نے امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمہ اللہ کی قسمت میں لکھا تھا کہ سیدنا رسالتماب ﷺ (و فداه آباؤنا و أمهاتنا و أرواحنا) کے حلیۂ مبارک، آپ کے ملبوسات، استعمال کی اشیاء، عادات شریف، اخلاق کریمہ اور اندازِ نشست و برخاست کے بیان پر مشتمل

الشمائل کے نام سے جامع کتاب تصنیف کریں، کہ جس کا مطالعہ کرنے والا اس کے ذریعے سے آپ کی حیاتِ طیبہ کی گویا مکمل اور متحرک تصویر دیکھتا ہے اور سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہم زباں ہو کر گنگنانے لگتا ہے:

خلقت مبرأ من کل عیب   کانك قد خلقت کما تشاء

امام ترمذی رحمہ اللہ کو اس موضوع پر مستقل کتاب تصنیف کرنے میں شرفِ اولیت حاصل ہے ہی، ان کی وسعتِ علم نے ان کی تصنیف لطیف کو اس باب میں حرفِ آخر بھی بنا دیا ہے۔

چنانچہ علمائے امت میں جو حسنِ قبول امام ترمذی کی شمائل کو حاصل ہوا وہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ اس کتاب کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں جن میں: علی بن سلطان المعروف بملا علی قاری (م۱۰۲۶ھ) کی جمع الوسائل وغیرہ (نیز اردو تراجم وار دو شروح بھی) برصغیر میں مطبوع ومتداول ہیں۔

تاہم شمائل ترمذی ایسی کتاب ہے کہ اس کی جس قدر خدمت ہو کم ہے۔ ہمارے فاضل دوست اور تلمیذ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ وسدد خطاہ کو بھی یہ سعادت نصیب ہوئی کہ اس عظیم الشان کتاب کے خدام کی فہرست میں اپنا نام داخل کروائیں۔ انھوں نے شمائل کے مطبوع ومخطوط نسخوں کا مقابلہ کر کے صحیح ترین نسخہ پیش کیا، احادیث ومرویات کا اردو ترجمہ کیا، تخریج کی، رجالِ سند پر علمائے جرح وتعدیل کے اقوال کی روشنی میں کلام کیا، احادیث وآثار کے صحیح یا ضعیف ہونے کی صراحت کی اور فوائد وفقہی مسائل بیان کئے۔ اس خدمت کی بدولت یہ سفرِ جلیل صرف عوام کے لئے ہی نہیں بلکہ طلبۂ علم کے لئے بھی گرانقدر تحفہ اور اسلامی ذخیرۂ کتب میں عظیم الشان اضافہ ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز

اللہ رب العزت والجلال اپنے خلیل جلیل، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ جمیل پر مشتمل اس کتاب کے مصنف علام کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور اس کتاب کے جملہ خدام کو بھی درجہ بدرجہ قبولیت سے نوازے اور ہم سب کو اپنی اور اپنے رسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سے حظِ وافر نصیب فرمائے۔ (آمین) و صلی اللہ علی نبینا محمد و آله و صحبه اجمعین . و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین .

خادم العلم والعلماء
حافظ عبدالحمید ازہر
خطیب مسجد الرحمٰن آبپارہ راولپنڈی
۱۲ شوال ۱۴۳۲ھ
۱۲ ستمبر ۲۰۱۱ء

ائمہ محدثین نے اس طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی ہے مثلاً امام بغوی اور امام ترمذی وغیرہما نے اس مضمون پر خاص کتابیں لکھیں۔

کچھ زیرِ نظر کتاب کے بارے میں

شمائل ترمذی ''سنن الترمذی'' کے مصنف ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمہ اللہ کی مشہور معروف کتاب ہے جس کا ترجمہ، تحقیق وفوائد فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے قلم بند کئے ہیں اور یہ کتاب درج ذیل اضافی خوبیوں سے متصف ہے:

☆ دو مستند نسخوں سے سند ومتن کی تصحیح
☆ ہر روایت کی بہترین تخریج
☆ صحت وضعف کے اعتبار سے ہر حدیث پر حکم
☆ آسان فہم ترجمہ
☆ مختصر مگر جامع ونافع فوائد

ہمیشہ کی طرح حرفِ آخر کے طور پر استاذ محترم کے لئے دعا گو ہوں کہ اے اللہ! میرے شیخ کو صحت وعافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرما، ان کے دن رات میں برکت فرما اور انھیں اسی طرح علمی، تحقیقی اور اصلاحی کام کرنے کی توفیق عطا کر، تاکہ عوام وخواص کی علمی پیاس بجھتی رہے۔ (آمین)

حافظ ندیم ظہیر
نائب مدیر ''الحدیث'' حضرو ضلع اٹک

حرفِ اول

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصّلٰوۃ والسّلام علٰی رسولہ الأمین ، أما بعد :

رحمتِ دوعالم ﷺ کی سیرتِ طیبہ ہر انسان کے لئے مشعل راہ ہے اور اسی میں دنیا و آخرت کی کامیاب وکامرانی مضمر ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت بالکل محفوظ ہے جو زندگی کے ہر گوشے کو محیط ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس قدر احتیاط اور احسن پیرائے میں آپ ﷺ کی ہر ہر ادا کو اپنے ذہنوں پہ نقش کیا اور دلوں میں اتارا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سواری پر سوار ہونے کے لئے اپنا پاؤں رکاب میں ڈال لیا تو (سفر کی) دعا پڑھی، پھر آپ رضی اللہ عنہ ہنسے۔ آپ سے کہا گیا: اے امیر المومنین! آپ کس بات پر ہنسے ہیں؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے ایسے ہی کیا تھا جیسے میں نے کیا ہے اور آپ ہنسے (بھی) تھے۔

(سنن ابی داود: ۲۶۰۲ وصحیح ابن حبان: ۲۳۸۰۔۲۳۸۱ والحاکم ۲/ ۹۸۔۹۹)

اس طرح کی بہت سی مثالیں کتبِ احادیث میں موجود ہیں جن کی تفصیلات کے یہ صفحات متحامل نہیں ہیں۔

کتبِ سیرت اور کتبِ شمائل میں عام طور پر فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کتبِ سیرت میں نبی کریم ﷺ سے متعلق ہر بات خوب وضاحت سے بیان کی جاتی ہے۔ مثلاً ہجرت، جہاد وقتال، غزوات، دشمن کی طرف سے مصائب وآلام، امہات المومنین کا بیان اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تذکرے وغیرہ۔

جبکہ شمائل وخصائل کی کتب میں صرف آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکت ہی موضوع ہوتی ہے۔ مثلاً آپ کا چلنا پھرنا، آپ کا کھانا پینا، آپ کی زلفوں کے تذکرے، آپ کے لباس اور بالوں وغیرہما کے بیانات جو اصلاح فرد کے لئے بہت زیادہ مفید ہوتی ہیں، اسی لئے

راقم الحروف کی اردو تصانیف

1- اختصار علوم الحدیث/ترجمہ وتحقیق (مطبوع)

2- اکاذیب آلِ دیوبند

3- التأسیس فی مسئلۃ التدلیس (تحقیقی مقالات جلد اول)

4- القول الصحیح فیما تواتر فی نزول المسیح (ماہنامہ الحدیث حضرو میں مطبوع ہے)

5- القول المتین فی الجہر بالتامین (مطبوع) دوبارہ مطبوع

6- الکواکب الدریہ (مسئلہ فاتحہ خلف الامام/مطبوع) دوبارہ مطبوع

7- انوار الطریق فی رد ظلمات فیصل الحلیق (مقالات جلد چہارم)

8- بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم (مطبوع)

9- تحقیق وترجمہ اثبات عذاب القبر للبیہقی

10- تحقیقی، اصلاحی اور علمی مقالات/جلد اول، جلد دوم، جلد سوم، جلد چہارم (مطبوع)

11- تخریج احادیث الرسول کا تنک تراہ

12- تخریج جزء رفع الیدین (مطبوع)

13- تخریج ریاض الصالحین

14- تخریج فتاویٰ اسلامیہ

15- تخریج نماز نبوی

16- ترجمہ اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (مخطوط)

17- ترجمہ شعار اصحاب الحدیث للحاکم الکبیر (تحقیقی مقالات جلد دوم)

18- ترجمہ وتحقیق جزء رفع الیدین (مطبوع)

19- تسہیل الوصول فی تخریج احادیث صلوٰۃ الرسول

20- تعدادِ رکعات قیامِ رمضان کا تحقیقی جائزہ (مطبوع)
21- تلخیص الاحادیث المتواترہ (مخطوط)
22- توضیح الاحکام/ فتاویٰ علمیہ جلد اول، جلد دوم (مطبوع)
23- توفیق الباری فی تطبیق القرآن وصحیح البخاری/ احمد سعید ملتانی کا جواب (مطبوع)
24- جنت کا راستہ (مطبوع)
25- حاجی کے شب وروز، ترجمہ وتحقیق وفوائد (مطبوع)
26- دین میں تقلید کا مسئلہ (مطبوع)
27- شرح حدیثِ جبریل (مطبوع)
28- صحیح بخاری پر اعتراضات کا علمی جائزہ (صحیح بخاری کا دفاع)
29- عبادات میں بدعات اور سنت سے ان کا رد [ترجمہ وتحقیق]
30- عصرِ حاضر کے چند کذابین کا تذکرہ (مخطوط)
31- فضائل درود وسلام/ ترجمہ وتحقیق (مطبوع)
32- ماسٹر امین اوکاڑوی کا تعاقب (مطبوع)
33- ماہنامہ الحدیث حضرو (جون ۲۰۰۴ء سے مسلسل ہر مہینہ شائع ہوتا ہے)
34- مختصر صحیح نمازِ نبوی (مطبوع)
35- موطا امام مالک/ روایۃ ابن القاسم [ترجمہ، تحقیق وفوائد] (مطبوع)
36- نبی کریم ﷺ کے لیل ونہار [ترجمہ وتحقیق کتاب الانوار للبغوی]
37- نصر الباری فی تحقیق وترجمۃ جزء القراءۃ للبخاری (مطبوع)
38- نصر المعبود فی الرد علیٰ سلطان محمود (مطبوع/ تحقیقی مقالات جلد دوم)
39- نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام (مطبوع)
40- نور العینین فی اثبات رفع الیدین (اس کا یہی جدید ایڈیشن معتبر ہے)
41- نور القمرین (اسی کتاب: نور العینین کے آخر میں، بعد از مراجعت مطبوع ہے)

42- نورالمصابیح (مطبوع)

43- ہدیۃ المسلمین (مطبوع از مکتبہ اسلامیہ لاہور/فیصل آباد)

44- یمن کا سفر (مقالات جلد دوم)



عربی تصانیف

٤٥: أضواء المصابيح في تحقيق مشكوة المصابيح (مخطوط)

٤٦: الأسانيد الصحيحة في أخبار الإمام أبي حنيفة (مخطوط)

٤٧: أنوار السبيل في ميزان الجرح والتعديل (مخطوط)

٤٨: أنوار السنن في تخريج و تحقيق آثار السنن (مخطوط)

٤٩: أنوار الصحيفة فى الأحاديث الضعيفة (مطبوع)

٥٠: تحفة الأقوياء في تحقيق كتاب الضعفاء (مطبوع)

٥١: تحقيق و تخريج تفسير ابن كثير (مطبوع)

٥٢: تحقيق مسائل محمد بن عثمان بن أبي شيبة (تحت الطبع)

٥٣: تحقيق و تخريج أحاديث اثبات عذاب القبر للبيهقي (مخطوط)

٥٤: تحقيق و تخريج بلوغ المرام

٥٥: تحقيق و تخريج جزء علي بن محمد الحميري (مطبوع)

٥٦: تحقيق و تخريج سنن الترمذي (مخطوط)

٥٧: تحقيق و تخريج كتاب الأربعين لإبن تيمية (مخطوط)

٥٨: تحقيق و تخريج مسند الحميدي (مخطوط)

٥٩: تحقيق و تخريج موطأ إمام مالك/رواية يحيى بن يحيى (مخطوط)

٦٠: تخريج الأنوار في شمائل النبي المختار (مخطوط)

٦١: تخريج النهاية فى الفتن والملاحم (مطول ، مخطوط)

٦٢: تخريج أحاديث منهاج المسلم (مخطوط)

٦٣: تخريج جزء رفع اليدين للبخاري (مخطوط)

٦٤: تخريج شعار أصحاب الحديث لأبي أحمد الحاكم (مخطوط)

٦٥: تخريج كتاب الجهاد لإبن تيمية (مخطوط)

٦٦: تخريج كتاب النهاية فى الفتن والملاحم (مختصر،مخطوط)

٦٧: تسهيل الحاجة في تحقيق و تخريج سنن ابن ماجه (مخطوط)

٦٨: التقبيل و المعانقة لإبن الأعرابي، تحقيق و تخريج (مخطوط)

٦٩: تلخيص الكامل لإبن عدي (مخطوط)

٧٠: السراج المنير في تخريج تفسير ابن كثير (مفقود)

٧١: صحيح التفاسير (غير كامل/مخطوط)

٧٢: العقدالتمام في تحقيق السيرة لإبن هشام (مخطوط)

٧٣: عمدة المساعي في تحقيق و تخريج سنن النسائي (مخطوط)

٧٤: الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين (مطبوع)

٧٥: فضل الإسلام للشيخ محمد بن عبدالوهاب (تخريج ،غير مطبوع)

٧٦: في ظلال السنة / الحديث وفقهه (مطبوع في سياحة الأمة/ إسلام آباد)

٧٧: كلام الدارقطني في سننه في أسماء الرجال(مخطوط)

٧٨: نيل المقصود في تحقيق و تخريج سنن أبي داود (مخطوط)

وما توفيقي إلا بالله عليهِ توكلت وإليه أنيب



تقدیم طبع اول

اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ساری حمد و ثنا ہے، جس نے اپنے بندے، محبوب اور بشر رسول سیدنا و محبوبنا امام الانبیاء، سید البشر، نبی کریم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ وذریتہ واصحابہ وسلّم کو آخر الانبیاء و آخر الرسل بنا کر قیامت تک ساری انسانیت کے لئے امام اعظم، مقتدا، مُطاع واجب الاطاعت، دل و جان سے زیادہ محبوب اور راہنما قرار دیا۔

خوش قسمت ہے وہ شخص جو نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے، آپ کو سب سے زیادہ محبوب سمجھے، آپ کی مکمل اطاعت کرے اور آپ کے لئے ہر وقت جان و مال قربان کرنے کے لئے تیار رہے۔

شمائل ترمذی کی تحقیق، تخریج اور ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میرے اس عمل کو اپنے دربار میں قبول فرمائے، مجھے اور میرے تمام ساتھیوں کو قبر اور حشر کے عذاب سے بچائے، دنیا و آخرت میں خیر عطا فرمائے اور اعمال صالحہ متقبلہ کی توفیق بخشے۔ آمین

استاذ محترم مولانا الشیخ حافظ عبدالحمید ازہر اور اخی فی اللہ حافظ ندیم ظہیر حفظہما اللہ کا بیحد شکر گزار ہوں کہ انھوں نے کتاب ہذا کی نظر ثانی میں کمال محنت فرمائی اور اسے حتی الوسع خوبصورت، مدلل اور مزین کر دیا۔ جزاہما اللہ خیراً

والحمد للّٰہ رب العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علٰی رسولہ الأمین .

حافظ زبیر علی زئی

مدرسہ اہل الحدیث حضرو

(۸/ستمبر ۲۰۱۱ء)

شمائلِ ترمذی پر بعض مشہور تصنیفات

شمائل ترمذی پر بعض مشہور کتابوں کا تذکرہ درج ذیل ہے:

۱: جمع الوسائل في شرح الشمائل . (تصنیف ملا علی قاری م۱۰۱۶ھ)
عربی زبان میں شمائل ترمذی کی بہترین شرح ہے اور مطبوع ہے۔

۲: المواهب اللدنيه على الشمائل المحمدية .
(تصنیف: ابراہیم البیجوری الشافعی م۱۲۷۷ھ)
عربی زبان میں ہے اور مطبوع ہے۔

۳: شرح الشمائل (تصنیف: عبدالرؤف المناوی [صوفی] م۱۰۳۱ھ)
عربی میں ہے۔

۴: مختصر الشمائل المحمديه (تحقیق واختصار محمد ناصرالدین البانی م۱۴۲۰ھ)
اسانید حذف کی گئی ہیں، روایات پر صحت وضعف کے لحاظ سے حکم لگادیا گیا ہے اور تحقیق بھی کی گئی ہے۔ یہ کتاب مطبوع ہے۔

۵: خصائل نبوی اردو شرح شمائل ترمذی (تصنیف: عبدالصمد رپالوی ومنیر احمد وقار/من المعاصرین)
اردو میں مطبوع ہے اور شمائل ترمذی کی بہترین سلفی شرح وتحقیق ہے۔

۶: انوار غوثیہ شرح الشمائل النبویہ (تصنیف: امیر شاہ قادری گیلانی [بریلوی]/من المعاصرین)
اردو میں مطبوع ہے اور مطول شرح ہے۔

وغير ذلك .



رسول کریم ﷺ کے شمائل پر بعض مشہور تصنیفات

رسول کریم سیدنا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ﷺ کے شمائل پر بعض مشہور تصنیفات کا تذکرہ درج ذیل ہے:

۱: **الانوار في شمائل النبي المختار** (تصنیف: ابو محمد حسین بن مسعود البغوی م ۵۱۶ھ)
ساری کتاب باسند ہے اور مطبوع ہے۔

۲: **شمائل ترمذی** (تصنیف: ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی م ۲۷۹ھ)
یہ کتاب مع ترجمہ، تحقیق وفوائد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

۳: **شمائل النبی ﷺ** (تصنیف: ابو العباس جعفر بن محمد المستغفری النسفی م ۴۳۲ھ)
ہمارے علم کے مطابق غیر مطبوع ہے۔

۴: **اخلاق النبی ﷺ** (تصنیف: ابو الشیخ عبداللہ بن محمد بن جعفر الاصبہانی م ۳۶۹ھ)
ساری کتاب باسند ہے اور مطبوع ہے۔

۵: **کتاب الشمائل** (تصنیف: حافظ ابو الفداء اسماعیل بن کثیر المفسر م ۷۷۴ھ)
روایات کو کتب سابقہ سے مع اسانید نقل کیا گیا ہے اور یہ کتاب مطبوع ہے۔

۶: **الشمائل الشريفة** (تصنیف: عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی م ۹۱۱ھ)
عربی میں مطبوع ہے۔

وغير ذلك



امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمہ اللہ

(حیات وخدمات)

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصّلٰوۃ والسّلام علٰی رسولہ الأمین ، أما بعد:

اس مختصر اور جامع مضمون میں سنن ترمذی، شمائل ترمذی اور کتاب العلل کے مصنف امام ترمذی رحمہ اللہ کا تذکرہ پیشِ خدمت ہے:

نام ونسب: ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورۃ بن موسیٰ بن ضحاک الترمذی البوغی السلمی رحمہ اللہ

ولادت: ۲۰۹ھ یا ۲۱۰ھ تقریباً [آپ پیدائشی نابینا تھے یا بعد میں نابینا ہو گئے تھے۔]

اساتذہ: امام بخاری، امام اسحاق بن راہویہ، امام قتیبہ بن سعید، امام ھناد بن السری، امام ابوکریب الہمدانی اور امام ابوزرعہ الرازی وغیرہم۔ رحمہم اللہ

تلامذہ: ابوالعباس محمد بن احمد بن محبوب المحبوبی، ہیثم بن کلیب الشاشی اور ابوحامد احمد بن عبداللہ بن داود المروزی التاجر (؟) وغیرہم۔ رحمہم اللہ

تصانیف: آپ کی بعض مشہور کتابیں درج ذیل ہیں:

۱: سنن ترمذی، الجامع / راقم الحروف نے اس کتاب کی تمام روایات کی تحقیق و تخریج کر دی ہے اور حتی الوسع "مافی الباب" اور آثار کی تخریج بھی کی ہے۔

۲: شمائل ترمذی/ راقم الحروف نے دو قلمی نسخوں سے متن کی تصحیح، تحقیق وتخریج کر دی ہے اور ترجمہ وفوائد بھی لکھ دیئے ہیں۔ والحمد للہ

۳: کتاب العلل/ العلل الصغیر

یہ تحفۃ الاحوذی کے آخر میں مطبوع ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

۴: العلل الکبیر/ اس کا مطبوعہ نسخہ ناقص ہے اور امام ترمذی سے اس کے راوی ابوحامد احمد بن عبداللہ بن داود المروزی التاجر کے حالات نہیں ملے۔ (دیکھئے مقدمۃ العلل الکبیر ص ۵۸)

وغیر ذلك من التصانیف .

توثیق اور علمی مقام: آپ کی توثیق پر اتفاق ہے۔

۱: حافظ ابن حبان (متوفی ۳۵۴ھ) نے آپ کو ثقہ راویوں میں ذکر کیا اور فرمایا:

" روی عنه أهل خراسان، كان ممن جمع و صنف و حفظ و ذاكر ."

آپ سے اہلِ خراسان نے روایات بیان کیں، آپ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے احادیث جمع کیں، کتابیں لکھیں، احادیث یاد کیں اور مذاکرہ کیا۔ (کتاب الثقات ۹/۱۵۳)

۲: حافظ خلیل بن عبداللہ الخلیلی القزوینی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۶ھ) نے فرمایا:

" أبو عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن شداد الحافظ :ثقة متفق عليه ، له كتاب في السنن و كلام في الجرح والتعديل ... مشهور بالأمانة والعلم." ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن شداد الحافظ: ثقہ متفق علیہ، سنن میں آپ کی کتاب ہے اور جرح وتعدیل میں آپ کا کلام ہے... احادیث اور علم کے ساتھ مشہور ہیں۔

(الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث ۳/۹۰۴۔۹۰۵ رقم ۸۲۹)

۳: ابوسعد عبدالکریم بن محمد بن منصور السمعانی (متوفی ۵۶۲ھ) نے فرمایا:

" إمام عصره بلا مدافعة صاحب التصانيف " آپ بلا مقابلہ اپنے زمانے کے امام اور صاحبِ تصانیف تھے۔ (الانساب ۱/۴۱۵، البوغی)

اور فرمایا:" أحد الأئمة الذين يقتدى بهم في علم الحديث ، صنف كتاب الجامع والتواريخ والعلل تصنيف رجل عالم متقن و كان يضرب به المثل في الحفظ والضبط ، تلمذ لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري ..."

آپ ان اماموں میں سے تھے جن کی علمِ حدیث میں اقتدا کی جاتی ہے، آپ نے الجامع (سنن ترمذی) تواریخ اور علل لکھیں جو کہ متقن (ثقہ) عالم کی تصانیف ہیں، آپ کا حافظہ اور ثقاہت ضرب المثل ہے، آپ (امام) ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری (رحمہ اللہ) کے شاگرد تھے... (الانساب ۱/۴۵۹، الترمذی)

۴: ابن نقطہ (متوفی ۶۲۹ھ) نے فرمایا: " الإمام " (التقیید ۱/۹۲ ت ۱۰۴)

۵: حافظ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) نے فرمایا: " ثقة مجمع علیه ولا التفات إلی قول أبي محمد بن حزم فیه في الفرائض من کتاب الإیصال إنه مجهول فإنه ماعرفه ولا دری بوجود الجامع ولا العلل اللذین له ."

آپ بالاجماع ثقہ ہیں، ابو محمد بن حزم نے (اپنی) کتاب الایصال میں آپ کے بارے میں جو مجہول لکھا ہے وہ قابلِ توجہ نہیں ہے، کیونکہ انھیں آپ کے بارے میں علم نہیں ہوا اور نہ آپ کی کتاب الجامع اور العلل الصغیر والعلل الکبیر کا علم ہوا تھا۔ (میزان الاعتدال ۳/ ۶۷۸)

۶: حافظ ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمٰن المزی (المتوفی ۷۴۲ھ) نے فرمایا:

" أحد الأئمة الحفاظ المبرزین ومن نفع الله به المسلمین " آپ نمایاں و ممتاز حفاظِ حدیث اماموں میں سے تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جن سے اللہ (تعالیٰ) نے مسلمانوں کو فائدہ پہنچایا۔ (تہذیب الکمال ۶/ ۴۶۸)

۷: ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عبدالہادی الدمشقی الصالحی (متوفی ۷۴۴ھ) نے فرمایا:

" **الإمام الحافظ** " (طبقات علماء الحدیث ۲/ ۳۳۸ ت ۶۲۶)

۸: مشہور مفسرِ قرآن حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) نے فرمایا:

"وهو أحد أئمة هذا الشأن في زمانه وله المصنفات المشهورة: جامعه والشمائل وأسماء الصحابة و غیر ذلك" اور وہ اپنے زمانے میں اس علم (حدیث) کے اماموں میں سے ایک تھے، آپ کی مشہور کتابیں، جامع، شمائل اور اسماء الصحابہ وغیرہ ہیں۔ (البدایہ والنہایہ ۱۱/ ۳۳۲، وفیات ۲۷۹ھ)

۹: حافظ ابن حجر العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) نے فرمایا: " ثقة حافظ "

(تقریب التہذیب مع تعقیب التقریب والتذنیب للتعقیب ص ۴۶۵)

۱۰: حافظ ابن ناصر الدین الدمشقی (متوفی ۸۴۲ھ) نے فرمایا:

" وکان إمامًا مبرّزًا علی الأقران ، آیةً في الحفظ والإتقان ، یضرب بحفظه

المثل لمن يتعلّم " اور وہ اپنے ساتھیوں میں نمایاں فضیلت والے امام تھے، حافظے اور ثقاہت میں نشانی تھے، آپ کا حافظہ ضرب المثل تھا اُس کے لئے جو سیکھنا چاہتا ہے۔

(التبیان لبدیعۃ البیان ۲/۸۲۴)

اس توثیق اور تعریف کے مقابلے میں صرف علامہ ابن حزم اندلسی کا قول ملتا ہے کہ انھوں نے محمد بن عیسیٰ بن سورۃ کو مجہول کہا۔

(دیکھئے بیان الوہم والایہام ۵/ ۶۳۷ بحوالہ کتاب الفرائض من الایصال؟)

حافظ ابن کثیر نے ابن حزم کی کتاب المحلیٰ (؟؟) سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا:

" و من محمد بن عيسى بن سورة ؟ " اور محمد بن عیسیٰ بن سورہ کون ہیں؟

(البدایہ والنہایہ ۱۱/۳۳۲)

عرض ہے کہ غالباً علامہ ابن حزم کو محمد بن عیسیٰ بن سَورہ الترمذی یا اُن کے ابن سَورہ والے نام ونسب کے بارے میں کوئی علم حاصل نہ ہو سکا یا پھر یہ ان کی اجتہادی غلطی ہے، جس طرح کہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی نے امام ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل الترمذی کے بارے میں لکھا ہے:" والترمذي ثقة حافظ وهو صاحب السنن المعروف به ." اور ترمذی ثقہ حافظ ہیں اور وہ سنن کی مشہور کتاب والے ہیں۔

(ارواء الغلیل ج ۲ ص ۲۶۶ ح ۴۹۶ طبع ۱۴۰۵ھ)

حالانکہ صاحبِ سنن محمد بن اسماعیل الترمذی نہیں بلکہ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی ہیں۔ بعض اوقات اس طرح کی اجتہادی خطائیں لگ جاتی ہیں، لہٰذا استہزاء وتحقیر سے اجتناب ضروری ہے۔

فضائل وحکایات: امام ترمذی رحمہ اللہ کے بارے میں بعض فضائل وحکایات اور ان کی تحقیق درج ذیل ہے:

۱: شیخ ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد الانصاری الہروی صاحبِ ذم الکلام نے فرمایا:

" كتاب أبي عيسى الترمذي عندي أفيد من كتاب البخاري و مسلم .

قلت: لم؟ قال: لا یصل إلی الفائدة منهما إلا من یکون من أهل المعرفة التامة وهذا کتاب قد شرح أحادیثه و بینها فیصل إلی فائدته کل أحد من الناس :من الفقهاء والمحدثین وغیرهما.''

میرے نزدیک ابو عیسیٰ الترمذی کی کتاب (سنن الترمذی) بخاری اور مسلم کی کتابوں (صحیحین) سے زیادہ مفید ہے۔ میں (محمد بن طاہر المقدسی) نے کہا: کیوں؟ انھوں نے فرمایا: ان دونوں کتابوں سے صرف وہی شخص فائدہ اُٹھا سکتا ہے جو پورا پورا ماہر ہو اور یہ کتاب (سنن ترمذی) تو اس کی احادیث کی تشریح انھوں (امام ترمذی) نے بیان کر دی ہے، لہٰذا ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، چاہے وہ فقہاء، محدثین میں سے ہو یا دوسرے لوگوں سے ہو۔ (التقیید لابن نقطہ ا/۹۴ وسندہ حسن، سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۲۷۴ مختصراً)

یہ ابو اسماعیل کی ذاتی رائے ہے، لیکن اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سنن ترمذی کو آسان فہمی میں صحیحین پر ترجیح دیتے تھے۔

۲: ایک قصے میں آیا ہے کہ امام ترمذی نے فرمایا: میں مکے کے راستے میں تھا اور ایک شیخ کی احادیث میں سے دو جزء میں نے لکھ لئے تھے، پھر وہ شیخ ہمارے پاس سے گزرے تو میں ان کی طرف گیا اور میں سمجھتا تھا کہ وہ دونوں جزء میرے پاس موجود ہیں، میں نے ان سے ان دونوں جزءوں کی احادیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے مجھے احادیث سنانی شروع کر دیں۔ میں نے جب اپنے تھیلے سے دونوں جزء نکالے تو غلطی سے دوسرے دو جزء آ گئے تھے جو کہ بالکل سادہ تھے، ان پر کچھ بھی لکھا ہوا نہیں تھا، میں بہت حیران ہوا۔

شیخ صاحب اپنے حافظے سے حدیثیں پڑھ رہے تھے، پھر جب انھوں نے میری طرف دیکھا تو میری دونوں کاپیاں سفید (خالی، بغیر لکھی ہوئی) تھیں، انھوں نے کہا: کیا تم مجھ سے شرم نہیں کرتے؟ میں نے کہا: یہ بات نہیں اور سارا قصہ ان کے سامنے بیان کر دیا اور کہا: مجھے یہ دونوں جزء بالکل یاد ہیں۔ انھوں نے کہا: مجھے پڑھ کر سناؤ، تو میں نے وہ دونوں جزء زبانی پڑھ کر سنا دیئے۔ وہ حیران ہوئے اور کہا: تم نے یہ حدیثیں پہلے سے رٹ رکھی تھیں۔

میں نے کہا: آپ مجھے اور حدیثیں سنائیں تو انھوں نے مجھے اپنی عجیب وغریب روایات میں سے چالیس حدیثیں سنائیں پھر کہا: اب یہ حدیثیں زبانی سناؤ۔

میں نے وہ ساری حدیثیں (جو اس مجلس میں سن کر یاد کر لی تھیں) انھیں زبانی سنا دیں اور ایک حرف میں بھی غلطی نہ لگی تو انھوں نے فرمایا: میں نے تیرے جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

(التقیید ۱/ ۹۵۔۹۶ وسندہ ضعیف، تاریخ الاسلام للذہبی ۲۰/ ۴۶۰۔۴۶۱)

یہ قصہ دو وجہ سے صحیح نہیں ہے:

اول: اس کا راوی ابوبکر محمد بن احمد بن محمد بن الحارث المروزی نامعلوم التوثیق (مجہول الحال) ہے۔

دوم: ابوبکر المروزی کا استاذ (جس کا ذکر التقیید کے مطبوعہ نسخے سے رہ گیا ہے) احمد بن عبداللہ بن داود المروزی بھی مجہول الحال ہے۔

۳: روایت ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا:

میں نے یہ کتاب یعنی المسند الصحیح (سنن ترمذی) لکھی تو علمائے حجاز کے سامنے پیش کیا، انھوں نے اسے پسند کیا، علمائے عراق کے سامنے پیش کیا تو وہ اس سے راضی ہوئے، علمائے خراسان کے سامنے پیش کیا تو وہ اس سے راضی ہوئے اور جس کے گھر میں یہ کتاب ہو تو گویا اس کے گھر میں نبی (ﷺ) موجود ہیں اور کلام فرما رہے ہیں۔

(التقیید ۱/ ۹۳۔۹۴، تاریخ الاسلام ۲۰/ ۴۶۱۔۴۶۲ بصیغۃ التمریض، سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۲۷۴)

اس قصے کا راوی ابوعلی منصور بن عبداللہ بن خالد بن احمد بن خالد بن حماد الذہلی الخالدی کذاب (اور) بے اعتماد راوی ہے۔ (دیکھئے میزان الاعتدال ۴/ ۱۸۵ ت ۸۷۸۳)

لہٰذا یہ قصہ موضوع ہے۔

عقیدہ و منہج: امام ترمذی رحمہ اللہ صحیح العقیدہ اور صحیح منہج پر تیسری صدی ہجری کے سلف صالحین میں سے تھے اور اہل حدیث یعنی محدثین میں سے تھے:

۱: حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: " **وأما مسلم والترمذي والنسائي و ابن**

ماجه و ابن خزيمة و أبو يعلى والبزار و نحوهم فهم على مذهب أهل الحديث ليسوا مقلدين لواحد بعينه من العلماء و ..." اور مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلیٰ، بزار اور اُن جیسے دوسرے (سب) اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے، کسی ایک معین عالم کے مقلد نہیں تھے اور...

(مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۰/ ۳۹۔۴۰، تحقیقی مقالات ۳/ ۳۴۔۳۵)

یعنی امام ترمذی رحمہ اللہ مقلد نہیں بلکہ اہل حدیث تھے۔

حافظ ابن تیمیہ کی مذکورہ عبارت جیسی عبارت کو علامہ طاہر بن صالح بن احمد الجزائری الدمشقی نے توجیہ النظر الی اصول الاثر (ص ۸۵) میں، شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے فتح الملہم (ج ۱ص ۱۰۱، دوسرا نسخہ ج ۱ص ۲۸۱) میں اور سرفراز خان صفدر دیوبندی نے "الکلام المفید فی اثبات التقلید" (ص ۱۲۷) میں بغیر کسی تردید کے نقل کیا ہے۔

۲: امام ترمذی نے طائفہ منصورہ کے بارے میں امام بخاری کی سند سے امام علی بن المدینی کا قول نقل کیا ہے کہ " هم أصحاب الحديث " وہ اصحاب الحدیث ہیں۔ (اور بعض نسخوں میں: اھل الحدیث ہے۔) (سنن ترمذی: ۲۱۹۲، الفتن باب ماجاء فی اھل الشام)

۳: امام ترمذی نے ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھنے کے بارے میں امام شافعی کے قول کا رد فرمایا ہے۔ دیکھئے سنن ترمذی (۱۵۷، باب ماجاء فی تأخیر الظہر فی شدۃ الحر)

یہ اس کی دلیل ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلد نہیں تھے۔

۴: امام ترمذی نے اپنی کتاب میں اہل الحدیث کا لفظ بار بار استعمال کیا ہے مثلاً ابن لہیعہ کے بارے میں فرمایا:" و ابن لهيعة ضعيف عند أهل الحديث ... "

اور اہلِ حدیث کے نزدیک ابن لہیعہ ضعیف تھے۔ الخ (سنن ترمذی: ۱۰)

یہاں پر ابن لہیعہ کی وہ حالت مراد ہے جو اختلاط کے بعد اور مدلَّس روایات پر مشتمل ہے ورنہ ابن لہیعہ اختلاط سے پہلے اور سماع کی تصریح کے ساتھ حسن الحدیث تھے۔

۵: امام ترمذی نے فرمایا:" و علم الله و قدرته و سلطانه في كل مكان وهو

على العرش كما وصف في كتابه " اوراللہ کا علم ،قدرت اور سلطنت ہر جگہ پر ہے اور وہ عرش پر ہے جیسا کہ اس نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے۔ (سنن ترمذی: ۳۲۹۸)

۶: ابراہیم بن عبداللطیف بن محمد ہاشم ٹھٹھوی سندی نے امام محمد بن عیسیٰ الترمذی کے بارے میں کہا:" وهو مجتهد فمن حكم عليه بأنه شافعي أخطأ من لفظ الترمذي و لم يحقق " اور وہ مجتہد ہیں، پس جس نے انھیں شافعی قرار دیا تو اسے ترمذی کے لفظ سے غلطی لگی اور اس نے تحقیق نہیں کی۔

(تحق الاغبیاء بحوالہ ماتمس الیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابن ماجہ ص ۲۶ ،از عبدالرشید نعمانی دیوبندی)

چند فوائد: امام ترمذی اور ان کی کتابوں: سنن ترمذی و شمائل ترمذی کے بارے میں چند فوائد درج ذیل ہیں:

۱: امام ترمذی حدیث کا علم حاصل کرنے کے لئے بغداد تشریف لے گئے تھے، لیکن تاریخ بغداد میں ان کا تذکرہ (غالباً خطیب بغدادی رحمہ اللہ سے) رہ گیا ہے۔

۲: مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف تحفۃ الاحوذی سنن ترمذی کی بہترین شروح میں سے ہے۔

۳: شمائل ترمذی کی تحقیق و شرح راقم الحروف نے بھی لکھی ہے اور شیخ عبدالصمد ریالوی و شیخ منیر احمد وقار حفظہما اللہ کی اردو شرح "خصائل نبوی" بھی بہترین و مفید ہے۔

۴: شاہ ولی اللہ دہلوی کی سنن ترمذی والی ایک سند درج ذیل ہے:

بالإجازة عن أبي طاهر محمد بن إبراهيم الكردي المدني عن أبيه عن سلطان بن أحمد بن سلامة بن إسماعيل المزاحي الأزهري عن الشهاب أحمد بن خليل السبكي عن نجم الدين محمد بن أحمد بن علي الغيطي عن زين الدين زكريا بن محمد الأنصاري السُّنيكى القاهري عن العز عبدالرحيم بن الفرات عن عمر بن الحسن المراغي عن الفخر ابن البخاري عن عمر بن طبرزد البغدادي عن أبي الفتح عبد الملك بن عبدالله

ابن أبي سهل الكروخي عن أبي عامر محمود بن القاسم بن محمد الأزدي عن أبي محمد عبد الجبار بن محمد بن عبد اللّٰه بن أبي الجراح الجراحي المروزي قال :أخبرنا أبو العباس محمد بن أحمد بن محبوب المحبوبي المروزي قال :أخبرنا الحافظ الحجة أبو عيسى محمد بن عيسى بن سورة ابن موسى الترمذي۔ رحمهم اللّٰه (اتحاف النبیہ فیما یحتاج الیہ المحدث والفقیہ ص ۷۰۔۷۲)

راقم الحروف کو سنن ترمذی کی روایت بطریقۂ اجازت از شیخ أبو محمد بديع الدين الراشدي عن أبي سعيد شرف الدين الدهلوي عن محمد بشير بن بدر الدين السهسواني عن نذير حسين الدهلوي عن محمد إسحاق الدهلوي عن عبد العزيز الدهلوي عن الشاه ولی اللّٰه الدهلوي حاصل ہے۔

(دیکھئے منجد المستجیز لروایۃ السنۃ والکتاب العزیز ص ۶، ۱۱)

۵: امام ترمذی کے علاوہ دو اور علماء بھی اسی لقب سے مشہور ہیں:

اول: امام ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل بن یوسف السلمی الترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۰ھ)

آپ ثقہ حافظ تھے اور آپ پر ابن ابی حاتم کی جرح جمہور محدثین کی توثیق کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر مقبول ہے۔ آپ کی کوئی مطبوعہ تصنیف میرے علم میں نہیں ہے۔

دوم: حکیم ابو عبداللہ محمد بن علی بن الحسن بن بشر المؤذن الحکیم الترمذی (متوفی ۲۸۵ھ)

آپ متعدد کتابوں کے مصنف تھے جن میں نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول (نسخۃ مسندۃ کاملۃ) سات جلدوں میں دار النوادر سے مطبوع ہے۔

حکیم موصوف کی تعریف و توثیق جمہور علماء سے ثابت ہے مثلاً حافظ ابن حجر العسقلانی نے فتح الباری (۱/ ۲۴۷ ح ۱۴۵) میں ان کی حدیث کو صحیح کہا ہے، لہٰذا وہ صدوق حسن الحدیث تھے، لیکن یاد رہے کہ وہ اہل الحدیث میں سے نہیں بلکہ صوفیاء اور قصہ گو واعظین میں سے تھے۔

وفات: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی نے ۱۳/ رجب ۲۷۹ھ کو بمقام بوغ (ترمذ) میں وفات پائی۔ رحمه اللّٰه رحمة واسعة

شمائل ترمذی اور اسلوبِ تحقیق وفوائد

امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ کی مؤلفات میں سے سنن ترمذی کے بعد شمائل ترمذی بہت مشہور ہے اور اللہ کے فضل وکرم سے راقم الحروف کو اس عظیم الشان کتاب کی تحقیق، ترجمہ بلکہ ترجمانی، شرح اور فوائد لکھنے کی توفیق حاصل ہوئی، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱: شمائل ترمذی کے دو قلمی نسخوں اور بعض مطبوعہ نسخوں سے متن کی تصحیح اور تحقیق لکھ کر کمپوز کروائی۔

۲: سات سو تئیس (۷۲۳ھ) ہجری میں لکھے ہوئے نسخے کو اصل بنایا اور اس کی ترقیم ایک مطبوعہ نسخے کے مطابق کر دی۔

اس نسخے میں ایک صفحہ (۸۶) موجود نہیں اور کئی صفحات کی احادیث سیاہی وغیرہ کے اثر کی وجہ سے ناقابلِ قراءت ہیں۔

۳: بارہ سو اکسٹھ (۱۲۶۱ھ) ہجری کا لکھا ہوا مکمل نسخہ، لیکن اس کی اسانید ومتون میں بہت زیادہ غلطیاں ہیں۔

راقم الحروف نے اس نسخے کو ''ب'' قرار دے کر کتبِ احادیث واسماء الرجال کو مدِنظر رکھتے ہوئے الاصل میں ناقابلِ قراءت مقامات اور بعض عبارات کی اصلاح کی ہے، نیز مطبوعہ نسخوں کو بھی مدنظر رکھا ہے۔

۴: مطبوعہ نسخوں میں سے ماہر یاسین الفحل کا نسخہ دوسرے نسخوں سے بہت بہتر ہے اور اس سے کافی استفادہ کیا ہے۔

۵: الاصل کے کاتب سے لے کر امام ترمذی تک مکمل سند موجود ہے، جس کی تحقیق کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ سند صحیح یا حسن ہے۔ والحمد للہ

۶: شمائل ترمذی کی بہت روایات سنن ترمذی میں بھی موجود ہیں، لہٰذا حتی الوسع ان کی

تخریج بھی کردی ہے تاکہ مشہور مطبوعہ کتاب سے مقارنہ کیا جا سکے۔

۷: شمائل کے اصل مخطوطے کی تحقیق وتخریج سے ثابت ہوا کہ اس کا کاتب سچا انسان تھا، کیونکہ یہ تمام روایات دوسری کتابوں کے مطابق ہیں۔

۸: امام ترمذی نے جن مصادر و کتابوں سے روایات اخذ کیں مثلاً موطأ امام مالک اور مسند ابی داود الطیالسی وغیرہما، ان کتابوں کی مذکورہ احادیث تلاش کر کے اصل کتابوں کے حوالے دے دیئے ہیں۔

۹: شمائل ترمذی کی جو احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم (صحیحین) میں موجود ہیں، وہ سب صحیح ہیں اور دیگر احادیث پر صحیح، حسن یا ضعیف و مردود ہونے کے لحاظ سے حکم لگا دیا ہے اور عند الضرورت وجۂ ضعف بھی بیان کردی ہے۔

۱۰: شمائل ترمذی کا اردو ترجمہ بلکہ ترجمانی کرنے کے ساتھ عام صحیح وحسن احادیث کی شرح وفوائد بھی لکھ دیئے ہیں تاکہ عوام وطلباء زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔

۱۱: استاذ محترم حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ نے کمال محبت وشفقت سے کتاب مذکور پر نظر ثانی فرمائی ہے جو میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ جزاہ اللہ خیراً

۱۲: تلمیذ محترم حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ نے بھی نظر ثانی فرمائی ہے۔ جزاہ اللہ خیراً

۱۳: آخر میں مفید فہارس (فہرستوں) کا اضافہ کردیا ہے تاکہ کتاب سے استفادہ آسان ہو:

☆ اطراف الآیات والاحادیث والآثار کی فہرست

☆ راویانِ حدیث (صحابہ رضی اللہ عنہم) کی فہرست

☆ رجال کی فہرست

☆ مسائل وموضوعات کا اشاریہ

۱۴: کتاب کے شروع میں بھی مفید فہرست کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۱۵: لفظی ترجمے کے بجائے مفہوم واضح کرنے کو ترجیح دی ہے۔

۱۶: عربی زبان میں شمائل ترمذی کی کئی شروح ہیں جن میں سے ملا علی قاری حنفی کی کتاب:

جمع الوسائل میرے علم کے مطابق سب سے بہتر ہے۔ واللہ اعلم

۱۷: شیخ ثناء اللہ بن عیسیٰ خان المدنی حفظہ اللہ نے شمائل ترمذی کی جو سند اپنے شیخ حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ سے بیان فرمائی ہے، مختصراً مع فوائد درج ذیل ہے:

" أخبرنا عبد اللّٰه الروبري سماعًا :أخبرنا عبد الجبار الغزنوي :أخبرنا نذير حسين :أخبرنا الشاه محمد إسحاق :أخبرنا عبد القادر و عبد العزيز ابني ولي اللّٰه كلاهما عن أبيهما ولي اللّٰه (الدهلوي) عن أبي طاهر الكوراني عن أحمد النخلي و حسن العجيمي :حدثنا عيسى الثعالبي الجعفري عن النور علي بن محمد الأجهوري سماعًا عن شهاب الدين أحمد الرملي سماعًا عن زكريا (بن محمد) الأنصاري عن الحافظ ابن حجر و أبي الفتح محمد بن أبي بكر المراغي عن أبي الفضل العراقي و أبي الحسن الهيثمي عن عبد اللّٰه بن محمد بن قيم الضياء و الصلاح محمد بن أحمد بن أبي عمر و عمر بن محمد الشحطبي عن الفخر ابن البخاري عن أبي اليمن زيدبن الحسن الكندي عن أبي شجاع عمر بن محمد بن عبد اللّٰه البسطامي :أخبرنا أبو القاسم أحمد بن محمد الخليلي :أخبرنا أبو القاسم علي بن أحمد الخزاعي :أخبرنا الهيثم بن كليب الشاشي :حدثنا الترمذي ." (دیکھئے ثبت الکویت ص ۶۴۹۔۶۵۰)

ہمارے مخطوطے (الاصل) کی سند ابو شجاع عمر بن محمد بن عبداللہ البسطامی تک مل جاتی ہے۔ والحمدللہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس عمل کو اپنے دربار میں قبول فرمائے، تمام معاونین و مراجعین کو جزائے خیر عطا فرمائے، دنیا و آخرت کی حسنات نصیب فرمائے اور قبر و حشر کی سختیوں ورسوائیوں سے بچائے۔ آمین

حافظ زبیر علی زئی (۱۰/ جولائی ۲۰۱۱ء)

الأصل المخطوط

سرورق

بسم الله الرحمن الرحيم وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم

أخبرنا الشيخ الإمام الحافظ الضابط الزاهد الورع عز الدين أبو محمد عبد

المؤمن بن عبد الرحمن [illegible] [illegible] الحجي قراءة عليه ونحن نسمع في [illegible]

في ثاني عشر شهر ربيع الآخر سنة ثلاث عشرة وسبعمائة قال أخبرنا الشيخ [illegible]

[illegible] القاسم [illegible] عبد القاهر بن [illegible] النصيبي [illegible] في سنة [illegible]

[illegible] قال أخبرنا الشيخ الإمام العالم الحافظ [illegible] الشريف

[illegible] عبد المطلب بن الفضل [illegible] الهاشمي [illegible]

[illegible] قال أخبرنا الأديب أبو

حفص عمر بن [illegible] الحسن [illegible] والشيخ [illegible] أبو علي

الحسن بن [illegible] بن عبد الله القاشي قراءة عليهما [illegible]

[illegible] والشيخ الإمام أبو شجاع

عمر بن محمد بن عبد الله البسطامي قراءة عليه [illegible] والشيخ الزاهد [illegible]

عبد الرشيد بن النعمان بن عبد الرزاق الولوالجي [illegible]

[illegible] بسمرقند قالوا أخبرنا الإمام

أبو القاسم أحمد بن محمد بن محمد الخليلي قراءة عليه قال أخبرنا الشيخ [illegible]

[illegible] علي بن [illegible] الخزاعي قال أنا الأديب أبو سعيد الهيثم بن كليب

ابن سريج بن معقل الشاشي قال أنا أبو عيسى محمد بن عيسى بن سورة الحافظ

الأصل المخطوط

پہلا صفحہ

ابن علي قال باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم حدثنا أبو رجاء
قتيبة بن سعيد عن مالك بن أنس عن ربيعة بن عبد الرحمن عن أنس بن مالك رضي الله عنه أبي م
أنه سمعه يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس بالطويل البائن ولا بالقصير
ولا بالأبيض الأمهق ولا بالآدم ولا بالجعد القطط ولا بالسبط بعثه الله
تعالى على رأس أربعين فأقام بمكة عشر سنين وبالمدينة عشر سنين وتوفاه الله تعالى
على رأس ستين سنة وليس في رأسه ولحيته عشرون شعرة بيضاء حدثنا حميد بن
مسعدة البصري نا عبد الوهاب الثقفي عن حميد عن أنس بن مالك رضي الله
عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ربعة وليس بالطويل ولا بالقصير
حسن الجسم وكان شعره ليس بجعد ولا سبط أسمر اللون إذا مشى يتكفأ حدثنا
محمد بن بشار العبدي نا محمد بن جعفر نا شعبة عن أبي إسحاق قال سمعت البراء
ابن عازب رضي الله عنه يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا مربوعا
بعيد ما بين المنكبين عظيم الجمة إلى شحمة أذنيه عليه حلة حمراء ما رأيت شيئا
قط أحسن منه حدثنا محمود بن غيلان نا وكيع نا سفيان عن أبي إسحاق عن
البراء بن عازب رضي الله عنه قال ما رأيت من ذي لمة في حلة حمراء أحسن
من رسول الله صلى الله عليه وسلم له شعر يضرب منكبيه بعيد ما بين المنكبين لم
يكن بالقصير ولا بالطويل حدثنا محمد بن إسماعيل نا أبو نعيم نا المسعودي عن
عثمان بن مسلم بن هرمز عن نافع بن جبير بن مطعم عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه

الأصل المخطوط

دوسرا صفحہ

٨ ـ ٦



الأصل المخطوط

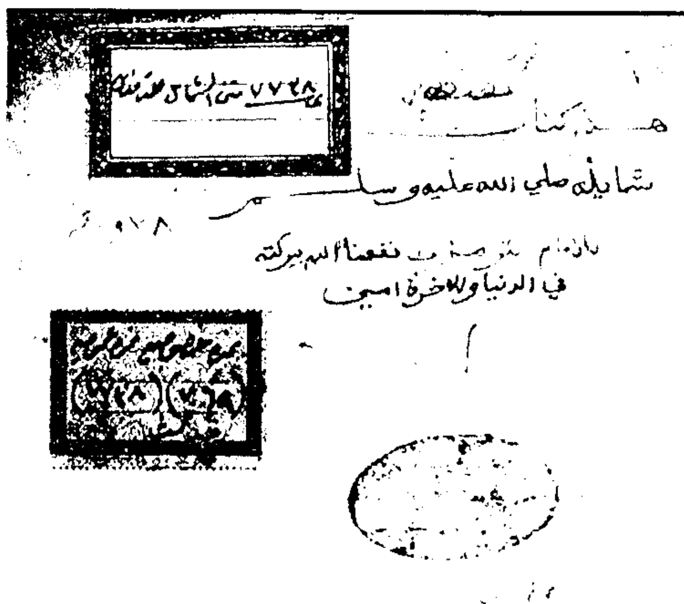
ایک غیر واضح صفحہ

رضي الله عنه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من رآني في المنام فقد
رآني الحق حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن نا معلى بن أسد نا عبد العزيز
بن المختار نا ثابت عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال من رآني في المنام فقد رآني فإن الشيطان لا يتخيل بي ورؤيا المؤمن
جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة حدثنا محمد بن علي قال سمعت أبي يقول
قال عبد الله بن المبارك إذا ابتليت بالقضاء فعليك بالأثر حدثنا
محمد بن علي نا النضر نا ابن عون عن ابن سيرين قال هذا الحديث دين فانظروا
عمن تأخذون دينكم   تم الكتاب بعون الملك الوهاب
فرغ من كتابته في جمادى الأولى سنه [illegible]
صلوات الله وسلامه على صاحبها
والحمد لله رب العالمين وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه الطيبين الطاهرين

الحمد لله رب العالمين وصلى الله على سيدنا محمد خاتم النبيين [illegible]
سمع جميع هذا الكتاب [illegible] [redacted] [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[redacted]

الأصل المخطوط:

آخری صفحہ



مخطوطة ثانية ب

سرِ ورق

بسم الله الرحمن الرحيم
باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم أخبرنا
أبو رجاء قتيبة بن سعيد عن مالك بن أنس عن ربيعة بن أبي
عبد الرحمن عن أنس بن مالك أنه سمعه يقول كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم ليس بالطويل البائن ولا بالقصير ولا بالأبيض
الأمهق ولا بالآدم ولا بالجعد القطط ولا بالسبط بعثه الله تعالى
على رأس أربعين سنة فأقام بمكة عشر سنين وبالمدينة عشر
سنين وتوفاه الله على رأس ستين سنة وليس في رأسه ولحيته
عشرون شعرة بيضاء ... حميد بن مسعدة البصري ثنا عبد
الوهاب الثقفي عن حميد عن أنس بن مالك قال كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم ربعة ليس بالطويل ولا بالقصير حسن الجسم
وكان شعره ليس بجعد ولا سبط أسمر اللون إذا مشى يتكفأ
حدثنا محمد بن بشار العبدي ثنا محمد ابن جعفر ثنا شعبة
عن أبي إسحاق قال سمعت البراء بن عازب يقول كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم رجلا مربوعا بعيد ما بين المنكبين عظيم الجمة
إلى شحمة أذنيه عليه حلة حمراء ما رأيت شيئا قط أحسن منه
... محمود بن غيلان قال ثنا وكيع قال ثنا سفيان عن أبي
إسحاق الهمداني عن البراء بن عازب قال ما رأيت من ذي لمة
في حلة حمراء أحسن من رسول الله صلى الله عليه وسلم له شعر يضرب
منكبيه بعيد ما بين المنكبين لم يكن بالقصير ولا بالطويل
... محمد بن إسماعيل ثنا أبو نعيم ثنا المسعودي
عن عثمان بن مسلم بن هرمز عن نافع بن جبير بن مطعم
عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال لم يكن النبي صلى الله
عليه وسلم بالطويل ولا بالقصير شثن الكفين والقدمين ضخم
الرأس ضخم الكراديس طويل المسربة إذا مشى تكفأ تكفؤا كأنما
ينحط من صبب لم أر قبله ولا بعده مثله ... سفيان بن
وكيع ثنا أبي عن المسعودي بهذا الإسناد نحوه بمعناه حدثنا
أحمد بن عبدة الضبي البصري وعلي بن حجر وأبو جعفر محمد
ابن الحسين وهو ابن أبي حليمة والمعنى واحد قالوا ثنا عيسى
ابن يونس

مخطوطة ثانية "ب"

پہلا صفحہ

وهو يروي عن انس بن مالك ويزيد الفارسي ويزيد
الرقاشي كلاهما من اهل البصرة وعوف بن ابي جميلة هو عوف
الاعرابي حدثنا ابو داود سليمان بن سلم البلخي
حدثنا النضر ابن شميل قال قال عوف الاعرابي انا اكبر
من قتادة حدثنا عبد الله بن ابي زياد حدثنا يعقوب
ابن ابراهيم بن سعد حدثنا ابن اخي ابن شهاب الزهري
عن عمه قال قال ابو سلمة قال ابو قتادة قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم من راني يعني في النوم فقد راى
الحق حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن انبانا المعلى
ابن اسد حدثنا عبد العزيز ابن المختار حدثنا
ثابت عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال
من راني في المنام فقد راني فان الشيطان لا يتمثل بي
قال ورؤيا المومن جزء من ستة واربعين جزءا من
النبوة حدثنا محمد بن علي قال سمعت ابي يقول
قال عبد الله بن المبارك اذا ابتليت بالقضاء فعليك
بالاثر حدثنا محمد بن علي حدثنا النضر
ابن شميل اخبرنا ابن عوف عن ابن سيرين
قال هذا الحديث دين فانظروا عن من
تاخذون دينكم والله اعلم بالصواب واليه المرجع
والماب والحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى
تم الكتاب بحمد الله وعونه وحسن توفيقه
وصلى الله على سيدنا محمد واله
وصحبه وصديقه وسلم
تسليما
تاريخ في ١٢ صفر ١٢٦١

مخطوطة ثانية "ب"

آخری صفحہ

شمائل ترمذی

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

وصلّى اللّٰه علىٰ سيّدنا محمد وآله وصحبه وسلّم.

أخبرنا(١) الشيخ الإمام الحافظ الضابط الزاهد الورع عز الدين عبد المؤمن بن عبد الرحمٰن بن محمد بن عمر بن العجمي(٢) قرأة عليه و نحن نسمع، بحلب حرسها اللّٰه في ثاني عشر شهر ربيع الآخر من سنة ثلٰث و عشرين و سبعمائة قال: أخبرنا الشيخ الإمام كمال الدين أبو العباس أحمد بن محمد بن عبد القاهر بن النصيبي(٣) قرأة عليه في سنة ثمان و ثمانين و ستمائة. قال: أخبرنا الشيخ الإمام العالم الحافظ الزاهد الورع الشريف افتخار الدين أبو هاشم عبد المطلب بن الفضل بن عبد المطلب الهاشمي(٤)

....

(١) هو كاتب هذه النسخة. ودراسة روايات هذا الكتاب تدل على أنه صدوق.

(٢) قال الحافظ ابن حجر العسقلاني: "و سمع من الكمال النصيبي الشمائل و حدّث بها و ممن سمع منه البرزالي ... و كان له فضل و مروءة و تودد" توفى ٧٤١ھ

(الدرر الكامنة فى أعيان المائة الثامنة ٢/٤١٩ ت ٢٥٢٧)

وقال الصفدي: "الشيخ الإمام ... كانت له فضائل" (الوافي بالوفيات ١٩/ ١٦٣ ت ٧٣٤٥)

وانظر تاريخ الإسلام للذهبي (٥٠/ ١٧٥) والوفيات لابن رافع (١/ ٣٣) وأعيان العصر و أعوان النصر للصفدي (١/٤٩٣)

(٣) قال الذهبي: "الشيخ الأجل" (تاريخ الإسلام ٥٢/ ١٤٤) توفى ٦٩٢ھ

و راجع ذيل التقييد (١/ ٣٨٨ رقم ٧٥٥) و معجم الشيوخ للذهبي (١/٩٥ ت ٨٦) وغيرهما

(٤) قال الذهبي: "الشيخ الإمام العلّامة كبير الحنفية ... و كان شريفًا سريًّا ورعًا ديّنًا و قورًا، صحيح السماع، علي الإسناد" توفى ٦١٦ھ (سير اعلام النبلاء ٢٢/٩٩- ١٠٠ ت ٧٢)

وكان حنفيًا رحمه اللّٰه.

قرأة عليه بحلب في عشرين شهر رجب[1] في سنة ثلث عشرة و ستمائة.
قال: أخبرنا الأديب أبو حفص عمر بن علي بن أبى الحسين الكرابيسي يعرف بشيخ[2] والشيخ الصاين[3] أبو علي الحسن بن بشير بن عبد الله[4] قرأة عليهما في يوم الثلثاء سادس جمادى الأولى سنة ست و أربعين و خمسائة بمدينة بلخ والشيخ الإمام أبو شجاع عمر بن محمد بن عبد الله البسطامي[5] قرأة عليه ببلخ أيضًا، و الشيخ الزاهد أبو الفتح عبد الرشيد ابن النعمان بن عبد الرزاق الولوالجي[6] لاثنتي عشرة ليلة خلت من ذى القعدة سنة خمسين وخمسمائة بسمرقند، قالوا جميعًا: أنا الدهقان أبو القاسم

....

(١) و فى الأصل علامة الضرب على "ين شهر رجب" والله أعلم.

(٢) لم أجد له ترجمة و لكنه لم ينفرد به، تابعه غير واحد، انظر رقم ٣، ٤، ٥

(٣) و فى الأصل علامة الضرب على "الشيخ الصاين" و لعل عمر بن علي هو الصاين بن علي ولم أجد له ترجمة. والله أعلم

(٤) قال السمعاني: "كان شيخًا سديدًا، ساكنًا مشتغلاً بما يعنيه ... و قرأت عليه بعسقلان كتاب شمائل النبي ﷺ لأبي عيسى الترمذي بروايته عن الخليلي عن الخزاعي عن الهيثم عنه" (التحبير فى المعجم الكبير ١/ ٥٩ ت ١٠١)

(٥) قال الذهبي: "الشيخ الإمام العلامة المحدّث" توفى ببلخ ٥٦٢ھ (النبلاء ٢٠/ ٤٥٢_٤٥٤)
وقال أبو سعد السمعاني: "و إمامنا و شيخنا ... و كان إمامًا متفننًا فقيهًا حافظًا محدثًا مفسرًا أديبًا شاعرًا كاتبًا حسن الأخلاق ظريف الجملة و التفصيل" (الأنساب ١/ ٣٥٢، البسطامي)

(٦) قال السمعاني: "إمام فاضل، حسن السيرة، جميل الأمر" (التحبير ١/ ١٩٠ ت ٤١١)

أحمد بن محمد بن محمد البلخي[1] قرأه عليه . قال:أخبرنا الشيخ الشريف أبو القاسم علي بن أحمد[2] الخزاعي[3] قال:أنا الأديب أبو سعيد الهيثم بن كليب بن شريح ابن معقل الشاشي[4] قال: نا أبو عيسى محمد ابن عيسى سَوره الحافظ الترمذي[5] قال:

....

(١) قال السمعاني : "صدوق ثقة " (الأنساب ٢/ ٣٩٤ ، الخليلي) توفي سنة ٤٩٢ ھ وترجمته في النبلاء (١٩/ ٧٣ ـ ٧٤) وغيره .

(٢) في الأصل "علي بن محمد أحمد الخزاعي " و على " محمد" علامة الضرب .

(٣) وقال السمعاني : " و أبو القاسم هذا كان من أهل البلخ ثقة مكثرًا من الحديث "

(الأنساب ٥/ ٢٤٦ ، المراغي)

وقال : الذهبي : " الشيخ الصدوق العالم المحدث " (النبلاء ١٧/ ١٩٩) توفي ٤١١ ھ

(٤) قال الذهبي : "الإمام الحافظ الثقة الرحال " (النبلاء ١٥/ ٣٥٩)

توفي بسمرقند ٣٣٥ھ

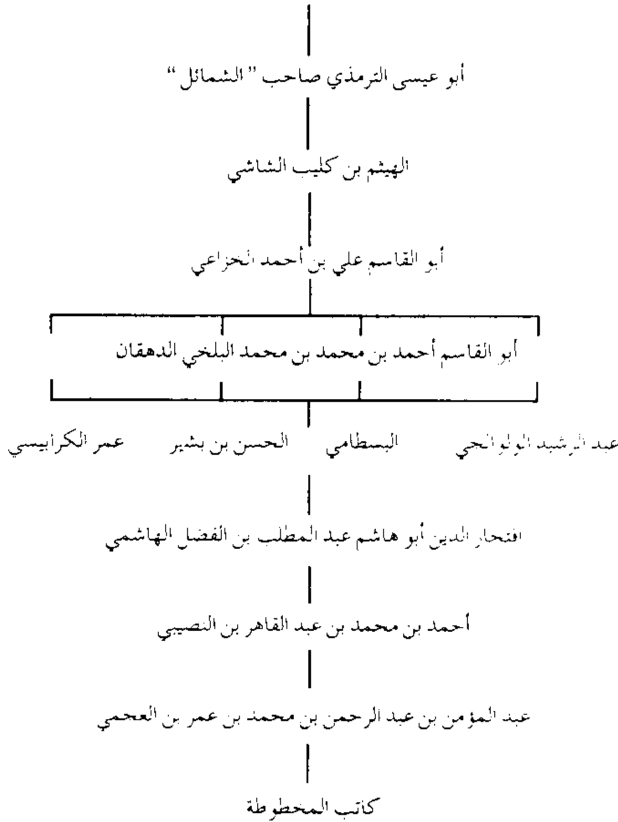
(٥) قال الخليلي : " ثقة متفق عليه ، له كتاب في السنن و كلام في الجرح و التعديل ... مشهور بالأمانة والعلم " (الإرشاد في معرفة علماء الحديث ٣/ ٩٠٥ ت ٨٢٩)

وقال الذهبي : " ثقة مجمع عليه ولا التفات إلى قول أبي محمد بن حزم فيه ... "

توفي ٢٧٩ھ بترمذ . (ميزان الاعتدال ٣/ ٦٧٨ ت ٨٠٣٥)

قلت: وهو صاحب هذا الكتاب " الشمائل " والسند إليه صحيح .

سند المخطوطة :



شمائل ترمذی

[شیخ حافظ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:]

۱ : باب صفة النبي ﷺ (۱)

رسول اللہ ﷺ کی صفت (تخلیق/حلیہ مبارک) کا بیان

۱) أخبرنا أبو رجاء قتيبة بن سعيد عن مالك بن أنس عن ربيعة بن أبي عبد الرحمن عن أنس بن مالك رضي الله عنه أنه سمعه يقول :

كان رسول الله ﷺ ليس بالطويل البائن ولا بالقصير، ولا بالأبيض الأمهق ولا بالآدم، ولا بالجعد القطط ولا بالسبط، بعثه الله على رأس أربعين سنة، فأقام بمكة عشر سنين و بالمدينة عشر سنين، و توفاه الله على رأس ستين سنة و ليس في رأسه و لحيته عشرون شعرة بيضاء.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ بہت زیادہ چھوٹے قد کے تھے، آپ نہ بالکل دودھیا تھے اور نہ بہت زیادہ گندمی، آپ کے بال نہ تو بہت زیادہ گھنگرالے تھے اور نہ بالکل سیدھے اکڑے ہوئے تھے۔ آپ کو چالیس سال کی عمر میں اللہ نے (نبی بنا کر) مبعوث فرمایا۔ آپ مکہ میں دس (اور تین یعنی تیرہ) سال رہے اور مدینہ میں دس سال رہے۔

اللہ نے آپ کو ساٹھ (اور تین یعنی تریسٹھ) سال کی عمر میں وفات دی۔

آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

(۱) و في المخطوطة الثانية (ب) : "باب ما جاء في خلق رسول الله ﷺ" وكذا في عامة النسخ المخطوطة و المطبوعة.

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی:۳۶۲۳ وقال: حسن صحیح)
صحیح بخاری (۳۵۴۸) صحیح مسلم (۲۳۴۷) من حدیث مالک بہ.
موطأ امام مالک (روایۃ یحییٰ ۲/ ۹۱۹ ح ۱۷۷۲، روایۃ ابن القاسم: ۱۵۹)

شرح و فوائد:

۱: اس صحیح حدیث میں صرف دہائیاں بیان کی گئی ہیں، جبکہ دوسری صحیح حدیث میں واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔
دیکھئے صحیح بخاری (۳۵۳۶) اور صحیح مسلم (۲۳۴۹)

۲: سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت چہرے والے تھے اور خلقت میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔
(صحیح بخاری: ۳۵۴۹، صحیح مسلم: ۲۳۳۶، ترقیم دارالسلام: ۶۰۶۶)

۳: آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چاند کی طرح خوبصورت تھا۔ (صحیح بخاری: ۳۵۵۲)

۴: نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے اعلیٰ، سب سے افضل، سب سے خوبصورت اور صفاتِ عالیہ میں سب سے بلند ہیں۔

۵: دینِ اسلام قرآن و حدیث کی صورت میں ہم تک مکمل پہنچا ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ کی صورت مبارکہ، سیرت طیبہ، سنت، احکام اور تقریرات سب محفوظ و مدوّن ہیں۔
والحمدللہ

۶: رسول اللہ ﷺ کا رنگ گورا سرخ و سفید اور انتہائی خوبصورت و دلکش تھا۔

۷: آپ ﷺ کے سر اور داڑھی کے بال کالے سیاہ تھے، صرف کنپٹیوں کے پاس چند بال سفید ہوئے، اور وہ بھی تیل لگانے کے بعد سفید نظر نہیں آتے تھے۔

۸: رسول اللہ ﷺ پر تریسٹھ سال کی عمر میں بھی بڑھاپا طاری نہیں ہوا تھا۔

۹: آپ ﷺ کا قد درمیانہ تھا۔ دیکھئے ح ۲

۱۰: امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ (ﷺ) کے جسم مبارک کا جو حصہ دھوپ اور ہوا کے

سامنے ہوتا تھا وہ سفید سُرخی مائل تھا اور جس حصے پر براہِ راست دھوپ اور ہوا نہیں لگتی تھی وہ بہت زیادہ سفید اور چمک دار تھا۔ (دلائل النبوۃ ۱/ ۲۹۹ ح ۲۴۹، دوسرا نسخہ ۱/ ۲۳۹)

۲) حدثنا حميد بن مسعدة البصري : ثنا عبد الوهاب الثقفي عن حميد عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال :

كان رسول الله ﷺ رَبعة و ليس بالطويل ولا بالقصير ، حسن الجسم و كان شعره ليس بجعدٍ ولا سبط ، أسمر اللون ، إذا مشى يتكفأ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ درمیانے قد والے تھے، نہ تو بہت لمبے تھے اور نہ بہت چھوٹے تھے۔ آپ کا جسم بہت خوبصورت تھا اور آپ کے بال نہ تو بہت گھنگرالے تھے اور نہ بہت سیدھے اکڑے ہوئے تھے، آپ کا رنگ سرخ وسفید گندمی (یعنی سنہری) تھا، جب آپ چلتے تو کھلے کھلے قدموں سے آگے کی طرف جھکے ہوئے تیز چلتے تھے۔

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۱۷۵۴، وقال: حسن صحیح غریب من حدیث حمید) المستدرک للحاکم (۴/ ۲۸۰۔۲۸۱ ح ۷۷۵۰) مختصراً۔

شرح و فوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ اس طرح تیزی سے چلتے تھے، گویا آپ ڈھلوان کی طرف (اُوپر سے نیچے) اتر رہے ہیں۔ نیز دیکھئے ح ۵

۲: روایتِ مذکورہ میں حمید الطّویل راوی مدلس ہیں، لیکن سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ان کی معنعن روایت بھی صحیح ہوتی ہے۔ (دیکھئے حدیث: ۱۸۳)

اس حدیث کے بعض شواہد درج ذیل ہیں:

" كان ربعة من القوم ليس بالطويل ولا بالقصير ، أزهر اللون ... ليس بجعد قطط و لا سبط رَجِل " (صحیح بخاری: ۳۵۴۷)

[حسن الجسم] ما رأيت شيئاً قط أحسن منه . (شمائل ترمذی: ۳)

كان النبي ﷺ أحسن الناس . (صحیح بخاری:۳۳ ۲۰، صحیح مسلم: ۲۳۰۷)

" إذا مشى تكفأ " (شمائل ترمذی:۵)

۳) حدثنا محمد بن بشار العبدي : ثنا محمد بن جعفر: ثنا شعبة عن أبي إسحاق قال: سمعت البراء بن عازب رضي الله عنه يقول :

كان رسول الله ﷺ رجلاً مربوعًا ، بعيد ما بين المنكبين ، عظيم الجمة إلى شحمة أذنيه ، عليه حلة حمراء ، ما رأيت شيئًا قط أحسن منه .

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: رسول اللہ ﷺ درمیانے قد والے آدمی تھے، آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا، آپ کے سر مبارک کے بال بہت زیادہ (گھنے اور) دونوں کانوں کی لو تک لمبے تھے، آپ (ﷺ) نے سُرخ لباس کا جوڑا پہنا ہوا تھا، میں نے آپ سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں دیکھا۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح

صحیح بخاری (۳۵۵۱، ۵۸۴۸) صحیح مسلم (۲۳۳۷)

شرح و فوائد:

۱: آپ ﷺ کا سینہ مبارک چوڑا تھا۔

۲: سرخ جوڑے سے مراد وہ دو یمنی چادریں ہیں جن میں سرخ دھاریاں بنی ہوئی تھیں۔ (دیکھئے صحیح بخاری مع تشریح مولانا محمد داود راز ۷/ ۳۵۶ ح ۵۸۴۸)

۳: سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس سے گزرا، اس نے دو سُرخ کپڑے پہن رکھے تھے، اس نے آپ (ﷺ) کو سلام کہا تو نبی ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

(سنن ابی داود: ۴۰۶۹، سنن ترمذی: ۲۸۰۷ وقال: حسن غریب)

اس روایت کی سند میں ابو یحییٰ القتات راوی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ ہیثمی نے کہا: " و ضعفه الجمهور " اور جمہور نے اسے ضعیف کہا۔

(مجمع الزوائد ۱۰/۴، ۷/۷، ۲۰۰)

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: " روى عنه إسرائيل أحاديث كثيرة مناكير جدًا "
اس (ابو یحییٰ القتات) سے اسرائیل (بن یونس بن ابی اسحاق السبیعی) نے بہت سی شدید منکر روایتیں بیان کیں۔ (کتاب الجرح والتعدیل ۳/۴۳۳ وسندہ صحیح)

ثابت ہوا کہ یہ روایت ضعیف اور سخت منکر ہے۔

٤) حدثنا محمود بن غيلان : ثنا وكيع : ثنا سفيان ، عن أبي إسحاق عن البرآء بن عازب رضي الله عنه قال: **ما رأيت من ذي لمة في حلة حمرآء أحسن من رسول الله ﷺ ، له شعر يضرب منكبيه ، بعيد ما بين المنكبين، لم يكن بالقصير ولا بالطويل .**

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کانوں تک لمبے بالوں والے کسی شخص کو سرخ جوڑے (دو دھاری چادروں) میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا، آپ کے بال کندھوں کو چھوتے تھے، آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا، آپ ﷺ نہ تو چھوٹے قد والے تھے اور نہ بہت زیادہ لمبے تھے۔

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی ۱۷۲۴، ۳۶۳۵ وقال: هذا حديث حسن صحیح)
صحیح بخاری (۳۵۵۱) صحیح مسلم (۲۳۳۷، ترقیم دار السلام: ۶۰۶۵)

شرح وفوائد:

۱: صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہما میں ابو اسحاق السبیعی کے سماع کی تصریح موجود ہے۔

۲: روایتِ مذکورہ میں سفیان ثوری منفرد نہیں ہیں، شعبہ بن الحجاج اور اسرائیل بن یونس نے ان کی متابعت کر رکھی ہے۔ دوسرے یہ کہ سفیان ثوری کی یہ روایت صحیح مسلم میں بھی موجود ہے اور صحیحین میں مدلسین کی روایات سماع یا متابعات معتبرہ وشواہد قویہ پر محمول ہیں۔

۳: رسول اللہ ﷺ کی زُلفیں انتہائی خوبصورت ودلکش تھیں۔

۴: سنت کے مطابق لمبے بال رکھنا جائز ہے۔

۵: جُمّہ، وہ بال جو کندھوں تک ہوں۔
لِمّہ، وہ بال جو کانوں کی لو تک یا کچھ بڑھے ہوئے ہوں۔

۵۔ ٦) حدثنا محمد بن إسماعيل : ثنا أبو نعيم : ثنا المسعودي عن عثمان بن مسلم بن هرمز عن نافع بن جبير بن مطعم عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: **لم يكن النبي**[1] ﷺ **بالطويل ولا بالقصير ، شثن الكفين والقدمين ، ضخم الرأس، ضخم الكراديس ، طويل المسربة ، إذا مشى تكفأ تكفياً كأنما ينحط من صبب ، لم أر قبله ولا بعده مثله .**

حدثنا سفيان بن وكيع : ثنا أبي عن المسعودي بهذا الإسناد نحوه بمعناه.

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نہ تو بہت لمبے تھے اور نہ چھوٹے قد والے ﷺ، آپ کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے پُر گوشت اور مضبوط تھے، آپ کا سر مبارک بڑا مضبوط اور ہڈیوں کے جوڑ چوڑے تھے، سینے اور ناف کے درمیان بالوں کی لمبی باریک لکیر تھی، جب آپ چلتے تو آگے کی طرف جھکے ہوئے چلتے، گویا آپ ڈھلان سے نیچے اُتر رہے ہیں، میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

تحقیق و تخریج: **سنده حسن** (سنن ترمذی: ۳٦۳۷ وقال: هذا حديث حسن صحيح)

طبقات ابن سعد (۱/۴۱۱) عن أبي نعيم. وأحمد (۱/۹٦) من حديث المسعودی به.
التاریخ الکبیر للامام محمد بن اسماعیل البخاری (۱/ ۷۔۸) و عنه رواه الترمذی .

شرح و فوائد:

۱: امام ترمذی کے استاذ محمد بن اسماعیل سے مراد امام بخاری رحمہ اللہ ہیں۔

۲: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود الہذلی المسعودی رحمہ اللہ آخری عمر میں (بغداد جا کر) اختلاط کا شکار ہو گئے تھے، لیکن امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

....

(۱) فی الأصل : "رسول الله" و صوبته من هامش الأصل و كتب: "صح"

" سماع وكيع من المسعودي بالكوفة قديمًا و أبو نعيم أيضًا و إنما اختلط المسعودي ببغداد و من سمع منه بالبصرة والكوفة فسماعه جيد . "
وکیع اورابونعیم (الفضل بن دکین الکوفی ، دونوں) نے مسعودی سے کوفے میں قدیم زمانے میں (احادیث کو) سنا تھا، مسعودی تو بغداد میں اختلاط کا شکار ہوئے اور جس نے ان سے بصرے اور کوفے میں سنا تو اس کا سماع اچھا ہے۔ (کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ۱/ ۳۲۵ ح ۵۷۵)
ثابت ہوا کہ عبدالرحمٰن المسعودی سے ابونعیم الفضل بن دکین کی روایت صحیح ہوتی ہے۔

۳: عثمان بن مسلم بن ہرمز کی توثیق ابن حبان ، ترمذی اور حاکم وغیرہم یعنی جمہور سے ثابت ہے، لہٰذا وہ صدوق حسن الحدیث ہیں اور باقی سند صحیح ہے۔

۴: نبی کریم ﷺ عام لوگوں کی بہ نسبت تیز رفتار سے چلتے تھے۔

۵: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ " ما مسست حريرًا و لا ديباجًا ألين من كفّ النبي ﷺ " میں نے نبی ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم کوئی ریشم یا دیباج چھو کر نہیں دیکھا۔ (صحیح بخاری: ۳۵۶۱، صحیح مسلم: ۲۳۳۰)

۷) حدثنا أحمد بن عبدة الضبي البصري و علي بن حجر و أبو جعفر محمد ابن الحسين ، وهو ابن أبي حليمة ، المعنى واحد ، قالوا: ثنا عيسى بن يونس عن عمر بن عبد الله مولى غفرة : حدثني[1] إبراهيم بن محمد من ولد علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال : كان علي رضي الله عنه إذا وصف رسول الله ﷺ قال : **لم يكن رسول الله ﷺ بالطويل الممغط ولا بالقصير المتردد، كان ربعة من القوم ، لم يكن بالجعد القطط ولا بالسبط، كان جعدًا رجلًا ، ولم يكن بالمطهم ولا بالمكلثم وكان في وجهه تدوير، أبيض مشرب ،**

....

(۱) في الأصل : " حدثني ابن إبراهيم بن محمد ..." و صوبته من ب

أدعج العينين ، أهدب الأشفار، جليل المشاش والكتد، أجرد ذو مسربة ، شثن الكفين والقدمين ، إذا مشى تقلع كأنما ينحط في صبب، و إذا التفت التفت معًا ، بين كتفيه خاتم النبوة، وهو خاتم النبيين ، أجود الناس صدرًا ، و أصدق الناس لهجة ، و ألينهم عريكة ، و أكرمهم عشرة ، من رآه بديهة هابه ، و من خالطه [معرفة أحبه ، يقول ناعته :لم أرقبله ولا بعده مثله.

قال أبو عيسى : سمعت أبا جعفر محمد بن الحسين يقول : سمعت الأصمعي يقول في تفسير صفة النبي ﷺ : الممغط : الذاهب طولاً، قال: و سمعت أعرابيًا] [١] يقول في كلامه :

تمغط في نشابته أي مدها مدًا شديدًا .

والمتردد : الداخل بعضه في بعض قصرًا .

و أما القطط: فشديد الجعودة .

والرجل : الذي في شعره حجونة ، أي تثنى قليلًا.

و أما المطهم : فالبادن الكثير اللحم .

والمكلثم : المدور الوجه .

والمشرب : الذي في بياضه حمرة.

والأدعج : الشديد سواد العين .

والأهدب : الطويل الأشفار.

والكتد: مجتمع الكتفين وهو الكاهل.

والمسربة : هو الشعر الدقيق الذي كأنه قضيب من الصدر إلى السرة.

والشثن : الغليظ الأصابع من الكفين والقدمين .

....

(١) من ب .

والتـ ـاع: أن يمشي بقوة .

والصبب : الحدور، يقال : انحدرنا في صبوب وصبب .

وقوله : جليل المشاش يريد رؤوس المناكب .

والعشرة : الصحبة ، والعشير: الصاحب .

والبديهة : المفاجأة ، يقال : بدهته بأمر ، أي: فجئته

ابراہیم بن محمد (بن علی بن ابی طالب) سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے تو فرماتے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ بہت چھوٹے قد کے تھے، آپ لوگوں میں میانہ قد تھے، آپ کے بال نہ تو بہت زیادہ گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے کھڑے بال تھے (بلکہ) آپ کے بال کچھ سیدھے اور کچھ خمیدہ تھے۔ نہ تو آپ موٹے تھے اور نہ آپ کا چہرہ چپٹا ہوا تھا (بلکہ) آپ کا چہرہ کتابی تھا۔ آپ سرخی مائل سفید رنگ والے، کھلی اور کالی سیاہ آنکھوں والے، لمبی پلکوں والے، مضبوط ہڈیوں اور مضبوط شانوں والے تھے۔ جسم مبارک پر بال نہ تھے (لیکن) سینے سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک باریک سی لکیر تھی۔ آپ کی ہتھیلیاں مضبوط اور پاؤں کے تلوے پُر گوشت تھے۔ جب آپ چلتے تو مضبوط قدموں سے چلتے گویا کہ ڈھلوان سے اُتر رہے ہیں، آپ جس کی طرف متوجہ ہوتے تو پوری طرح متوجہ ہوتے، آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان ختم نبوت کی مہر تھی اور آپ خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں۔ آپ لوگوں میں سب سے کھلے دل والے سخی تھے اور گفتگو میں سب سے زیادہ سچے تھے۔ آپ سب لوگوں میں نرم طبیعت والے اور سب سے محترم خاندان والے تھے۔ جو شخص آپ کو اچانک دیکھتا تو ڈر جاتا اور جو شخص مل کر پہچان جاتا تو آپ سے محبت کرتا۔

آپ کا حلیہ مبارک بیان کرنے والا یہی کہتا ہے کہ میں نے آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا، نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد۔

(امام) ابوعیسیٰ (ترمذی) رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے ابوجعفر محمد بن الحسین (بن ابی حلیمہ

القصری الحنفی) سے سنا، کہا: میں نے (عبدالملک بن قریب) الاصمعی سے نبی ﷺ کی صفت کی تفسیر میں سنا:

الممغط: جو لمبائی میں بہت لمبا ہوتا چلا جائے۔

اور میں نے ایک اعرابی کو سنا جو اپنی گفتگو میں کہہ رہا تھا:

تمغط فی نشابته: یعنی اس نے اپنا تیر بہت لمبا کر دیا۔

المتردد: جو چھوٹا اور کم ہو کر ایک دوسرے میں داخل ہو جائے۔

القطط: بہت زیادہ گھونگریالے بالوں والا۔

الرجل: جس کے بال کچھ مڑے ہوئے ہوں یعنی لپٹے ہوئے بال۔

المطهم: موٹے بدن اور زیادہ گوشت والا۔

المكلثم: گول چہرے والا۔

المشرب: جس کا رنگ سرخ وسفید ہو۔

الأدعج: کالی سیاہ آنکھوں والا۔

الأهدب: لمبی پلکوں والا۔

الكتد: دونوں کندھوں کے ملنے کی جگہ، اسے (عربی میں) الکاھل بھی کہتے ہیں۔

المسربة: لکیر کی طرح پتلے بالوں کو کہتے ہیں جو سینے سے ناف تک ہوتے ہیں۔

الشثن: جس کے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں موٹی کھردری ہوں۔

التقلع: جو مضبوطی سے قدم رکھ کر چلے۔

الصبب: اوپر سے نیچے کی طرف اترنا، کہا جاتا ہے: ہم اوپر سے نیچے کی طرف اُتر آئے۔

جليل المشاش: کندھوں کے سرے۔

العشرة: صحبت اختیار کرنا۔

العشير: صاحب، صحبت اختیار کرنے والا ساتھی۔

البديهه : اچانک، کہا جاتا ہے: میں نے اسے اچانک پریشان کر دیا۔

تحقیق و تخریج: سنده ضعيف (سنن ترمذی:۳۶۳۸)

طبقات ابن سعد (۱/ ۴۱۱۔۴۱۲) من حدیث عیسیٰ بن یونس بہ.

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: عمر بن عبداللہ المدنی مولیٰ غُفرہ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔

حافظ ابن حجر نے فرمایا: " ضعيف ، و كان كثير الإرسال " ضعیف، اور وہ کثرت سے مرسل روایتیں بیان کرنے والا تھا۔ (تقریب التہذیب:۴۹۳۴)

حافظ ذہبی نے فرمایا: " ضعيف " (تلخیص المستدرک ۱/ ۴۹۵ ح ۱۸۲۰)

۲: ابراہیم بن محمد بن علی بن ابی طالب نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔

(دیکھئے تحفۃ الاشراف ۷/ ۳۴۷)

یہ روایت ضعیف ہونے کے ساتھ منقطع بھی ہے اور منقطع روایت ضعیف و مردود ہوتی ہے۔ روایت مذکورہ میں غریب الفاظ کی لغوی شرح کا راوی محمد بن الحسین بن ابی الحلیمہ مجہول الحال ہے، لہٰذا لغوی شرح کی سند بھی ضعیف ہے۔

۸) حدثنا سفيان بن وكيع : ثنا جميع بن عمر بن عبد الرحمن العجلي إملاء علينا من كتابه قال: أخبرني رجل من بني تميم من ولد أبي هالة زوج خديجة ، يكنى أبا عبد الله عن ابن لأبي هالة عن الحسن بن علي رضي الله عنهما قال: سألت خالي هند بن أبي هالة ، و كان وصافًا عن حلية النبي ﷺ و أنا أشتهي أن يصف لي منها شيئًا أتعلق به ، فقال : **كان النبي ﷺ فخمًا مفخمًا ، يتلألأ وجهه تلألؤ القمر ليلة البدر ، أطول من المربوع ، و أقصر من المشذب ، عظيم الهامة ، رجل الشعر ، إن انفرقت عقيقته فرق و إلا فلا يجاوز شعره شحمة أذنيه إذا هو وفره، أزهر اللون ، واسع الجبين ، أزج الحواجب سوابغ في غير قرن ، بينهما عرق يدره الغضب ، أقنى العرنين ، له نور**

يعلوه يحسبه من لم يتأمله أشم، كث اللحية ، سهل الخدين ، ضليع الفم مفلج الأسنان ، دقيق المسربة ، كأن عنقه جيد دمية في صفاء الفضة، معتدل الخلق ، بادن متماسك ، سواء البطن والصدر والظهر ، عريض الصدر، بعيد ما بين المنكبين ، ضخم الكراديس ، أنور المتجرد ، موصول ما بين اللبة والسرة بشعر يجري كالخط، عاري الثديين والبطن مما سوى ذلك ، أشعر الذراعين والمنكبين و أعالي الصدر، طويل الزندين، رحب الراحة، شثن الكفين والقدمين، سائل الأطراف، أو قال : شائل الأطراف ، خمصان الأخمصين ، مسيح القدمين، ينبوا عنهما الماء ، إذا زال زال قلعًا يخطو تكفيًا و يمشي هونًا ذريع المشية إذا مشى كأنما ينحط من صبب ، و إذا التفت التفت جميعًا، خافض الطرف ، نظره إلى الأرض أطول من نظره إلى السماء جل نظره الملاحظة، يسوق أصحابه، يبدر من لقي بالسلام .

حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ماموں ھند بن ابی ھالہ سے پوچھا، جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک کثرت سے بیان کرتے تھے اور میں چاہتا تھا کہ آپ میرے سامنے اس میں سے کچھ بیان کردیں تا کہ میں اسے یاد کرلوں، تو انھوں نے فرمایا: آپ بہت عظیم اور عالی شان تھے، آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا، آپ کا قد درمیانے قد سے کچھ لمبا اور لمبے قد سے کچھ کم تھا، سر مبارک بڑا تھا، آپ کے بال کنگھی کیے ہوتے تھے، اگر پیشانی کے بال کھل جاتے تو آپ درمیان سے (یعنی سیدھی) مانگ نکال لیتے، جب آپ کے بال زیادہ ہوتے تو کانوں کی لو سے زیادہ لمبے ہوتے تھے، آپ روشن رنگ اور کشادہ پیشانی والے تھے، آپ کی پلکیں پوری اور لمبی خمیدہ کمان کی طرح تھیں جن کے کنارے آپس میں ملے ہوئے نہیں تھے اور جب (کبھی) آپ غصہ فرماتے تو ان کے درمیان والی رگ ابھر کر اوپر آجاتی تھی، اونچی ناک والے جس پر نور بلند دکھائی دیتا،

جس نے غور سے نہ دیکھا ہوتا تو وہ سمجھتا کہ آپ کی ناک درمیان سے اونچی ہے، آپ کی داڑھی گھنی، کشادہ رخسار، کھلا منہ (اور) کشادہ دانت تھے۔

آپ کے سینے اور ناف کے درمیان بالوں کی باریک لکیر تھی، آپ کی گردن مبارک صاف چاندی کی منقش مورتی جیسی تھی، آپ معتدل خلقت والے (اور) مضبوط ومتوازن جسم والے تھے۔ سینہ اور پیٹ برابر ہموار تھا، چوڑے سینے والے تھے، کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا، آپ کی ہڈیوں کے جوڑ موٹے اور گوشت سے پُر تھے، جسم کا کھلا حصہ روشن اور چمکدار تھا، سینے کے شروع سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی، اس لکیر کے علاوہ چھاتی اور پیٹ بالوں سے خالی تھے۔

بازوؤں، کندھوں اور سینے کے بالائی حصے پر (کچھ) بال تھے، کلائیوں اور پنڈلیوں کی ہڈیاں لمبی اور ہتھیلیاں کھلی تھیں، ہاتھوں اور پاؤں کی ہڈیاں مضبوط اور موٹی تھیں۔ انگلیاں لمبی اور پاؤں کے تلوے ہموار تھے، ان پر پانی نہیں ٹھہرتا تھا۔ آپ جب چلتے تو مضبوطی سے قدم رکھ کر اور آگے کی طرف جھکے ہوئے چلتے، آپ عاجزی سے چلتے اور اس طرح تیز چلتے گویا آپ اوپر سے نیچے کی طرف اُتر رہے ہیں، جب آپ رخ پھیرتے تو پورے جسم کے ساتھ رخ پھیرتے۔ آپ نظریں جھکا کر اور اوپر کی طرف دیکھنے کے بجائے زمین کی طرف دیکھتے ہوئے چلتے، آپ کا زیادہ تر دیکھنا گوشۂ چشم سے ہوتا تھا، آپ اپنے صحابہ کو آگے رکھتے اور جو ملتا اسے سلام کہنے میں پہل کرتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سندہ ضعیف

شرح السنۃ للبغوی (۳۷۰۵ من طریق الترمذی) طبقات ابن سعد (۴۲۲/۱)
دلائل النبوۃ للبیہقی (۲۸۶/۱۔۲۹۲) المستدرک للحاکم (۶۴۰/۳ ح ۶۷۰۰ مختصراً جداً)
المعجم الکبیر للطبرانی (۱۵۵/۲۲۔۱۶۳ ح ۴۱۴ مطولاً)

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: جمیع بن عمر (یا عمیر) بن عبدالرحمٰن العجلی الکوفی ضعیف ہے۔

(دیکھئے تقریب التہذیب:۹۲٦ وقال: ''ضعیف رافضي'')

جمہور محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا اور اس کی توثیق مردود ہے۔

۲: جمیع کا استاد رجل من بنی تمیم مجہول ہے۔

تنبیہ: اس روایت کے بعض مردود و باطل شواہد بھی ہیں، جن کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۹) حدثنا أبو موسى محمد بن المثنى : أنبا محمد بن جعفر : أنا[1] شعبة عن سماك بن حرب قال: سمعت جابر بن سمرة رضي الله عنه يقول : **كان رسول الله ﷺ ضليع الفم ، أشكل العين ، منهوش العقب . قال شعبة قلت لسماك :ما ضليع الفم؟ قال:عظيم الفم . قلت :ما أشكل العين ؟ قال: طويل شق العين . قلت :ما منهوش العقب؟ قال:قليل لحم العقب .**

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ **ضليع الفم، أشكل العين، منهوش العقب** تھے۔

(اس حدیث کے راوی امام) شعبہ (بن الحجاج) نے کہا: میں نے سماک (بن حرب) سے پوچھا: **ضليع الفم** کا مطلب کیا ہے؟ انھوں نے کہا: کشادہ دھن۔

میں نے پوچھا: **أشكل العين** کا مطلب کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: وہ سیاہ آنکھ جس کی سفیدی میں لمبے سُرخ ڈورے ہوں۔

میں نے پوچھا: **منهوش العقب** کا کیا معنی ہے؟ انھوں نے فرمایا: تھوڑے گوشت والی ایڑی۔

تحقیق و تخریج: **سنده صحيح** (سنن ترمذی: ۳٦۴۷، وقال: ھذا حدیث حسن صحیح) صحیح مسلم (۲۳۳۹)

---

(۱) كذا يتكرر في الأصل و لعله "أنبا" معناه "أخبرنا" أو "أنبأنا" والمعنى واحد .

شرح و فوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ خوبصورت کشادہ چہرے، حسین وجمیل سیاہ آنکھوں اور دلربا پنڈلیوں والے تھے۔

۲: سماک بن حرب جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق یعنی صحیح الحدیث وحسن الحدیث تھے۔ امام شعبہ اور امام سفیان ثوری وغیرہما کی ان سے روایات اُن کے اختلاط سے پہلے کی ہیں، لہٰذا بالکل صحیح ہیں۔

۱۰) حدثنا هناد بن السري : أنا عبثر بن القاسم ، عن أشعث بن سوار عن أبي إسحاق عن جابر بن سمرة رضي الله عنه قال: **رأيت رسول الله ﷺ في ليلة إضحيان و عليه حلة حمراء ، فجعلت أنظر إليه و إلى القمر فلهو عندي أحسن من القمر .**

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا، آپ نے حُلہ (دوسرخ دھاری دار چادروں کا لباس) پہنا ہوا تھا۔ میں کبھی آپ کو اور کبھی چاند کو دیکھنے لگا تو (واللہ!) آپ میرے نزدیک چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔

تحقیق و تخریج: **سنده ضعيف** (سنن ترمذی:۲۸۱۱)
السنن الکبریٰ للنسائی (۹۶۴۰)

یہ روایت تین وجہ سے ضعیف ہے:

۱: اشعث بن سوار جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہے، جیسا کہ علامہ نووی نے کہا: "**وقد ضعفه الأكثرون ووثقه بعضهم**" اکثریت نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور بعض نے اس کی توثیق کی۔ (المجموع شرح المہذب ۷/۲۲)

واضح رہے کہ تعارض کی صورت میں جمہور کے مقابلے میں بعض کی جرح یا توثیق مردود ہوتی ہے اور ایسی حالت میں ہمیشہ جمہور صحیح العقیدہ وثقہ محدثین کو ہی ترجیح حاصل ہے۔

حافظ ابن حجر نے اشعث بن سوار کے بارے میں فرمایا: "**ضعيف**"

(تقریب التہذیب:۵۲۴)

۲: ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ السبیعی ثقہ ہونے کے ساتھ مدلس بھی تھے اور اصولِ حدیث کا مشہور مسئلہ ہے کہ مدلس کی وہ روایت ضعیف ہوتی ہے جس میں سماع کی تصریح نہ ہو، اِلا یہ کہ کوئی استثناء کسی صریح دلیل سے ثابت ہو۔

روایتِ مذکورہ عن سے ہے، لہٰذا ضعیف ہے۔

۳: ابو اسحاق السبیعی آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے اور اشعث بن سوار (ضعیف راوی) کا ان سے سماع اختلاط سے پہلے ثابت نہیں، لہٰذا یہ روایت اختلاط کی وجہ سے بھی ضعیف ہے۔

۴: ایک شخص نے شمائل ترمذی کی شرح میں عبدالرؤف مناوی نامی ایک صوفی (متوفی ۱۰۰۳ھ) سے نقل کیا کہ ابن المبارک اور ابن الجوزی کی ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت میں ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سایہ نہیں تھا۔ (دیکھئے انوارِ غوثیہ ص۲۹)

عرض ہے کہ یہ روایت نہ تو ابن المبارک سے ثابت ہے اور نہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، بلکہ مناوی مذکور نے اسے بغیر کسی سند کے ذکر کیا ہے اور بے سند روایت مردود ہوتی ہے۔ غلام رسول سعیدی بریلوی نے بھی لکھا ہے کہ ''اور جو روایت بلا سند مذکور ہو وہ حجت نہیں ہے۔'' (شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۵۱۱)

محمد عباس رضوی بریلوی نے لکھا ہے: ''... کیونکہ سند کے بغیر تو کوئی روایت بھی قابل حجت نہیں ہوتی'' (مناظرے ہی مناظرے ص ۳۰۰)

غلام مصطفیٰ نوری بریلوی نے لکھا ہے: ''بے سند باتوں کا کیا اعتبار ہے۔''

(ترکِ رفع یدین ص ۴۳۴)

شاہ عبدالعزیز دہلوی نے کہا:

''اہلسنت کے ہاں حدیث وہی معتبر ہے جو محدثین کی کتب احادیث میں صحت کے ساتھ ثابت ہو، ان کے ہاں بے سند حدیث ایسے ہی ہے جیسے بے مہار اونٹ جو کہ ہرگز قابلِ

سماعت نہیں۔'' (تحفہ اثناعشریہ ص ۲۶۵ [ہمارا نسخہ ص ۵۵۲] بحوالہ فتاویٰ رضویہ ص ۵۸۵ ج ۵)

یہ وہ عبارت ہے، جس کے بارے میں احمد رضا خان بریلوی نے لکھا ہے:

''یہاں شاہ عبدالعزیز صاحب کی ایک عبارت تحفہ اثنا عشریہ سے یاد رکھنے کی ہے''

(فتاویٰ رضویہ ۵/ ۵۸۵)

آپ ﷺ کا سایہ نہ ہونے کے بارے میں قسطلانی، زرقانی، ابن سبع (؟) اور مناوی وغیرہم کی تمام روایات بے سند ہیں اور حکیم ترمذی کی طرف منسوب جس روایت کو سیوطی نے الخصائص الکبریٰ (۱/ ۶۸) میں ذکر کیا ہے، اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن قیس الزعفرانی راوی ہے۔ (الخصائص الکبریٰ ۱/ ۷۱)

عبدالرحمٰن بن قیس کے بارے میں امام ابوزرعہ الرازی رحمہ اللہ نے فرمایا:

" کان کذابًا " وہ کذاب (بہت جھوٹا) تھا۔ (کتاب الجرح والتعدیل ۵/ ۲۷۸)

اس کا دوسرا راوی عبدالملک بن عبداللہ بن الولید نامعلوم ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ روایت موضوع ہے۔

اس کے مقابلے میں صحیح سند سے ثابت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

" فبینما أنا یومًا بنصف النهار ، إذا أنا بظلّ رسول الله ﷺ مقبل ."

پھر ایک دن دوپہر کے وقت، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ آ رہا ہے۔

(مسند احمد ۶/ ۱۳۲ ح ۲۵۰۰۲ وسندہ صحیح)

اس کی راویہ شمیسہ (سمیہ) کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: " ثقة "

(تاریخ عثمان بن سعید الدارمی: ۴۱۸)

اُن سے ثابت البنانی کے علاوہ امام شعبہ نے بھی روایت کی۔

(دیکھئے کتاب الجرح والتعدیل ۴/ ۳۹۱)

امام شعبہ کے بارے میں یہ عام قاعدہ ہے کہ وہ (عام طور پر) اپنے نزدیک ثقہ سے ہی روایت بیان کرتے تھے/ اِلا یہ کہ خاص دلیل اور استثناء ثابت ہو۔

(دیکھئے مقدمہ لسان المیزان ۱/ ۱۵، دوسرا نسخہ ۱/ ۲۲)

تنبیہ: یہ دعویٰ کہ ''نبی ﷺ کا سایہ نہیں تھا'' درج ذیل دلائل میں سے کسی ایک دلیل سے بھی ثابت نہیں ہے:

۱: قرآن مجید

۲: صحیح وحسن لذاتہ حدیث

۳: اجماع

۴: اجتہاد مثلاً آثارِ صحابہ، آثارِ تابعین، آثارِ تبع تابعین، آثارِ ائمہ اربعہ اور آثارِ خیر القرون وغیرہ۔

ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام سے بھی یہ قول ثابت نہیں اور خیر القرون کے صدیوں بعد سیوطی، قسطلانی، زرقانی اور ملا علی قاری وغیرہم کے بے سند حوالہ جات کی کوئی علمی حیثیت نہیں ہے۔

۱۱) حدثنا سفيان بن وكيع : ثنا حميد بن عبد الرحمن الرؤاسي عن زهير عن أبي إسحاق قال : سأل رجل البرآء بن عازب رضي الله عنه : أكان وجه رسول الله ﷺ مثل السيف ؟ قال: **لا ، بل مثل القمر** .

ابو اسحاق (السبیعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے (سیدنا) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح تھا؟ انھوں نے فرمایا: نہیں، بلکہ چاند جیسا تھا۔

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۳۶۳۶ وقال: ھذا حدیث حسن)

صحیح بخاری (۳۵۵۲) من حديث زهير بن معاوية به .

شرح وفوائد:

۱: روایت مذکورہ میں ابو اسحاق کا عنعنہ ہے، لیکن اصولِ حدیث کا مشہور مسئلہ ہے کہ صحیحین میں مدلسین کی روایات سماع یا معتبر متابعات وشواہد پر محمول ہیں، لہٰذا یہاں تدلیس کا

اعتراض غلط ہے۔ دوسرے یہ کہ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار جیسا نہیں بلکہ سورج اور چاند جیسا تھا۔ (صحیح مسلم: ۲۳۴۴، ترقیم دارالسلام: ۶۰۸۴)

۲: ایک حسین چیز کو دوسری حسین چیز کے ساتھ تشبیہ دینا جائز ہے، بشرطیکہ ممانعت کی کوئی دلیل نہ ہو۔

۱۲) حدثنا أبو داود المصاحفي سليمان بن سلم : أنا النضر بن شميل عن صالح بن أبي الأخضر عن ابن شهاب عن أبي سلمة عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: **كان رسول الله ﷺ أبيض كأنما صيغ من فضة ، رجل الشعر .**

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید (رنگ والے) تھے، گویا آپ کو چاندی سے ڈھالا گیا تھا، آپ کے بال خمیدہ کنگھی کیے ہوئے تھے۔

تحقیق و تخریج: حسن

دلائل النبوۃ للبیہقی (۱/ ۲۴۱ ح ۱۸۸)

اس کی سند صالح بن ابی الاخضر (ضعفہ الجمہور) کے ضعف اور ابن شہاب الزہری (ثقہ مدلس) کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن اس روایت کے شواہد موجود ہیں:

كان أبيض . (شمائل ترمذی: ۱۴)

كأنما صيغ من فضة [كأنه سبيكة فضة / مسند الحمیدی بتحقیقی: ۸۶۵ وسندہ حسن]

رجل الشعر (دلائل النبوۃ للبیہقی ۱/ ۲۰۲ ح ۱۱۸، وسندہ صحیح)

۱۳) حدثنا قتيبة : أنا الليث بن سعد عن أبي الزبير عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: ((**عرض علي الأنبياء فإذا موسى ضرب من الرجال كأنه من رجال شنوءة ، ورأيت عيسى بن مريم فإذا أقرب من رأيت به شبهًا عروة بن مسعود ، و رأيت إبراهيم فإذا أقرب من رأيت به شبهًا صاحبكم يعني نفسه، ورأيت جبريل عليه السلام فإذا أقرب من رأيت به شبهًا دحية .**))

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے انبیاء پیش کئے گئے تو (دیکھتا ہوں کہ) موسیٰ (علیہ السلام) شنوءہ (قبیلے) کے (دُبلے پتلے) آدمیوں کی طرح تھے اور میں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو دیکھا، وہ عروہ بن مسعود (الثقفی رضی اللہ عنہ) سے زیادہ مشابہ تھے اور میں نے ابراہیم (علیہ السلام) کو دیکھا، تو ان کے قریب ترین جسے میں نے دیکھا وہ تمھارا نبی ہے (آپ کی مراد خود سے تھی) اور میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا، ان سے شباہت میں قریب ترین جسے میں نے دیکھا ہے وہ دحیہ (الکلبی رضی اللہ عنہ) ہیں۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح

صحیح مسلم (۱۶۷، ترقیم دارالسلام: ۴۲۳)

فوائد:

۱: سیدنا رسول اللہ ﷺ کی شکل وصورت آپ کے جدِ امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ مشابہ تھی۔

۲: رسول اللہ ﷺ جب معراج کی رات آسمانوں پر تشریف لے گئے تو آپ نے ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی اور وہاں قیامت کا تذکرہ ہوا تو سب نے ابراہیم علیہ السلام سے قیامت کے بارے میں پوچھا، لیکن انھیں اس بارے میں کچھ معلوم نہ تھا، پھر موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا گیا تو اس بارے میں ان کے پاس بھی کوئی علم نہ تھا اور پھر عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: میرے ساتھ قیامت سے قبل (نزول کا) وعدہ کیا گیا ہے، لیکن اس (قیامت) کا وقت اللہ ہی کو معلوم ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام نے دجال کے ظہور کا ذکر کیا اور فرمایا: میں نازل ہو کر اسے قتل کروں گا، پھر لوگ اپنے اپنے شہروں کو لوٹیں گے۔ (سنن ابن ماجہ: ۴۰۸۱ وسندہ صحیح)

اس حدیث کو درج ذیل علماء نے صحیح قرار دیا ہے:

۱: حاکم (المستدرک ۲/۳۸۴ ح ۳۴۴۸) ۲: ذہبی (تلخیص المستدرک)

۳: بوصیری (زوائد سنن ابن ماجہ)

اس حدیث کے راوی مؤثر بن عفازہ کو درج ذیل علماء نے ثقہ قرار دیا ہے:

۱: امام عجلی (التاریخ:۱۶۴۹)

۲: ابن حبان (کتاب الثقات ۵/۴۶۳، بذکرہ فی الثقات)

۳: حاکم ۴: ذہبی وغیرہم (نیز دیکھئے میری کتاب: تحقیقی مقالات ج۱ص۱۲۱۔۱۲۲)

اتنی زبردست توثیق کے بعد بعض جدید محققین کا موثر بن عفازہ کو مجہول کہنا عجیب و غریب ہے۔

۱٤) حدثنا سفيان بن وكيع و محمد بن بشار قالا: أخبرنا يزيد بن هارون عن سعيد الجريري قال: سمعت أبا الطفيل يقول: **رأيت النبي ﷺ و ما بقي على وجه الأرض أحد رآه غيري** . قلت: صفه لي . قال: **كان أبيض مليحًا مقصدًا** .

ابوالطفیل (عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا اور اس وقت روئے زمین پر ایسا کوئی شخص میرے سوا زندہ نہیں جس نے آپ (ﷺ) کا دیدار کیا ہو، میں نے کہا: آپ کا حلیہ بیان کیجئے، تو انھوں نے فرمایا: آپ سفید، خوبصورت اور درمیانہ قد تھے۔

تحقیق و تخریج: صحیح

صحیح مسلم (۲۳۴۰، ترقیم دارالسلام:۶۰۷۲)

شرح و فوائد:

۱: صحیح یہ ہے کہ ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے اور تمام صحابۂ کرام میں آخری وفات پانے والے آپ ہی تھے۔ رضی اللہ عنہ (دیکھئے تقریب التہذیب:۳۱۱۱)

۲: روایت مذکورہ کا ایک راوی سفیان بن وکیع بن الجراح ضعیف ہے، لیکن وہ اس حدیث میں منفرد نہیں بلکہ بشار (ثقہ راوی) نے اس کی متابعت کر رکھی ہے۔

۳: اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کا ذکر بطورِ تحدیث نعمت جائز ہے۔

۴: تابعی کا صحابی سے رسول اللہ ﷺ کی صفت معلوم کرنا، اس کی دلیل ہے کہ اُمتیوں کو چاہیے، اپنے محبوب و امام اعظم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک اور سیرت طیبہ معلوم کریں، یاد رکھیں، آپ سے محبت کریں، آپ کی احادیث مبارکہ پر عمل کریں اور عمل کرنے کی تلقین بھی کریں۔

۵: سیدنا ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کے بعد روئے زمین پر کسی صحابی کے زندہ رہنے کا کوئی ثبوت نہیں اور جن لوگوں نے اس دور کے بعد صحابی ہونے کا دعویٰ کیا، وہ جھوٹے تھے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے فرمایا: " **لأنا معشر أهل الحديث نقطع بكذب من ادعى الصحبة بعد أبي الطفيل عامر بن واثلة ، والله الهادي إلى الصواب. متمسكين بالحديث الصحيح المتواتر عنه ﷺ : أن على رأس مائة سنة ـ من حين مقالته ـ لا يبقى على وجه الأرض ممن هو إذ ذاك عليها أحد** . " کیونکہ ہم تمام اہلِ حدیث اس شخص کو قطعی طور پر جھوٹا سمجھتے ہیں جو ابو الطفیل عامر بن واثلہ (رضی اللہ عنہ) کے بعد صحابی ہونے کا دعویٰ کرے اور اللہ ہی حق کی طرف ہدایت دینے والا ہے۔ ہم اس صحیح متواتر حدیث سے حجت پکڑتے ہیں جس میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سو سال کے بعد۔ آپ کے قولِ مذکور کے وقت سے لے کر۔ روئے زمین پر کوئی شخص باقی نہیں رہے گا، جو کہ اس قول کے وقت موجود تھا۔

(المجمع المؤسس للمعجم المفہرس ۲/۵۵۲ طبع دار المعرفۃ بیروت لبنان)

۱۵) حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن : أنا إبراهيم بن المنذر : أنا عبد العزيز بن [أبي (١)] ثابت الزهري : أخبرني إسماعيل بن إبراهيم بن أخي موسى بن عقبة عن كريب عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: **كان رسول الله ﷺ أفلج الثنيتين، إذا تكلم رؤي كالنور يخرج من بين ثناياه.**

....

(١) سقط من الأصول واستدركته من جمع الوسائل في شرح الشمائل لملا علي القاري (٦٦/١)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے دو دانتوں میں کشادگی تھی، آپ جب کلام کرتے تو ایسا دکھائی دیتا کہ گویا سامنے والے دانتوں کے درمیان سے نور نکل رہا ہے۔

تحقیق وتخریج: سنده ضعيف جدًا

دلائل النبوۃ (۱/ ۲۱۵) دارمی (ح ۵۹)

مذکورہ روایت کا بنیادی راوی عبدالعزیز بن ابی ثابت: عمران الزہری المدنی سخت مجروح بلکہ متروک تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: " منكر الحديث، لا يكتب حديثه " وہ منکر حدیثیں بیان کرتا تھا، اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔

(کتاب الضعفاء للبخاری: ۲۲۵)

منکر الحدیث راوی کے بارے میں امام بخاری نے فرمایا:
جنھیں منکر الحدیث کہا جائے تو میں ان سے روایت بیان کرنے کا قائل نہیں ہوں۔

(التاریخ الاوسط ۲/ ۱۰۷)

اس سے وہ راوی مراد ہے جو جمہور کے نزدیک مجروح و منکر الحدیث ہو۔

☆ اس باب کے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک احادیث صحیحہ سے بطورِ خلاصہ پیشِ خدمت ہے:

۱: رنگ گورا سرخ و سفید، چمکدار اور انتہائی خوبصورت (شمائل ترمذی: ۱)

۲: چاند جیسا چہرہ (شمائل: ۱۱)
ہلکی گولائی والا خوبصورت چہرہ (شمائل: ۴۱۲)
کشادہ اور کھلا چہرہ (شمائل: ۹)

۳: سرمگیں آنکھیں (شمائل: ۴۱۲)
سیاہ اور بڑی آنکھیں جن کی سفیدی میں لمبے لمبے سرخ ڈورے تھے۔ (شمائل: ۹)

۴: سر اور داڑھی کے کالے سیاہ اور گھنے بال، نہ بہت زیادہ گھنگریالے اور نہ بالکل

سیدھے اکڑے ہوئے۔ (شمائل:۱)

آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔ (شمائل:۱)

سر کے بال (عام طور پر) بہت زیادہ اور کانوں کی لوتک لمبے تھے۔ (شمائل:۳)

۵: چوڑے اور مضبوط کندھے (شمائل:۵۔۶)

۷: مضبوط اور پُر گوشت ریشم جیسی نرم ہتھیلیاں (شمائل:۵۔۶)

۸: سینے اور ناف کے درمیان بالوں کی لمبی اور باریک لکیر (شمائل:۵۔۶)

۹: چلنے میں تیز رفتار (شمائل:۵۔۶)

۱۰: آپ کی کمر ایسی تھی گویا ڈھلی ہوئی چاندی کا ٹکڑا۔ (مسند الحمیدی:۸۶۵ بتحقیقی وسندہ حسن)

۱۱: خوبصورت (ترشی ہوئی) ایڑیاں جن پر گوشت بہت کم تھا۔ (شمائل:۹)

۱۲: آپ نے سرخ خضاب یعنی مہندی لگائی۔ (صحیح بخاری:۵۸۹۷۔۵۸۹۸)

۱۳: آپ اپنی مونچھوں کے بال پست رکھتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ا/۴۴۹ وسندہ صحیح)

۱۴: آپ کے نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان تھوڑے سے بال سفید ہو گئے تھے۔

(صحیح بخاری:۳۵۴۵۔۳۵۴۶)

۱۵: آپ کا پسینہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

(دیکھئے صحیح بخاری:۳۵۶۱، صحیح مسلم:۲۳۲۹۔۲۳۳۰)

۱۶: آپ ﷺ کی پشت پر دونوں کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے جتنی ختمِ نبوت کی مہر تھی۔ (شمائل:۱۶)

۲: باب ما جاء في خاتم النبوة

ختمِ نبوت کی مہر کا بیان

۱۶) حدثنا قتيبة : أنا حاتم بن إسماعيل عن الجعد بن عبد الرحمن قال سمعت السائب بن يزيد رضي الله عنه قال : **ذهبت بي خالتي إلى رسول الله ﷺ فقالت :يا رسول الله !إن ابن أختي وجع، فمسح رأسي و دعا لي بالبركة و توضأ فشربت من وضوئه و قمت خلف ظهره فنظرت إلى الخاتم بين كتفيه، فإذا هو مثل زر الحجلة .**

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول ! میری بہن (علیہ بنت شریح) کا بیٹا بیمار ہے،تو آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی، آپ نے وضو کیا تو میں نے آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی پی لیا اور آپ کی پیٹھ کی طرف کھڑا ہو گیا، پھر میں نے دیکھا کہ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاختہ کے انڈے جتنی (ختمِ نبوت کی) مہر ہے۔

تحقیق و تخریج: سنده صحیح (سنن ترمذی:۳۶۴۳)

صحیح بخاری (۶۳۵۲) صحیح مسلم (۲۳۴۵)

شرح و فوائد:

۱: کسی لالچ اور دنیاوی مقصد کے بغیر چھوٹے بچوں کے ساتھ پیار کرنا اور ان کے سروں پر شفقت بھرا ہاتھ رکھنا بہترین اخلاق میں سے ہے۔

۲: اللہ تعالیٰ نے آپ کے کندھوں کے درمیان ختمِ نبوت کی مہر بنا کر یہ فیصلہ کر دیا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:((**و أنا آخر الأنبياء و أنتم آخر الأمم .**))

اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو۔ (کتاب السنہ لابن ابی عاصم:۳۹۱ وسندہ صحیح)

آپ ﷺ نے فرمایا: ((و أرسلت إلى الناس كافة و ختم بي النبيون .))
اور مجھے تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم: ۵۲۳، دارالسلام: ۱۱۶۷)

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

((إن الرسالة و النبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي و لا نبي .))

بلاشبہ رسالت اور نبوت منقطع (یعنی ختم) ہوگئی، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔ (سنن ترمذی: ۲۲۷۲ وقال: ''ھذا حدیث صحیح غریب..'' وصححہ الحاکم علی شرط مسلم ۴/ ۳۹۱ ح ۸۱۷۸ ووافقہ الذہبی، تحقیقی مقالات ۲/ ۲۸۱۔۲۸۲)

اور اسی پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

۳: صحابۂ کرام رسول اللہ ﷺ کے تبرکات سے محبت کرتے تھے۔

۴: علم سیکھنے میں ہر وقت مصروف رہنا چاہئے۔

۵: نیک آدمی سے دعا کروانا مسنون ہے۔

۶: عورت اپنے بچوں کو نیک آدمی سے دعا کروانے یا علاج کے لئے معالج وطبیب کے پاس لے جاسکتی ہے۔

۱۷) حدثنا سعيد بن يعقوب بن الطالقاني : أنا أيوب بن جابر عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة رضي الله عنه قال: **رأيت الخاتم بين كتفي رسول الله ﷺ غدة حمرآء مثل بيضة الحمامة .**

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر دیکھی، کبوتری کے انڈے جتنا سرخ اُبھرا ہوا گوشت تھا۔

تحقیق وتخریج: سندہ ضعیف (سنن ترمذی: ۳۶۴۴)

اس روایت کی سند میں ایوب بن جابر جمہور کے نزدیک ضعیف ہے اور ''غدة حمراء'' یعنی ''سرخ اُبھرا ہوا گوشت'' کا شاہد نہیں ملا۔

یہی حدیث امام مسلم (۲۳۴۴، دارالسلام: ۶۰۸۴) نے " عند كتفه مثل بيضة الحمامة ، يشبه جسده " کے الفاظ سے بیان کی ہے، یعنی ختم نبوت والی مہر آپ کے جسم مبارک سے مشابہ (سرخ وسفید) تھی۔

۱۸) حدثنا أبو مصعب المدني : أنا يوسف بن الماجشون عن أبيه عن عاصم بن عمر بن قتادة عن جدته رميثة رضي الله عنها قالت: سمعت رسول الله ﷺ و لو أشاء أن أقبل الخاتم الذي بين كتفيه من قربه لفعلت ، يقول لسعد ابن معاذ رضي الله عنه يوم مات : ((**اهتز له عرش الرحمن .**))

رُمیثہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، اور اگر میں قریب ہونے کی وجہ سے آپ کی مہرِ نبوت کو چُومنا چاہتی تو چُوم سکتی تھی۔ جس دن سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) فوت ہوئے، آپ اُن کے لئے فرما رہے تھے: ان کے لئے رحمٰن کا عرش ہل گیا۔

تحقیق و تخریج: سنده ضعيف

مسند احمد (۶/ ۳۲۹ ح ۲۶۷۹۳) طبقات ابن سعد (۳/ ۴۳۵)

اس روایت کے سلسلے میں چند فوائد درج ذیل ہیں:

۱: یوسف بن یعقوب بن ابی سلمہ الماجشون المدنی ثقہ اور ان کے والد صدوق تھے۔

(تقریب التہذیب: ۷۸۹۵، ۷۸۱۹)

۲: نہ تو عاصم بن عمر بن قتادہ (راویٔ حدیث) کی اپنی دادی رمیثہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کا ثبوت ملا ہے اور نہ دونوں کی معاصرت ثابت ہے، رمیثہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش اور وفات کا بھی علم نہیں، لہٰذا اس سند کے اتصال میں نظر ہے۔

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ والی حدیث کہ " ان کے لئے رحمٰن کا عرش ہل گیا" اور کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت دوسری صحیح روایات سے ثابت ہے، لیکن " چومنا چاہتی تو چوم سکتی تھی" کا شاہد نہیں ملا۔ واللہ اعلم

اگر اتصال ثابت ہو جائے تو یہ روایت حسن لذاتہ ہے اور ممکن ہے کہ سیدہ رمیثہ رضی اللہ عنہا

کمسن صحابیات میں سے ہوں۔

۳: سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لئے رحمٰن کے عرش کا ہل جانا، صحیح بخاری (۳۸۰۳) اور صحیح مسلم (۲۴۶۶) وغیرہما میں موجود ہے۔

۱۹) حدثنا أحمد بن عبدة الضبي و علي بن حجر وغير واحد قالوا: أنا عيسى بن يونس عن عمر بن عبد الله مولى غفرة : حدثني إبراهيم بن محمد من ولد علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: كان علي رضي الله عنه إذا وصف رسول الله ﷺ فذكر الحديث بطوله ، و قال: **بين كتفيه خاتم النبوة ، وهو خاتم النبيين .**

ابراہیم بن محمد سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کرتے تو... انھوں نے لمبی حدیث بیان کی اور کہا: آپ کے دو کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین (ﷺ) ہیں۔

تحقیق و تخریج: **سنده ضعيف**

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین و آخر النبیین ہیں، لیکن یہ روایت اپنے طول کے ساتھ بلحاظِ سند ضعیف ہے۔ دیکھئے حدیث سابق: ۷

۲۰) حدثنا محمد بن بشار : أنا أبو عاصم : أنا عزرة بن ثابت : أخبرني علباء ابن أحمر : أخبرني أبو زيد عمرو بن أخطب الأنصاري رضي الله عنه قال قال لي رسول الله ﷺ : ((**ادن مني فامسح ظهري .**)) فمسحت ظهره ، فوقعت أصابعي على الخاتم . قلت : و ما الخاتم ؟ قال: شعرات مجتمعات

ابو زید عمرو بن اخطب الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: قریب آ کر میری پیٹھ پر ہاتھ رکھو۔ پس میں نے آپ کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا تو میری انگلیاں مہرِ نبوت پر جا لگیں۔ میں نے پوچھا: مہر کیا ہے؟ فرمایا: چند بالوں کا مجموعہ۔

تحقیق وتخریج: سنده صحيح

صحیح ابن حبان (۲۰۹۲) المستدرک للحاکم (۲/ ۶۰۶) وصححہ ووافقہ الذہبی

نیز دیکھئے سنن الترمذی (۳۶۲۹ وھو طرفہ)

۲۱) حدثنا أبو عمار الحسين بن حريث الخزاعي : أنا علي بن حسين بن واقد : ثنا أبي : ثنا عبد الله قال: سمعت أبي بريدة يقول : جاء سلمان الفارسي رضي الله عنه إلى رسول الله ﷺ حين قدم المدينة بمائدةٍ عليها رُطب فوضعها بين يدي رسول الله ﷺ فقال: ((**يا سلمان ما هذا ؟**)) فقال : صدقة عليك و على أصحابك ، فقال: ((**ارفعها فإنا لا نأكل الصدقة**)) ، قال: فرفعها فجاء الغد بمثله، فوضعه بين يدي رسول الله ﷺ فقال:((**ما هذا يا سلمان؟**)) فقال: هدية لك ، فقال رسول الله ﷺ لأصحابه : ((**ابسطوا** [1])) . ثم نظر إلى الخاتم على ظهر رسول الله ﷺ فآمن به ، و كان لليهود فاشتراه رسول الله ﷺ بكذا و كذا درهمًا على أن يغرس نخلاً فيعمل سلمان فيه حتى يُطْعِمَ ، فغرس رسول الله ﷺ النّخل إلا نخلة واحدة غرسها عمر رضي الله عنه ، فحملت النخل من عامها ولم تحمل نخلة ، فقال رسول الله ﷺ : ((**ما شأن هذه ؟**)) فقال عمر : يا رسول الله ! أنا غرستها . فنزعها رسول الله ﷺ فغرسها فحملت من عامه .

بُریدہ (بن الحصیب رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک دسترخوان لائے جس پر تروتازہ کھجوریں پڑی ہوئی تھیں، پھر انھوں نے اسے رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دیا تو آپ نے پوچھا: اے سلمان! یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ آپ کے لئے اور آپ کے صحابہ کے لئے صدقہ ہے۔

....

(۱) و في هامش الأصل " انشطوا ".

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے (میرے سامنے سے) اٹھاؤ، ہم صدقہ نہیں کھاتے، تو انھوں نے اسے اٹھالیا۔ پھر دوسرے دن وہ اسی طرح تر و تازہ کھجوریں لائے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دیں۔ آپ نے پوچھا: اے سلمان! یہ کیا ہے؟

انھوں نے کہا: یہ آپ کے لئے ہدیہ (تحفہ) ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے کہا: اسے بچھادو۔ پھر انھوں (سلمان رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ کی پشت پر مہر دیکھی تو آپ پر ایمان لے آئے۔

وہ یہودیوں کے غلام تھے، پھر رسول اللہ ﷺ نے انھیں اتنے اتنے درہم پر خرید لیا اس شرط پر کہ وہ ان (یہودیوں) کے لئے کھجور کے پودے لگائیں گے اور ان کے بار آور ہونے تک ان میں کام کریں گے۔

چنانچہ (ان کے لئے) رسول اللہ ﷺ نے کھجوریں لگائیں سوائے ایک پودے کے جسے (سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) نے لگایا تھا۔

پھر اس سال کھجوروں نے پھل دیئے، لیکن ایک پودے نے پھل نہ دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کھجور کے اس درخت کو کیا ہوا ہے؟ تو عمر نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اسے بویا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے اکھاڑا، پھر (اپنے ہاتھ سے زمین میں) لگادیا تو اس سال اس نے بھی پھل دیا۔

تحقیق و تخریج: سندہ حسن

مسند احمد (۳۵۴/۵) المستدرک للحاکم (۱۶/۲) وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم ووافقہ الذہبی.

نیز دیکھئے نصب الرایہ (۲۷۹/۴)

شرح و فوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ کے لئے صدقہ کھانا حلال نہیں تھا۔

۲: روایت میں مذکورہ صدقے کو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کھایا تھا، لیکن اپنے (غریب

ضرورت مند) صحابہ کو یہ کھجوریں کھانے کا حکم دیا۔ (دیکھئے مسند احمد ۵/۴۴۳ ح ۲۳۷۲۴ وسندہ حسن)

ثابت ہوا کہ ثقہ وصدوق راوی کی زیادت مقبول ہوتی ہے، بشرطیکہ صریح مخالف یعنی شاذ نہ ہو۔

۳: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں بہت زیادہ برکت رکھی تھی اور یہ آپ کے معجزات میں سے ہے۔

۴: رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہیں، بلکہ عالم الغیب صرف اللہ ہی ہے۔

۵: وعدہ پورا کرنا ضروری ہے۔

۶: جو سلیم الفطرت لوگ تحقیق کرتے ہیں، وہ اللہ کے فضل وکرم سے ہدایت پا لیتے ہیں اور ضدی، متعصب ومنکرینِ حق کے لئے گمراہیوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

۷: صاف اور نرم الفاظ میں حق بات کہہ دینی چاہئے، چاہے کوئی ناراض ہو یا خوش ہو۔

۲۲) حدثنا محمد بن بشار: أنا بشر بن الوضاح : أنا أبو عقيل الدورقي عن أبي نضرة ، قال : سألت أبا سعيد الخدري رضي الله عنه عن خاتم رسول الله ﷺ يعني خاتم النبوة ، فقال: **كان في ظهره بضعة ناشزة .**

ابونضرہ (منذر بن مالک بن قُطعہ رحمہ اللہ ثقہ تابعی) سے روایت ہے کہ میں نے ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی مہر یعنی مہرِ نبوت کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ کی پشت پر ابھرے ہوئے گوشت کا ایک ٹکڑا تھا۔

تحقیق وتخریج: سنده حسن

و للحديث طريق آخر عند أحمد (۱/۶۹)

شرح وفوائد:

۱: آپ ﷺ کی پشت مبارک پر کندھوں کے درمیان کبوتری کے انڈے جتنا ابھرا ہوا گوشت تھا، جس کا رنگ آپ کے جسم کے رنگ سے مشابہ تھا، اسے مہر نبوت کہتے ہیں۔

۲: علم حاصل کرنے کے لئے عالم سے سوال پوچھنا ضروری ہے اور یہ تقلید نہیں، جیسا کہ

دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔

۳: صحابۂ کرام نے دین کی تمام باتوں کو یاد کر کے محفوظ کیا، پھر تابعین کے سامنے بیان کر دیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

۲۳) حدثنا أحمد بن المقدام أبو الأشعث العجلي : أنا حماد بن زيد ، عن عاصم الأحول ، عن عبد الله بن سرجس رضي الله عنه ، قال: أتيت رسول الله ﷺ وهو في أناس من أصحابه ، فدرت هكذا من خلفه فعرف الذي أريد صلوت الله و سلامه عليه فألقى الرداء عن ظهره ، فرأيت موضع الخاتم على كتفيه مثل الجمع حولها خيلان كأنها الثآليل ، فرجعت حتى استقبلته فقلت : غفر الله لك يا رسول الله! فقال : **و لك** . فقال القوم : أستغفر لك رسول الله ﷺ ؟ فقال: **نعم ، ولكم** ، ثم تلا هذه الآية : ﴿**وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ**﴾ الآية .[محمد: ۱۹]

عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اور آپ اپنے صحابہ کے درمیان موجود تھے۔ میں آپ کے پیچھے چکر لگانے لگا تو آپ سمجھ گئے کہ میں کیا چاہتا ہوں؟ پھر آپ نے اپنی پشت (کندھوں کے پاس) سے چادر ہٹائی تو میں نے مہرِ نبوت کو دیکھ لیا، جو کہ بند مٹھی جتنی تھی اور اس پر مسّوں کی طرح کے تِل تھے۔ پھر واپس آ کر میں آپ کے سامنے کی طرف سے آیا تو کہا: اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔ آپ نے فرمایا: تیری بھی مغفرت فرمائے، تو لوگوں نے کہا: تمھارے لئے رسول اللہ ﷺ نے مغفرت کی دعا فرمائی ہے؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں! اور تم لوگوں کی بھی مغفرت فرمائے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اپنے لئے، مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کی خطاؤں کی مغفرت کے لئے دعا کریں۔ الآیہ (سورۃ محمد:۱۹)

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح

صحیح مسلم (۲۳۴۶، ترقیم دارالسلام: ۶۰۸۸)

شرح و فوائد:

۱: روایتِ مذکورہ میں چند مشکل الفاظ کا ترجمہ درج ذیل ہے:

الجمع : بند مٹھی

خیلان : خال یعنی تل کی جمع

ثآلیل: ثؤلول کی جمع، چنے کے دانے کے برابر مسے

۲: جس طرح آخری نبی ہونا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی خاص صفت ہے، اسی طرح مہرِ نبوت بھی آپ کی صفت خاصہ ہے۔

۳: خوارزمی نامی ایک شخص نے ابن لہیعہ سے نقل کیا کہ (امام) ابوحنیفہ کے دو کندھوں کے درمیان (دائیں طرف) ایک خال تھا۔ (جامع المسانید ۱/ ۱۸)

یہ روایت اس وجہ سے موضوع ہے کہ اس کے بہت سے راوی مجہول ہیں اور حامد بن آدم المروزی مجروح ہے، مجہولین کے نام درج ذیل ہیں:

محمد بن طور، طور، محمد بن عباد، محمد بن علی، محمد بن ناصر، یونس بن طاہر النضری (اسے اہلِ بلخ؟ شیخ الاسلام کہتے تھے۔ دیکھئے التنکیل ۱/ ۴۴۷) ابوسہل عبدالحمید بن محمد الطّوانی، محمد الطّوانی، ابومحمد الحسن بن محمد، ابوالفتح محمد بن الحسن الناصحی، ابوحفص عمر بن احمد الکرابیسی، محمد بن اسحاق السراجی الخوارزمی اور عبدالحمید بن احمد البراتقینی (۱۳ عدد)

موفق بن احمد المکی رافضی مجروح ہے۔

یہ روایت اسی وقت قابلِ سماعت ہوسکتی ہے، جب دو مجروحین اور تیرہ مجہولین میں سے ہر ایک کی توثیق ثابت کردی جائے، ورنہ موضوع، باطل و مردود ہے۔

۳: باب ما جاء في شَعْر رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے بالوں کا بیان

۲۴) حدثنا علي بن حجر: أنا إسماعيل بن إبراهيم عن حميد عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: **كان شعر رسول الله ﷺ إلى نصف أذنيه .**

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے (سر کے) بال آپ کے کانوں کے نصف تک تھے۔

تحقیق و تخریج: صحیح

صحیح مسلم (۲۳۳۸، ترقیم دارالسلام: ۶۰۶۹)

شرح و فوائد:

۱: روایتِ مذکورہ میں حمید الطویل مدلس تھے، لیکن سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت صحیح ہوتی ہے۔ (دیکھئے ح ۱۸۳)

دوسرے یہ کہ اشعث بن عبداللہ بن جابر الحدانی (ثقہ) نے یہی روایت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔ (دیکھئے مسند احمد ۳/۱۶۵ ح ۱۲۶۹۳، وسندہ صحیح)

نیز دیکھئے شمائل ترمذی ح ۲۹

۲: آپ ﷺ کے بالوں کی ثابت شدہ مختلف کیفیات مختلف حالتوں پر محمول ہیں۔

۲۵) حدثنا هناد بن السري: ثنا عبد الرحمن بن أبي الزناد عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت: **كنت أغتسل أنا و رسول الله ﷺ من إناء واحد و كان له شعر فوق الجمة ، و دون الوفرة .**

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے (پانی لے کر) غسل کرتے تھے اور آپ کے بال جُمہ سے زیادہ اور وفرہ سے کم تھے۔

تحقیق و تخریج: سندہ حسن (سنن ترمذی: ۱۷۵۵، وقال: ''صحیح غریب ...'')

سنن ابی داود (۴۱۸۷) سنن ابن ماجہ (۳۶۳۵)

شرح و فوائد:

۱: کندھوں تک پہنچے ہوئے سر کے بالوں یعنی زلف کو عربی میں جُمہ کہتے ہیں اور جُمہ سے کم، کانوں کی لو سے ذرا نیچے بالوں کو وَفرہ کہتے ہیں۔

۲: روایت مذکورہ کے راوی امام عبدالرحمٰن بن ابی الزناد المدنی رحمہ اللہ جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق وحسن الحدیث تھے۔ (دیکھئے میری کتاب: تحقیقی مقالات ج۴ ص ۳۷۱۔۳۷۷)

۲۶) حدثنا أحمد بن منيع : أنا أبو قطن : ثنا شعبة عن أبي إسحاق عن البرآء ابن عازب رضي الله عنه قال: **كان رسول الله ﷺ مربوعًا بعيد ما بين المنكبين و كانت جمته تضرب شحمة أذنيه .**

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ درمیانے قد والے تھے، آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا (یعنی آپ کے کندھے چوڑے تھے) اور آپ کے سر کے بال آپ کے کانوں کی لَو کو چھوتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (دیکھئے حدیث سابق:۳)

صحیح بخاری (۳۵۵۱، ۵۸۴۸) صحیح مسلم (۲۳۳۷)

شرح و فوائد:

۱: ابواسحاق السبیعی مدلس تھے، لیکن امام شعبہ کی اُن سے روایت سماع پر محمول ہوتی ہے۔

امام شعبہ نے فرمایا: " **كفيتكم تدليس ثلاثة :الأعمش و أبي إسحاق و قتادة** " میں تمھارے لئے تین (مدلس راویوں) کی تدلیس کے لئے کافی ہوں: اعمش، ابواسحاق اور قتادہ۔ (مسألۃ التسمیہ لمحمد بن طاہر المقدسی ص ۴۷ وسندہ صحیح)

۲: جُمہ کے مفہوم کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۲۵

۲۷) حدثنا محمد بن بشار : أنا وهب بن جرير : أنا أبي عن قتادة قال: قلت

لأنس رضي الله عنه كيف كان شعر رسول الله ﷺ؟ قال: **لم يكن بالجعد ولا بالسبط ، كان يبلغ شعره شحمة أذنيه.**

قتادہ (بن دعامہ البصری رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں نے انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے بال کیسے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ کے بال نہ تو بہت زیادہ گھنگرالے تھے اور نہ بہت سیدھے اکڑے ہوئے تھے، آپ کے بال کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔

تحقیق وتخریج: **سنده صحيح**

صحیح بخاری (۵۹۰۵) صحیح مسلم (۲۳۳۸)

۲۸) حدثنا محمد بن يحيى بن أبي عمر المكي : أنا سفيان بن عيينة عن ابن أبي نجيح عن مجاهد عن أم هانئ بنت أبي طالب رضي الله عنها قالت:

قدِم رسول الله ﷺ علينا مكة قدمة وله أربع غدائر .

اُم ھانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ ہمارے پاس مکہ تشریف لائے اور آپ کے بالوں کی چار زلفیں (غدائر) تھیں۔

تحقیق وتخریج: **سنده ضعيف** (سنن ترمذی:۱۷۸۱ وقال: " هذا حديث غريب، قال محمد (الإمام البخاري) : لا أعرف لمجاهد سماعًا من أم هانئ ")

ابوداود (۴۱۹۱) ابن ماجہ (۳۶۳۱)

تنبیہ: غدائر مینڈھیوں کو کہتے ہیں۔

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: **عبد الله بن أبي نجيح المكي** مدلس تھے۔

دیکھئے مشاہیر علماء الامصار لابن حبان (ص ۱۴۶ ت ۱۱۵۳)

حافظ ابن حجر نے انھیں مدلسین کے طبقۂ ثالثہ میں ذکر کیا اور کہا:

" **أكثر عن مجاهد و كان يدلس عنه .**" انھوں نے مجاہد سے بہت سی روایتیں بیان

کیں اور وہ مجاہد سے تدلیس کرتے تھے۔ (طبقات المدلسین بتحقیقی ص ۵۳)

سفیان بن عیینہ نے بتایا کہ ابن أبي نجیح نے مجاہد کی تفسیر کو ان سے نہیں سنا۔

(تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری: ۴۲۶)

یہ روایت عن سے ہے اور مدلس کی عن والی روایت (صحیحین کے علاوہ دوسری کتابوں میں) ضعیف ہوتی ہے۔

۲: بقولِ امام بخاری "مجاہد کا ام ہانی سے سماع معلوم نہیں ہے" لہٰذا یہ سند منقطع بھی ہے۔

۲۹) حدثنا سوید بن نصر: أنا عبد اللّٰه بن المبارك عن معمر عن ثابت البناني عن أنس رضي اللّٰه عنه: **أن شعر رسول اللّٰه ﷺ کان إلی أنصاف أذنیه .**

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے (سر کے) بال کانوں کے نصف تک تھے۔

تحقیق و تخریج: سنده صحیح

ابوداود (۴۱۸۵) نیز دیکھئے حدیث سابق: ۲۴

۳۰) حدثنا سوید بن نصر: أنا عبد اللّٰه بن المبارك عن یونس بن یزید عن الزهري: أنا عبید اللّٰه بن عتبة عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما: **أن رسول اللّٰه ﷺ کان یسدل[۱] شَعرهُ و کان المشرکون یفرقون رؤوسهم و کان أهل الکتاب یسدلون رؤوسهم و کان یحب موافقة أهل الکتاب فیما لم یؤمر فیه بشيْ ثم فرق رسول اللّٰه ﷺ رأسه .**

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بالوں کو (پیشانی پر) لٹکایا کرتے تھے اور مشرکین اپنے بالوں میں مانگ نکالتے تھے، اہلِ کتاب اپنے بال لٹکاتے اور جس مسئلے میں کوئی خاص حکم موجود نہ ہوتا تو آپ اہلِ کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے، پھر رسول اللہ ﷺ نے بعد میں مانگ نکالنی شروع کر دی۔

....

(۱) في الأصل: "تسدل" و صوبته من "ب".

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح
صحیح بخاری (۳۹۴۴،۳۵۵۸) صحیح مسلم (۲۳۳۶)

شرح و فوائد:

۱: مانگ نکالے بغیر بال لٹکانے کے مقابلے میں مانگ نکالنا مسنون ہے۔

۲: سنن ابی داود (۴۱۸۹) کی حسن لذاتہ روایت سے ثابت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بالوں کے درمیان سے مانگ نکالتی تھیں۔

۳: ٹیڑھی مانگ نکالنا کسی حدیث سے ثابت نہیں، لہٰذا ٹیڑھی مانگ سے کلیتاً بچنا چاہئے تاکہ سنت کی مخالفت نہ ہو اور کفار و مشرکین کی موافقت و مشابہت بھی نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت کی تو وہ انھی میں سے ہے۔ (سنن ابی داود: ۴۰۳۱ وھو حدیث حسن)

۳۱) حدثنا محمد بن بشار : أنا عبد الرحمن بن مهدي عن إبراهيم بن نافع عن ابن أبي نجيح عن مجاهد عن أم هانئ رضي الله عنها قالت :

رأيت رسول الله ﷺ ذا ضفائر أربع .

ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (فتح مکہ کے موقع پر) دیکھا، آپ کے بالوں کی چار زلفیں تھیں۔

تحقیق و تخریج: سندہ ضعیف
نیز دیکھئے حدیث سابق: ۳۱

٤: ما جاء في ترجل رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے کنگھی کرنے کا بیان

۳۲) حدثنا إسحاق بن موسى الأنصاري : أنا معن بن عيسى : أنا مالك بن أنس عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت : **كنت أرجل رأس رسول الله ﷺ و أنا حائض .**

و روى مالك عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة مثله [۱].

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سر میں کنگھی کرتی تھی اور میں حالتِ حیض میں ہوتی تھی۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح

صحیح بخاری (۲۹۵) صحیح مسلم (۲۹۷)

موطأ امام مالک (روایۃ یحییٰ ۱/۶۰ ح ۱۰۲، روایۃ ابن القاسم: ۴۶۲)

شرح و فوائد:

۱: حیض کی حالت میں عورت نجس نہیں ہو جاتی بلکہ نماز، روزے اور دیگر ممنوعہ امور کے علاوہ دنیا کے تمام جائز کام کر سکتی ہے، جیسے کھانا پکانا، پانی پلانا اور شوہر کی خدمت کرنا وغیرہ۔

۲: بالوں کی کنگھی کرنا جائز اور بہتر ہے، بشرطیکہ اس پر بہت زیادہ وقت صرف نہ کیا جائے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(سنن نسائی ۱/۱۳۰ ح ۲۳۹، ۸/۱۳۱ ح ۵۰۵۷ وسندہ صحیح، سنن ابی داود ۸۱)

....

(۱) من هامش الأصل و كتب : " صح ".

یہ روایت استحباب وادب پر محمول ہے، حرمت پر محمول نہیں، کیونکہ سلف صالحین نے اس سے یہی مفہوم سمجھا ہے۔ نافع رحمہ اللہ (تابعی) کو بتایا گیا کہ حسن (بصری رحمہ اللہ تابعی) روزانہ کنگھی کرنے کو ناپسند کرتے ہیں تو وہ ناراض ہوئے اور فرمایا: ابن عمر (رضی اللہ عنہ) روزانہ دو دفعہ تیل لگاتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ۴/ ۱۵۷، وسندہ صحیح)

نیز دیکھئے میری کتاب: الاتحاف الباسم (ص ۵۳۸)

۳۳) حدثنا یوسف بن عیسی أنا : وکیع : أنا الربیع بن صبیح عن یزید بن أبان الرقاشي عن أنس بن مالك رضي اللہ عنه قال: **كان رسول الله ﷺ يكثر دهن رأسه و تسريح لحيته و يكثر القناع حتى كأن ثوبه ثوب زيات .**

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سر میں کثرت سے تیل لگاتے، اپنی داڑھی میں کنگھی کرتے اور سر پر اکثر کپڑا رکھتے حتیٰ کہ وہ کپڑا اس طرح ہو جاتا جس طرح تیل فروش کے کپڑے ہوتے ہیں۔

تحقیق وتخریج: سنده ضعيف

شرح السنۃ للبغوی (۱۲/ ۸۲ ح ۳۱۶۴) من طریق الترمذی بہ.

شعب الایمان للبیہقی (نسخہ محققہ: ۶۰۴۴۔ ۶۰۴۵)

اس روایت کی سند یزید بن ابان الرقاشی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

ہیثمی نے کہا: "**ضعفه الجمهور**" اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔

(مجمع الزوائد ۶/ ۲۲۶)

حافظ ابن حجر نے کہا: "**زاهد ضعيف**" (تقریب التہذیب: ۷۶۸۳)

حافظ ذہبی نے کہا: "**ضعيف**" (الکاشف ۳/ ۲۴۰ ت ۶۳۸۹)

شعب الایمان للبیہقی (۶۰۴۶) میں اس کا ایک شاہد سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، لیکن اس کی سند میں ابوبکر محمد بن ہارون بن عیسیٰ الازدی **لیس بالقوی** ہے۔

(دیکھئے سوالات الحاکم: ۲۱۰، قالہ الدارقطنی)

اور باقی سند حسن ہے، یعنی یہ سند محمد بن ہارون مذکور کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۳۴) حدثنا هناد : أنا أبو الأحوص عن أشعث ابن أبي الشعثآء عن أبيه عن مسروق عن عائشة رضي الله عنها قالت: **إن كان رسول الله ﷺ ليحب التيمن في طهوره إذا تطهر و في ترجله إذا ترجل و في انتعاله إذا انتعل .**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دائیں طرف سے ابتدا کرنا پسند کرتے تھے۔ جب وضو کرتے، اور جب کنگھی کرتے اور جوتا پہنتے وقت (بھی دائیں طرف سے ابتدا کرنا پسند کرتے تھے)

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی:۶۰۸ وقال:ھذا حدیث حسن صحیح)

صحیح بخاری (۱۶۸) صحیح مسلم (۲۶۸)

شرح و فوائد:

۱: بعض صحیح روایات میں آیا ہے کہ "و في شأنه كله" اور آپ ﷺ اپنے تمام امور میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند کرتے تھے۔

(دیکھئے صحیح بخاری:۱۶۸، صحیح مسلم:۲۶۸ ترقیم دارالسلام:۶۱۷)

لہٰذا عزت و تکریم والے تمام امور میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسندیدہ اور مسنون ہے۔

استنجا کرنے کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے، جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

۲: کنگھی کرنا سنت ہے۔

۳: رسول اللہ ﷺ کی سنت پر حتی الوسع عمل پیرا رہنا چاہئے۔

۳۵) حدثنا محمد بن بشار : أنا يحيى بن سعيد عن هشام بن حسان عن الحسن عن عبد الله بن مغفل رضي الله عنه قال: **نهى رسول الله صلى الله عليه عن الترجل إلا غبًّا .**

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ بلا ناغہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا۔

تحقیق وتخریج: سندہ ضعیف (سنن ترمذی: ۱۷۵۶، وقال: هذا حديث حسن صحیح)

ابوداود (۴۱۵۹) نسائی (۱۳۲/۸ ح ۵۰۵۸)

روایت مذکورہ میں وجہ ضعف دو ہیں:

۱: ہشام بن حسان مدلس تھے اور یہ روایت عن سے ہے۔

۲: حسن بصری مدلس تھے اور یہ روایت عن سے ہے۔

سنن نسائی (۵۰۵۹) وغیرہ میں اس کے ضعیف شواہد بھی ہیں۔

ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ایک صحابی نے فرمایا: "كان نبي الله صلى الله عليه وسلم ينهانا عن الإرفاء" اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ارفاء سے منع فرماتے تھے۔

پوچھا گیا: ارفاء سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: روزانہ کنگھی کرنا۔

(سنن نسائی: ۵۰۶۱ وسندہ صحیح)

ثابت ہوا کہ شرعی عذر کے بغیر خواہ مخواہ کئی کئی مرتبہ کنگھی کرنے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے، بہتر یہی ہے کہ ایک دن چھوڑ کر سر کے بالوں کی کنگھی کی جائے۔

۳۶) حدثنا الحسن بن عرفة : ثنا عبد السلام بن حرب عن يزيد بن أبي خالد عن أبي العلاء الأودي عن حميد بن عبد الرحمن عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم : **أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يترجل غِبًّا.**

ایک صحابی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن چھوڑ کر کنگھی کرتے تھے۔

تحقیق وتخریج: سندہ ضعیف

اس روایت کی سند اس وجہ سے ضعیف ہے کہ اس کے راوی ابوخالد یزید بن عبدالرحمٰن الدالانی مدلس تھے اور یہ روایت عن سے ہے۔

دالانی کی تدلیس کے لئے دیکھئے طبقات المدلسین (بتحقیقی ۳/۱۱۳ بطبقہ ثالثہ)

٥: باب ما جاء في شيب رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے سفید بالوں کا بیان

۳۷) حدثنا محمد بن بشار : أنا أبو داود : أنا همام : ثنا قتادة قال : قلت لأنس بن مالك رضي الله عنه : هل خضب رسول الله ﷺ ؟ قال: لم يبلغ ذلك إنما كان شيبًا في صدغيه و لكن أبو بكر رضي الله عنه خضب بالحناء و الكتم.

قتادہ (تابعی) سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے بالوں کو رنگ کیا تھا؟ انھوں نے فرمایا: آپ کے بال اس نوعیت تک نہیں پہنچے تھے (کہ آپ بال رنگتے) آپ کی کنپٹیوں پر چند بال سفید تھے، لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور کالے رنگ کی ایک بُوٹی کے ساتھ رنگ لگایا تھا۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح

صحیح بخاری (۳۵۵۰) صحیح مسلم (۲۳۴۱)

شرح و فوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ کے بیس یا بیس سے کم بال سفید ہوئے تھے اور آپ سے سرخ رنگ (مہندی) لگانا ثابت ہے، لہٰذا سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا یہ مطلب ہے کہ آپ ﷺ عام طور پر مہندی نہیں لگاتے تھے، کیونکہ آپ کو اس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

۲: سرخ اور (تھوڑا سا) کالا رنگ ملا کر لگانا جائز ہے، بشرطیکہ بالوں کا رنگ سرخ نظر آئے، لیکن صرف کالا رنگ لگانا جائز نہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((غيّروا هذا بشيءٍ واجتنبوا السواد .)) اس (ابوقحافہ رضی اللہ عنہ) کے بالوں کا رنگ کسی چیز سے بدل دو اور کالے رنگ سے اجتناب کرو۔ (صحیح مسلم: ۲۱۰۲، ترقیم دارالسلام: ۵۵۰۸)

اس حدیث کے کئی شواہد بھی ہیں اور بعض آثار سے کالا خضاب لگانے کا جواز بھی ملتا

ہے، لیکن راجح یہی ہے کہ کالے خضاب سے اجتناب کیا جائے، اور بالوں کو سرخ مہندی لگائی جائے یا پھر سفید چھوڑ دیا جائے۔

۳۸) حدثنا إسحاق بن منصور و يحيى بن موسى ، قالا : ثنا عبد الرزاق عن معمر عن ثابت عن أنس رضي الله عنه قال : **ما عددت في رأس رسول الله ﷺ و لحيته إلا أربع عشرة شعرة بيضاء .**

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی میں صرف چودہ عدد سفید بال پائے۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح

احمد (۳/ ۱۶۵) وصرح عبدالرزاق بالسماع عنده، صحیح ابن حبان (الاحسان: ۶۲۶۰، دوسرا نسخہ: ۶۲۹۳) المختارة للضیاء المقدسی (۵/ ۱۷۹۔۱۸۰ ح ۱۸۰۲۔۱۸۰۴)

شرح و فوائد:

۱: سفید بالوں کی مختلف تعداد مختلف اوقات پر محمول ہے۔

۲: صحابۂ کرام نے رسول اللہ ﷺ کے سفید بال تک گن کر یہ ثابت کر دیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال کو بیحد محنت اور محبت سے یاد رکھا، پھر تابعین تک پہنچا دیا، لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن مجید کی طرح نبی ﷺ کی حدیث بھی شرعی حجت اور وحی ہے۔

۳: رسول اللہ ﷺ سے محبت رکنِ ایمان ہے۔

۳۹) حدثنا محمد بن المثنى : أنا أبو داود : أنا شعبة عن سماك بن حرب قال: سمعت جابر بن سمرة رضي الله عنه ، قد سئل عن شيب رسول الله ﷺ فقال : **كان إذا دهن رأسه لم ير منه شيب فإذا لم يدهن رؤي منه .**

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے سفید بالوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: جب آپ تیل لگاتے تو سفید بال نظر نہ آتے اور اگر تیل نہ لگاتے تو کچھ سفید بال نظر آتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح
صحیح مسلم (۲۳۴۴)

٤٠) حدثنا محمد بن عمر بن الوليد الكندي الكوفي : أنا يحيى بن آدم عن شريك عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: **إنما كان شيب رسول الله ﷺ نحوًا من عشرين شعرة بيضاء .**

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صرف بیس کے قریب بال سفید (ہوئے) تھے۔

تحقیق و تخریج: حسن
سنن ابن ماجہ (۳۶۳۰) صحیح ابن حبان (الاحسان: ۶۲۶۱ـ۶۲۶۲، دوسرا نسخہ: ۶۲۹۴ـ ۶۲۹۵) مسند احمد (۲/۹۰ ح ۵۶۳۳)

روایت مذکورہ کی سند شریک بن عبداللہ القاضی مدلس کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن صحیح بخاری (۳۵۴۸) اور صحیح مسلم (۲۳۴۱) میں اس کا ایک شاہد ہے۔

٤١) حدثنا أبو كريب محمد بن العلاء : أنا معاوية بن هشام عن شيبان عن أبي إسحاق عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال أبو بكر رضي الله عنه : يا رسول الله! قد شبت؟ قال : ((**شيبتني هود والواقعة والمرسلات و عم يتسآء لون و إذا الشمس كورت .**))

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوبکر (الصدیق) رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بوڑھے ہو گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے سورۂ ھود، واقعہ، مرسلات، نبأ اور تکویر نے بوڑھا کر دیا ہے۔

تحقیق و تخریج: سندہ ضعیف (سنن ترمذی: ۳۲۹۷، وقال: حسن غریب...)
اس روایت کی سند ابواسحاق السبیعی (مدلس) کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس کے ضعیف شواہد بھی ہیں۔ دیکھئے انوار الصحیفہ (ص ۲۸۸)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ! آپ کے (کچھ) بال سفید ہو گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: سورۂ ھود اور اس جیسی سورتوں کی وجہ سے یہ بال سفید ہوئے ہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۷/۲۸۶۔۲۸۷ ح ۷۹۰ وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس کے قریب بال سورۂ ھود اور اس جیسی سورتوں کے نزول کے بعد سفید ہوئے تھے۔

٤٢) حدثنا سفيان بن وكيع : أنا محمد بن بشر عن علي بن صالح عن أبي إسحاق عن أبي جحيفة رضي الله عنه، قال قالوا: يا رسول الله! نراك قد شبت؟ قال : ((**قد شيبتني هود و أخواتها .**))

ابوجحیفہ (وہب بن عبداللہ السوائی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے بال سفید ہو گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: **مجھے سورۂ ھود اور اس جیسی دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔**

تحقیق وتخریج: حسن

المعجم الکبیر للطبرانی (۲۲/۱۲۳ ح ۳۱۷) حلیۃ الاولیاء (۴/۳۵۰)

اس روایت کی سند ابواسحاق کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن اس کا حسن لذاتہ شاہد بحوالہ المعجم الکبیر گزر چکا ہے۔ (دیکھئے حدیث سابق: ۴۱)

٤٣) حدثنا علي بن حجر : أنا شعيب بن صفوان عن عبد الملك بن عمير عن إياد بن لقيط العجلي عن أبي رمثة التيمي تيم الرباب رضي الله عنه قال : أتيت النبي ﷺ و معي ابن لي قال : فأريته فقلت لما رأيته : هذا نبي الله ، و عليه ثوبان أخضران و له شعر قد علاه الشيب و شيبه أحمر .

ابورمثہ التیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے ایک بیٹے کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، مجھے آپ کا تعارف کرایا گیا، جب میں نے آپ کو دیکھا تو (اپنے بیٹے سے) کہا: یہ اللہ کے نبی ہیں۔ [صلی اللہ علیہ وسلم] آپ نے دو سبز کپڑوں (کی چادریں) پہن رکھی تھیں اور آپ کے

(بعض) بالوں پر بڑھاپے کا غلبہ تھا، آپ کے سفید بال سرخ (کئے ہوئے) تھے۔

تحقیق وتخریج: صحیح

سنن دارمی (۲۳۹۳، نسخہ محققہ: ۲۴۳۳) وعبد الملك بن عمير صرح بالسماع عنده.

سنن ترمذی (۲۸۱۲) بسند آخر.

سنن ابی داود (۴۰۶۵) مختصرًا و سنده صحیح .

شرح وفوائد:

۱: صحیح اور محفوظ یہ ہے کہ سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تھے۔ مثلاً دیکھئے سنن ابی داود (۴۰۶۵)

۲: عبدالملک بن عمیر رحمہ اللہ کے سماع کی تصریح سنن دارمی میں موجود ہے۔

۳: سبز چادر اوڑھنا مسنون ہے اور اہلِ جنت کا لباس بھی سبز ہوگا۔
دیکھئے سورۃ الکہف (۳۱) لیکن مروجہ مخصوص سبز پگڑیوں کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

۴: بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے مذکورہ سرخ بال مہندی کی وجہ سے نہیں تھے، بلکہ جب کالے بالوں کا رنگ سفیدی میں تبدیل ہوتا ہے تو پہلے سرخ یا سرخی مائل ہو جاتا ہے۔

فائدہ: سنن ابی داود (۴۲۰۶) کی صحیح روایت سے ثابت ہے کہ یہ بال مہندی کی وجہ سے سرخ تھے۔

۵: نیز دیکھئے ح ۴۵

٤٤) حدثنا أحمد بن منيع : أنا سريج بن النعمان : أنا حماد بن سلمة عن سماك بن حرب قال : قيل لجابر بن سمرة رضي الله عنه :

أكان في رأس رسول الله ﷺ شيب ؟ قال: **لم يكن في رأس رسول الله ﷺ شيب إلا شعرات في مفرق رأسه ، إذا ادهن واراهن الدهن**

سماک بن حرب (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ کے سر میں کچھ بال سفید تھے؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے سر میں

سفید بال نہیں تھے سوائے درمیانی مانگ والی جگہ کے، جہاں چند بال سفید ہوئے، جب آپ تیل لگاتے تو تیل انھیں چھپا لیتا تھا۔

تحقیق وتخریج: سنده صحيح

صحیح مسلم (۲۳۴۴)

نیز دیکھئے حدیث سابق: ۳۹

٦: باب ما جاء في خضاب رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے خضاب (بالوں کو رنگنے) کا بیان

٤٥) حدثنا أحمد بن منيع : أنا هشيم : أنا عبد الملك بن عمير عن إياد بن لقيط : أخبرني أبو رمثة رضي الله عنه قال : أتيت النبي ﷺ مع ابن لي **فقال** : ابنك ؟ فقلت : نعم ، أشهد به . قال : **لا يجني عليك و لا تجني عليه** .

و رأيت الشيب أحمر .

قال أبو عيسى: هذا أحسن شي روي في هذا الباب و أفسره لأن الروايات الصحيحة أن النبي ﷺ لم يبلغ الشيب . و أبو رمثة اسمه رفاعة [بن يثربي التيمي .

ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بیٹے کو لے کر آیا تو آپ نے فرمایا: کیا یہ تیرا بیٹا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: تیرے بیٹے کی غلطی کا وبال تجھ پر نہیں اور نہ تیری غلطی کا وبال تیرے بیٹے پر ہوگا۔ انھوں (ابو رمثہ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے (آپ کے) سفید بالوں کو سرخ دیکھا۔

ابو عیسیٰ (ترمذی) نے فرمایا: اس باب میں یہ روایت سب سے بہتر اور واضح ہے، کیونکہ صحیح احادیث میں یہ آیا ہے کہ نبی ﷺ کے بالوں میں سفیدی شروع نہیں ہوئی تھی اور ابو رمثہ (رضی اللہ عنہ) کا نام رفاعہ بن یثربی التیمی ہے۔

تحقیق و تخریج: صحیح

دیکھئے حدیث سابق: ۴۳

تنبیہ: صحیح اور راجح یہ ہے کہ ابو رمثہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں تشریف لائے تھے، لہٰذا یہاں ان کے بیٹے کا ذکر راوی کا وہم ہے۔ واللہ اعلم

نیز دیکھئے حدیث سابق: ۴۳

٤٦) حدثنا سفيان] [١] بن وكيع : أنا أبي عن شريك عن عثمان بن موهب [قال: سئل أبو هريرة هل خضب رسول الله ﷺ ؟ قال : نعم .

قال أبو عيسى : وروى أبو عوانة هذا الحديث عن عثمان بن عبد الله بن موهب فقال : عن أم سلمة .

ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے بال رنگے تھے؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں!

ابوعیسیٰ (ترمذی) نے فرمایا: ابوعوانہ نے اس حدیث کو عثمان بن عبداللہ بن موہب عن ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کی سند سے بیان کیا ہے۔

تحقیق و تخریج: صحیح

اس روایت کی سند شریک بن عبداللہ القاضی (مدلس) اور سفیان بن وکیع (ضعیف) کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن صحیح بخاری کے شاہد کی وجہ سے حدیث کا متن صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری نے دوسری سند کے ساتھ عثمان بن موہب عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مفصل روایت کیا ہے۔ (صحیح بخاری: ٥٨٩٦)

تنبیہ: ابوعوانہ (وضاح بن عبداللہ الیشکری) کی روایت نہیں ملی۔ واللہ اعلم

٤٧) حدثنا إبراهيم بن هارون] [١] : أنا النضر بن زرارة عن أبي [جناب عن إياد بن لقيط عن الجهدمة امرأة] [٢] بشير بن الخصاصية ، قالت: أنا رأيت رسول الله ﷺ يخرج من بيته ينفض رأسه وقد اغتسل و برأسه ردع أو قال: ردغ من حناء ، شك في هذا الشيخ . الشك هو لإبراهيم بن هارون .

بشیر بن خصاصیہ کی بیوی جہدمہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے

....

(١) من ب

(٢) من ب و عنده : "ابن حباب"

گھر سے نکلتے ہوئے دیکھا، آپ اپنے سر سے پانی کے قطرے جھاڑ رہے تھے، آپ نے غسل کیا ہوا تھا اور آپ کے بالوں پر مہندی کا نشان تھا۔

تحقیق و تخریج: سنده ضعيف

معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم (۶/ ۳۲۹۰ ح ۳۸۲۰)

یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: نضر بن زرارہ مستور ہے۔ (تقریب التہذیب: ۷۱۳۳)

مستور اس مجہول الحال راوی کو کہتے ہیں، جس کی توثیق کسی قابلِ اعتماد ذریعے سے ثابت نہیں ہوتی۔

۲: ابو جناب یحییٰ بن ابی حیہ الکلبی ضعیف اور مدلس راوی ہے۔

دیکھئے تقریب التہذیب (۷۵۳۷) اور انوار الصحیفہ (ص ۲۸۹)

۴۸) أخبرنا عبد الله بن عبد الرحمن : أنا عمرو بن عاصم : أنا حماد بن سلمة: أنا حميد عن أنس رضي الله عنه قال : **رأيت شعر رسول الله ﷺ مخضوبًا .**

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے (سرخ رنگ سے) رنگے ہوئے بال دیکھے۔

تحقیق و تخریج: صحيح

امام حمید الطویل رحمہ اللہ کی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے معنعن روایت بھی صحیح ہوتی ہے، کیونکہ وہ (صرف) ثابت البنانی (ثقہ) کے واسطے سے ہی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے تدلیس کرتے تھے۔

۴۹) قال حماد : و أنا عبد الله بن محمد بن عقيل رضي الله عنه قال : **رأيت شعر رسول الله ﷺ عند أنس بن مالك رضي الله عنه مخضوبًا .**

عبداللہ بن محمد بن عقیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے رنگ کیے ہوئے بال دیکھے۔

تحقیق وتخریج: صحیح

اس روایت کا راوی عبداللہ بن محمد بن عقیل صحابی نہیں ہے، بلکہ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہونے کی وجہ سے ضعیف راوی ہے۔

دیکھئے انوار الصحیفہ (ص ۱۷، ابوداود: ۱۲۸)

یاد رہے کہ عبداللہ بن محمد بن عقیل کے دادا سیدنا عقیل بن ابی طالب صحابی تھے۔ رضی اللہ عنہ

سابقہ حدیث (۴۸) اس روایت کا صحیح شاہد ہے۔ واللہ اعلم

٧: باب ما جاء في كحل رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے سرمہ (لگانے) کا بیان

۵۰) حدثنا محمد بن حميد الرازي : أنا أبو داود الطيالسي عن عباد بن منصور عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي ﷺ قال : ((**اكتحلوا بالإثمد فإنه يجلو البصر و ينبت الشعر .**)) و زعم أن النبي ﷺ كانت له مكحلة يكتحل منها كل ليلة، ثلاثة في هذه و ثلاثة في هذه .

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اِثمد سرمہ لگاؤ، کیونکہ یہ نظر کو تیز کرتا اور بالوں کو اُگاتا ہے۔

اوران کا خیال تھا کہ نبی ﷺ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس میں سے ہر رات سرمہ ڈالتے تھے: تین (سلائیاں) ایک (آنکھ) میں اور تین دوسری میں۔

تحقیق وتخریج: **سنده ضعيف** (سنن ترمذی: ۱۷۵۷)

سنن ابن ماجہ (۳۴۹۹)

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: عباد بن منصور جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔

۲: عباد بن منصور مدلس تھا۔ دیکھئے طبقات المدلسین (۱۲۱/۴ طبقۂ رابعہ)

۵۱) حدثنا عبد الله بن الصباح الهاشمي البصري : أنا عبيد الله بن موسى: أنا إسرائيل عن عباد بن منصور .ح و أخبرنا علي بن حجر : أنا يزيد بن هارون أنا عباد بن منصور عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنما قال : **كان النبي ﷺ يكتحل قبل أن ينام بالإثمد ثلاثًا في كل عين** ، و قال يزيد بن هارون في حديثه: إن النبي ﷺ كانت له مكحلة يكتحل منها عند النوم ثلاثًا في كل عين

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سونے سے پہلے ہر آنکھ میں سرمے کی تین

سلائیاں ڈالتے تھے (یہ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق کی عباد بن منصور سے روایت ہے) اور یزید بن ہارون کی (عباد بن منصور سے) روایت میں ہے کہ بے شک نبی ﷺ کی ایک سرمہ دانی تھی، جس میں سے سوتے وقت ہر آنکھ میں تین سلائیاں ڈالا تے تھے۔

تحقیق و تخریج: **سنده ضعيف**

عباد بن منصور ضعیف مدلس راوی ہے۔ دیکھئے حدیث سابق: ۵۰

۵۲) حدثنا أحمد بن منيع : أنا محمد بن يزيد عن محمد بن إسحاق عن محمد بن المنكدر عن جابر رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ :

((عليكم بالإثمد عند النوم فإنه يجلو البصر و ينبت الشعر .))

جابر (بن عبداللہ الانصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوتے وقت اثمد سرمہ استعمال کرو، کیونکہ [illegible] تیز کرتا ہے اور بال اگاتا ہے۔

تحقیق و تخریج: **سنده ضعيف**

اس کی سند میں محمد بن اسحاق بن یسار راوی صدوق حسن الحدیث موثق عند الجمہور اور مدلس تھے، یہ روایت عن سے ہے، لہٰذا ضعیف ہے۔

سنن ابن ماجہ (۳۴۹۶) میں اس کا ایک ضعیف شاہد بھی ہے۔ (انوار الصحیفہ ص ۵۰۳)

۵۳) حدثنا قتيبة بن سعيد : أنا بشر بن المفضل عن عبد الله بن عثمان بن خثيم عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ : **((إن خير أكحالكم الإثمد يجلو البصر و ينبت الشعر .))**

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمھارا بہترین سرمہ اِثمد ہے، یہ نظر کو جلا بخشتا ہے اور بال اگاتا ہے۔

تحقیق و تخریج: **سنده حسن**

سنن ابی داود (۳۸۷۸)

سنن ابن ماجہ (۴۰۶۱) سنن النسائی (۵۱۱۶)

شرح و فوائد:

۱: ایک خاص قسم کے (اصفہانی) سرمے کو اثمد کہا جاتا ہے، جو کالے پتھر سے بنتا ہے۔

۲: سرمہ ڈالنا سنت اور مستحب ہے۔

۳: سُرمے کے بارے میں حکیم محمد نجم الغنی رامپوری نے لکھا ہے:

''باعتبار جائے پیدائش کے سب سے بہتر اصفہانی ہے پھر کرمانی...''

(خزائن الادویہ ج ۴ ص ۳۵۲)

حکیم رامپوری نے سرمے کے بارے میں مزید لکھا ہے:

''صحت چشم کا محافظ ہے بینائی کو قوت بخشتا ہے۔ آنکھوں کی سردی اور گرمی اور چیپڑ کو دور کرتا ہے اُس کے پٹھوں کو قوت دیتا ہے آنکھ کے قروح کو بھرتا ہے زخموں میں اندمال پیدا کرتا ہے... رسوت اور سماق کے ساتھ آنکھ کی کھجلی کو مٹاتا ہے... ویدوں کے نزدیک سرمہ ٹھنڈا کسیلا آنکھوں کو قوت دینے والا ہے'' (خزائن الادویہ ۴/۳۵۳)

۴: نظر کا تعلق سر اور دماغ سے بھی ہے، لہٰذا سرمے کے استعمال سے سر کے بال بڑھتے ہیں۔

٥٤) حدثنا إبراهيم بن المستمر البصري : أنا أبو عاصم عن عثمان بن عبدالملك عن سالم عن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ :

((عليكم بالإثمد فإنه يجلو البصر و ينبت الشعر .))

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اثمد (سرمے) کا استعمال کرو، کیونکہ یہ نظر کو روشن کرتا ہے اور بال اگاتا ہے۔

تحقیق و تخریج: سندہ حسن

سنن ابن ماجہ (۳۴۹۵)

نیز دیکھئے حدیث سابق: ۵۳

٨: باب ما جاء في لباس رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے لباس کا بیان

٥٥) أخبرنا محمد بن حميد الرازي : أنا الفضل بن موسى و أبو تميلة و زيد ابن حباب عن عبد المؤمن بن خالد عن عبد الله بن بريدة عن أم سلمة رضي الله عنها، قالت : **أحب الثياب إلى رسول الله ﷺ القميص .**

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ لباس قمیص تھا۔

تحقیق و تخریج: حسن (سنن ترمذی:١٧٦٢، وقال:حسن غریب)
سنن ابی داود (٤٠٢٥)

فائدہ: عبداللہ بن بریدہ نے یہ حدیث سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنی، بلکہ اپنی والدہ (سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کی بیوی) سے سنی ہے۔ دیکھئے ح ٥٧
محمد بن حمید الرازی کی متابعت کے لئے دیکھئے ح ٥٦

٥٦) حدثنا علي بن حجر : أنا الفضل بن موسى عن عبد المؤمن بن خالد عن عبد الله بن بريدة عن أم سلمة رضي الله عنها قالت : **كان أحب الثياب إلى رسول الله ﷺ القميص .**

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ لباس قمیص تھا۔

تحقیق و تخریج: حسن (سنن ترمذی:١٧٦٤)
دیکھئے ح ٥٧

٥٧) حدثنا زياد بن أيوب البغدادي : أنا أبو تميلة عن عبد المؤمن بن خالد ، عن عبد الله بن بريدة عن أم سلمة رضي الله عنها قالت : **كان أحب الثياب إلى رسول الله ﷺ يلبسه القميص .**

هكذا قال زياد بن أيوب في حديثه عن عبد الله بن بريدة عن أم سلمة

رضي اللّٰه عنها و هكذا روى عنه غير واحد عن أبي تميلة مثل رواية زياد بن أيوب و أبو تميلة يزيد في هذا الحديث عن أمه وهو أصح .

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ لباس جو آپ پہنتے تھے قمیص تھا۔

امام ترمذی نے فرمایا کہ عبداللہ بن بریدہ عن ام سلمہ والی سند سے عبداللہ بن بریدہ عن اُمہ عن اُم سلمہ والی سند زیادہ صحیح ہے۔

تحقیق و تخریج: سندہ حسن (سنن ترمذی:۱۷۶۳)

سنن ابی داود (۴۰۲۶)

المستدرک للحاکم (۱۹۲/۴ ح ۷۴۰۴ ووقع فی المطبوع تصحیف) وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی.

فائدہ: اُم بریدہ رحمہا اللہ کی حدیث کو حاکم اور ذہبی کا صحیح قرار دینا، ان کی طرف سے ام بریدہ کی توثیق ہے۔

شرح و فوائد:

۱: قمیص پہننا مسنون اور مستحب ہے۔

۲: رسول اللہ ﷺ ازار پہنتے تھے اور ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

((تسرولوا وائتزروا و خالفوا أهل الكتاب .))

شلواریں پہنو اور ازار پہنو، اہلِ کتاب کی مخالفت کرو۔ (مسند احمد ۲۶۴/۵ ح ۲۲۲۸۳ وسندہ حسن)

۵۸) حدثنا عبد الله بن محمد بن الحجاج : ثنا معاذ بن هشام : حدثني أبي عن بديل العقيلي عن شهر بن حوشب عن أسماء بنت يزيد رضي الله عنها قالت : **كان كم [قميص]** [۱] **رسول الله ﷺ إلى الرسغ .**

اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قمیص کی آستین کلائی تک ہوتی تھی۔

....

(۱) من ب .

تحقیق وتخریج: سندہ حسن (سنن ترمذی: ۱۷۶۵، وقال: ھذا حدیث حسن غریب) سنن ابی داود (۴۰۲۷)

فائدہ: اس حدیث کے راوی شہر بن حوشب رحمہ اللہ جمہور محدثین کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے حسن الحدیث تھے۔ دیکھئے مقالات الحدیث (ص ۳۵۰)

شرح وفوائد:

۱: پہنچے، کلائی اور گٹے کو عربی زبان میں رسغ کہا جاتا ہے، جو ہتھیلی اور بازو کے درمیان یا قدم اور پنڈلی کے درمیان کا جوڑ ہوتا ہے۔ دیکھئے القاموس الوحید (ص ۶۲۲)

۲: قمیص میں کالر ہونے چاہئیں یا نہیں؟ اس کے بارے میں مجھے کوئی حدیث نہیں ملی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ کالر نہیں ہونے چاہئیں، بلکہ بند گلا ہونا چاہئے تو اس کی کوئی دلیل مجھے معلوم نہیں۔

۳: بعض لوگ کہتے ہیں کہ قمیص میں کالر لگانا انگریزوں کا شعار یعنی خاص نشان ہے۔ حالانکہ اس دعوے کی کوئی دلیل نہیں، بلکہ میرے پاس یہودیوں یا عیسائیوں کی چھپی ہوئی کتاب TANACH ہے جس میں یہودیوں کی قمیصوں کے نمونے درج ہیں اور ان میں کالر نہیں، بلکہ بند گلے ہیں۔ (دیکھئے ص ۲۰۴۰)

مختصر یہ کہ بند گلا ہو یا کالر ہو، دونوں طرح جائز ہے۔ واللہ اعلم

۵۹) حدثنا أبو عمار الحسين بن حريث : أنا أبو نعيم : أنا زهير عن عروة بن عبد الله بن قشير عن معاوية بن قرة عن أبيه رضي الله عنه ، قال :

أتيت رسول الله ﷺ في رهط من مزينة لنبايعه و إن قميصه لمطلق أو قال : زر قميصه مطلق قال : فأدخلت يدي في جيب قميصه فمسست الخاتم .

قرہ (بن ایاس) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مزینہ (قبیلے) کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تا کہ ہم آپ کی بیعت کریں اور آپ کی قمیص کھلی ہوئی تھی یا قمیص کا بٹن کھلا ہوا تھا۔ انھوں نے کہا: پھر میں نے آپ ﷺ کی قمیص کے گریبان میں

ہاتھ داخل کیا تو مہرِ نبوت کو چھولیا۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح

سنن ابی داود (۴۰۸۲)

سنن ابن ماجہ (۳۵۷۸) صحیح ابن حبان (الاحسان: ۵۴۲۸، دوسرا نسخہ: ۵۴۵۲)

شرح و فوائد:

۱: قمیص کے بٹن کھلے رکھنا، یعنی بند نہ کرنا بھی جائز اور سنت ہے۔

سنن ابی داود وغیرہ میں یہ اضافہ ہے کہ (قرہ بن ایاس کے بیٹے) معاویہ بن قرہ اور ان کے بیٹے ہمیشہ قمیص کے بٹن کھلے رکھتے تھے۔ (ح ۴۰۸۲ وسندہ صحیح)

۲: بٹن بند رکھنا بھی جائز ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے سلمہ بن اکوع (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ((نعم و ازرره ولو بشوكة.)) جی ہاں (قمیص میں نماز پڑھو) اور اسے بٹن لگالیا کرو چاہے کانٹے ہی کے کیوں نہ ہوں۔

(سنن ابی داود: ۶۳۲ وسندہ حسن وصححہ ابن خزیمہ: ۷۷۷، ۷۷۸، وابن حبان الاحسان: ۲۲۹۱ والحاکم ۱/ ۲۵۰ ووافقہ الذہبی)

امام محمد بن علی الباقر رحمہ اللہ جب سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو ان کی قمیص کے بٹن بند تھے اور اس وقت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نابینا ہو چکے تھے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے محمد بن علی بن الحسین بن ابی طالب کے بٹن کھولے اور اپنا ہاتھ (پیار سے) ان کے سینے پر رکھ دیا۔

(دیکھئے صحیح مسلم: ۱۲۱۸، ترقیم دارالسلام: ۲۹۵۰)

۳: ایمان و عمل صحیح ہو اور نیت خالص ہو تو سنت پر عمل کرنے سے بڑا ثواب ملے گا۔

۴: رسول اللہ ﷺ کے اقوال کی طرح افعال بھی حجت ہیں۔

٦٠) حدثنا عبد بن حميد : ثنا محمد بن الفضل[١] : أنا حماد بن سلمة عن حبيب بن الشهيد عن الحسن عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه : **أن النبي صلى اللّٰه عليه خرج وهو متكئٌ على أسامة بن زيد رضي اللّٰه عنهما، عليه ثوب قطري قد توشح به فصلى بهم**[٢].

قال عبد بن حميد : قال محمد بن الفضل : سألني يحيى بن معين عن هذا الحديث أول ما جلس إليّ ، فقلت : حدثنا حماد بن سلمة ، فقال : لو كان من كتابك ، فقمت لأخرج [كتابي][٣] فقبض على ثوبي ثم قال : أمله علي فإني أخاف أن لا ألقاك قال : فأمليته عليه ، ثم أخرجت كتابي فقرأت عليه .

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا سہارا لئے ہوئے باہر تشریف لائے اور آپ نے قطری کپڑا لپٹا ہوا تھا، پھر آپ نے لوگوں کونماز پڑھائی۔

ابو النعمان محمد بن الفضل السدوسی نے ایک قصہ بیان کیا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ (امام) یحییٰ بن معین نے جب یہ حدیث سنی تو اسے فوراً لکھ لیا۔

تحقیق و تخریج: صحیح

صحیح ابن حبان (الاحسان: ۲۳۲۹، دوسرا نسخہ: ۲۳۳۵)

نیز دیکھئے آنے والی حدیث: ۱۳۴

اس روایت کی سند میں حسن بصری مدلس ہیں، لیکن حمید الطویل نے اُن کی متابعت کر رکھی ہے۔ (مسند احمد ۳/ ۲۳۹ ح ۱۳۵۱۰، والسند الیہ صحیح)

....

(١) في الأصل " الفضيل " و صوبته من ب و جمع الوسائل (١/ ١٣٦) وهو أبو النعمان السدوسي المقلب بعارم .

(٢) و كان بعده في الأصل : " به " !

(٣) من ب .

امام ابن معین کا اس حدیث کو فوراً لکھ لینا حدیث اور علم حدیث کے ساتھ اُن کی محبت کا ثبوت ہے۔

تنبیہ: قطری ان یمنی چادروں کو کہتے ہیں جو روئی کی بنی ہوتی ہیں اور ان میں سرخ دھاریاں ہوتی ہیں۔

٦١ ـ ٦٢) حدثنا سُويد بن نصر : أنا عبد الله بن المبارك عن سعيد بن إياس الجريري عن أبي نضرة عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال :

كان رسول الله و إذا استجد ثوبًا سماه باسمه عمامة أو قميصًا أو رداءً ا ثم يقول : ((**اللهم لك الحمد كما كسوتنيه ، أسألك خيره و خير ما صنع له و أعوذ بك من شره و شر ما صنع له .**))

حدثنا هشام بن يونس الكوفي : أنا القاسم بن مالك المزني عن الجريري عن أبي نضرة عن أبي سعيد رضي الله عنه عن النبي ﷺ نحوه .

ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا جو نام ہوتا وہ نام لیتے (مثلاً) عمامہ، قمیص یا چادر، پھر (دعا) فرماتے:

((**اللهم لك الحمد ، كما كسوتنيه أسألك خيره و خير ماصنع له و أعوذبك من شره و شرما صنع له .**)) اے اللہ! تیرے لئے ہی حمد وثنا ہے، جس طرح تو نے مجھے یہ پہنایا ہے، اُسی طرح اس کی خیر اور جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی خیر چاہتا ہوں اور میں اس کے شر اور جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اُس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی:۱۷۶۷، وقال: "حسن غریب صحیح") سنن ابی داود (۴۰۲۰)

شرح وفوائد:

۱: ہر نعمت حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنی چاہیے۔

۲: عمامہ، قمیص اور چادر پہننا سب مسنون ہیں۔

۳: سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کوئی کپڑا پہنا، پھر کہا: ((الحمد لله الذي كساني هذا الثوب و رزقنيه من غير حول مني ولا قوة .)) حمد وثنا اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور رزق دیا، بغیر میری طاقت کے۔ تو اس کے سابقہ اور بعد والے (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (سنن ابی داود: ۴۰۲۳ وسندہ حسن وحسنہ الترمذی: ۳۴۵۸)

۴: دعا میں قوت ہے۔

۵: شکر ادا کرنے کی بہت فضیلت ہے کہ اس سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

٦٣) حدثنا محمد بن بشار : أنا معاذ بن هشام : أخبرني أبي عن قتادة عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال : **كان أحب الثياب إلى النبي ﷺ يلبسه الحبرة .**

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دھاری دار کپڑا (چادر) اوڑھنا پسند کرتے تھے۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۱۷۸۷، وقال: حسن صحیح غریب)
صحیح بخاری (۵۸۱۳) صحیح مسلم (۲۰۷۹)

٦٤) حدثنا محمود بن غيلان : أنا عبد الرزاق : أنا سفيان عن عون بن أبي جحيفة عن أبيه رضي الله عنه قال : **رأيت النبي ﷺ عليه حلة حمراء كأني أنظر إلى بريق ساقيه** و قال سفيان: نراه حبرة .

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے سرخ (دھاری دار) چادر پہن رکھی تھی، گویا میں آپ کی (خوبصورت) پنڈلیوں کی چمک دیکھ رہا ہوں۔ سفیان (ثوری) نے کہا: ہم اسے دھاری دار یمنی چادر سمجھتے ہیں۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۱۹۷، وقال: حسن صحیح)

صحیح مسلم (۵۰۳) مـن حـديث سفيان الثوري به و صرح بالسماع عنده و تابعه جماعة .

٦٥) حدثنا علي بن خشرم : أنا عيسى بن يونس عن إسرائيل عن أبي إسحاق عن البراء بن عازب رضي الله عنه ، قال : **ما رأيت أحدًا من الناس أحسن في حلة حمراء من رسول الله ﷺ إن كانت جمته لتضرب قريبًا من منكبيه .**

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سرخ چادر پہنے ہوئے، رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں دیکھا اور آپ کی زلفیں کندھوں کے قریب تک پہنچتی تھیں۔

تحقیق و تخریج: **صحیح**

صحیح بخاری (۵۹۰۱) من حديث إسرائيل بن يونس .

صحیح مسلم (۲۳۳۷) من حديث أبي إسحاق السبيعي به .

نیز دیکھئے حدیث سابق:۳

٦٦) حـدثنا محمد بن بشار : أنا عبد الرحمن بن مهدي : أنا عبيد الله بن إياد عـن أبيه عن أبي رمثة رضي الله عنه قال : **رأيت رسول الله ﷺ عليه بردان أخضران .**

ابورمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، جبکہ آپ نے دو سبز چادریں اوڑھ رکھی تھیں۔

تحقیق و تخریج: **سنده صحيح** (سنن ترمذی:۲۸۱۲ وقال:ھذا حدیث حسن غریب)

سنن ابی داود (۴۲۰۶) سنن نسائی (۳/۱۸۵ ح۱۵۷۳)

صحیح ابن خزیمہ (انظر الاصابہ ۴/۷۰) صحیح ابن الجارود (۷۷۰)

صحیح ابن حبان (۱۵۲۲) المستدرک (۲/۴۲۶، ۶۰۷)

وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی۔

نیز دیکھئے حدیث سابق:۴۳

شرح و فوائد:

۱: سبز چادر اوڑھنا سنت اور جائز ہے، لیکن سبز عمامے یا سبز ٹوپی کا کوئی صحیح ثبوت میرے علم میں نہیں ہے۔ سلیمان بن ابی عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے پہلے مہاجرین کو دیکھا ہے، وہ موٹے سوتی کپڑے کے کالے، سفید، سرخ، سبز اور زرد عمامے باندھتے تھے...

(مصنف ابن ابی شیبہ ۸/ ۲۴۱ ح ۲۴۹۷۷)

اس کا راوی سلیمان بن ابی عبداللہ مجہول الحال ہے، ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے، لیکن عقیلی نے کہا: " **مجهول بالنقل** " (الضعفاء الکبیر ۲/ ۱۲۵)

ابوحاتم الرازی نے کہا: " **ليس بالمشهور فيعتبر بحديثه** " (الجرح والتعدیل ۴/ ۱۲۷)

حافظ ذہبی نے کہا: " **لا يدرى من هو** " یہ معلوم نہیں کہ وہ کون ہے؟ (تاریخ الاسلام ۹/ ۲۶۵)

امام احمد نے سلیمان مذکور کی حدیثِ عمامہ کے بارے میں کہا: " **ما أدري ماهو .** " مجھے پتا نہیں کہ یہ کیا ہے؟ (مسائل احمد و اسحاق روایۃ اسحاق بن منصور الکوسج ۲/ ۵۶۸ فقرہ: ۳۴۰۱)

۲: کالا اور سفید عمامہ باندھنا حدیث سے ثابت ہے۔

(دیکھئے صحیح مسلم: ۱۳۵۹، المستدرک ۴/ ۵۴۰، تحقیقی مقالات ج ۳ ص ۱۶۸)

۳: بعض لوگ حجرۂ عائشہ پر سبز گنبد کی طرف نسبت کر کے سبز عمامہ باندھتے ہیں، حالانکہ اس سبز گنبد کا کوئی ثبوت خیر القرون میں نہیں ملتا، بلکہ اسے بہت بعد میں بنایا گیا ہے۔

غلام رسول سعیدی بریلوی نے سبز عمامے کو جائز قرار دینے کے باوجود لکھا ہے:

"اب ایک گمراہ فرقہ یعنی دیندار جماعت نے بھی سبز عمامہ باندھنا شروع کر دیا ہے اور اس کو اپنی علامت بنالیا ہے اس فرقہ کی تعداد بہت کم ہے..." (شرح صحیح مسلم ج ۶ ص ۳۸۲)

۶۷) حدثنا عبد بن حميد : أنا عفان بن مسلم : أنا عبد الله بن حسان العنبري عن جدتيه : دحيبة و عليبة عن قيلة بنت مخرمة رضي الله عنها قالت:

....

(۱) في الأصل : " ملاحين " .

رأيت النبي ﷺ و عليه أسمال مليتين (۱) كانتا بزعفران و قد نفضته و في الحديث قصة طويلة .

قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے دو پرانی چادریں اوڑھ رکھی تھیں، جن پر زعفران لگائی گئی تھی، جبکہ اس کا اثر ونشان ختم ہو چکا تھا۔

اس حدیث میں لمبا قصہ (بیان کیا گیا) ہے۔

تحقیق و تخریج: **سندہ ضعیف** (سنن ترمذی:۲۸۱۴، وقال: لانعرفہ إلا من حدیث عبداللہ بن حسان) سنن ابی داود (۳۰۷۰)

اس روایت کی سند تین وجہ سے ضعیف ہے:

۱: عبداللہ بن حسان کو سوائے قردوسی (بذاتِ خود مجہول الحال) کے کسی نے ثقہ قرار نہیں دیا، یعنی وہ مجہول الحال ہے۔

۲: صفیہ بنت علیبہ مجہولۃ الحال ہے، اسے سوائے ابن حبان کے کسی نے ثقہ قرار نہیں دیا۔

۳: دحیبہ بنت علیبہ بھی مجہولۃ الحال ہے، اسے سوائے ابن حبان کے کسی نے بھی ثقہ قرار نہیں دیا۔ دیکھئے انوار الصحیفہ (ص۱۱۳) اور سنن ابی داود بتحقیقی (۳۰۷۰)

تنبیہ: لمبا قصہ سنن ابی داود وغیرہ میں موجود ہے۔

۶۸) حدثنا قتيبة بن سعيد : أنا بشر بن المفضل عن عبد الله بن عثمان بن خثيم عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنه، قال قال رسول الله ﷺ:

((عليكم بالبياض من الثياب ليلبسها أحياؤكم و كفنوا فيها موتاكم فإنها من خير ثيابكم .))

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سفید کپڑے استعمال کرو، تمھارے زندہ بھی انھیں پہنیں اور انھی میں اپنے مُردوں کو کفن دو، کیونکہ یہ تمھارے بہترین لباس میں سے ہے۔

تحقیق و تخریج: **سندہ حسن** (سنن ترمذی:۹۹۴ وقال: حسن صحیح)

سنن ابی داود (۴۰۶۱) سنن ابن ماجہ (۱۴۷۲)
صحیح ابن حبان (۱۴۳۹۔۱۴۴۱) المستدرک للحاکم (۱/۳۵۴) وصححہ ووافقہ الذہبی.

شرح و فوائد:

۱: سفید لباس پہننا بہتر ہے۔

۲: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین کفن الحُلّه ہے۔ (سنن ابی داود: ۳۱۵۶ وسندہ حسن)

الحلہ کا مطلب ہے: عمدہ پوشاک، صاف اور نئے کپڑوں کا جوڑا، ایک ہی قسم کے دو کپڑے، تین کپڑوں کا مجموعہ، کبھی اس کا اطلاق کرتے، ازار اور چادر پر بھی ہوتا ہے۔

(دیکھئے القاموس الوحید ص ۳۷۱)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید دھلے ہوئے یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں نہ قمیص تھی اور نہ عمامہ تھا۔

(صحیح بخاری: ۱۲۶۴، صحیح مسلم: ۹۴۱، ترقیم دارالسلام: ۲۱۷۹)

ان میں ایک ازار تھا، ایک چادر اور ایک لفافہ۔

میت کو کفن میں قمیص پہنانا بھی جائز ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن اُبی کو اپنی قمیص پہنائی تھی۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۱۲۶۹۔۱۲۷۰، صحیح مسلم: ۲۷۷۴، ۲۴۰۰)

امام عامر الشعبی رحمہ اللہ (ثقہ تابعی) نے فرمایا: عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا جاتا ہے: عورت کی کُرتی یعنی شمیز، دوپٹہ، لفافہ، کمر پر باندھی جانے والی پٹی اور اس کے پیٹ پر کپڑے کا ایک ٹکڑا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۶۲ ح ۱۱۰۸۶، وسندہ صحیح)

ابراہیم نخعی نے کہا: عورت کو شمیز، دوپٹے، لفافے، ازار اور کپڑے کے ٹکڑے میں کفن دیا جاتا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۶۲ ح ۱۱۰۹۱، وسندہ قوی)

کفن کے دیگر مسائل کے لئے دیکھئے کتاب الجنائز للشیخ عبدالرحمٰن المبارکفوری رحمہ اللہ (ص ۳۱۔۳۹) اور جنازے کے مسائل للشیخ فضل الرحمٰن بن محمد (ص ۳۶۔۴۳)

۳: سفید لباس کے علاوہ رنگین لباس پہننا بھی جائز ہے، جیسا کہ دوسرے دلائل سے

ثابت ہے، بشرطیکہ اس رنگ کی ممانعت ثابت نہ ہو مثلاً جوگیہ رنگ وغیرہ، نیز مردوں کے لئے عورت کی مشابہت اور عورتوں کے لئے مردوں کی مشابہت جائز نہیں ہے۔

٦٩) حدثنا محمد بن بشار : ثنا عبد الرحمن بن مهدي : أنا سفيان عن حبيب بن أبي ثابت عن ميمون بن أبي شبيب عن سمرة بن جندب رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : ((**البسوا البياض فإنها أطهر و أطيب و كفنوا فيها موتاكم .**))

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفید لباس پہنو، کیونکہ یہ پاک وصاف ہوتا ہے اور اسی میں اپنے مُردوں کو کفن دو۔

تحقیق وتخریج: **سنده ضعيف** (سنن ترمذی: ۲۸۱۰ وقال: حسن صحیح)

سنن ابن ماجہ (۳۵۶۷) المستدرک للحاکم (۴/ ۱۸۵) وصححہ علی شرط الشیخین ووافقہ الذہبی.!

☆ مستدرک میں سفیان ثوری کے سماع کی تصریح موجود ہے، لیکن حبیب بن ابی ثابت ثقہ مدلس تھے اور ان کے سماع کی تصریح موجود نہیں، حکم بن عتیبہ (ثقہ مدلس) نے ان کی متابعت کر رکھی ہے۔ (مسند احمد ۵/ ۱۷ ح ۲۰۱۸۵)

لیکن حکم کے سماع کی تصریح بھی موجود نہیں، لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔ دوسرے یہ کہ میمون بن ابی شبیب کے سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے سماع میں بھی نظر ہے۔

فائدہ: مسند احمد میں " **فإنها أطهر و أطيب** " کے بغیر اس حدیث کا ایک شاہد ہے، جس کی سند صحیح ہے۔ (۵/ ۲۱ ح ۲۰۲۳۵)

سنن نسائی (۵۳۲۴) وغیرہ میں ایک شاہد " **فإنما أطهر و أطيب** " کے الفاظ کے ساتھ ہے، لیکن اس کی سند میں سعید بن ابی عروبہ ثقہ مدلس ہیں اور سند عن سے ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے اور یہ " **أطهر و أطيب** " کے الفاظ کے بغیر صحیح ہے۔

٧٠) حدثنا أحمد بن منيع : أنا يحيى بن زكريا بن أبي زائدة : أنا أبي عن

مصعب بن شيبة عن صفية بنت شيبة عن عائشة رضي الله عنها قالت:

خرج رسول الله ﷺ ذات غداة و عليه مرط شعر أسود .

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے اور آپ نے کالے بالوں والی چادر اوڑھ رکھی تھی۔

تحقیق و تخریج: حسن (سنن ترمذی:۲۸۱۳ وقال: حسن صحیح غریب)

صحیح مسلم (۲۰۸۱، دارالسلام: ۵۴۴۵، وح ۲۴۲۴، دارالسلام: ۶۲۶۱)

شرح و فوائد:

۱: کالی چادر پہننا جائز ہے۔

۲: زوجین کے لئے ایک دوسرے کی اشیاء عرف عام کے مطابق استعمال کرنا جائز ہے، اِلا یہ کہ تخصیص کی کوئی دلیل ہو۔

۳: یہ کالی چادر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ملکیت تھی، جسے آپ (بعض اوقات) اوڑھا کرتے تھے۔ مثلاً دیکھئے صحیح مسلم (۲۴۴۲ [دارالسلام: ۶۲۹۰] ۲۴۰۲ [دارالسلام: ۶۲۱۰۔ ۶۲۱۱])

۷۱) حدثنا يوسف بن عيسى : أنا وكيع : أنا يونس بن أبي إسحاق عن أبيه عن الشعبي عن عروة بن المغيرة بن شعبة عن أبيه رضي الله عنه: **أن النبي ﷺ لبس جبة رومية ضيقة الكمين .**

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے رُومی جبہ پہنا، جس کی آستینیں تنگ تھیں۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۱۷۶۸، وقال: ھذا حدیث حسن صحیح)

شرح السنۃ (۱۲/۶ ح ۳۰۷۰) والانوار کلاھما للبغوی (۷۵۵)

من حديث الترمذى عن يوسف بن عيسى عن وكيع عن يونس بن أبي إسحاق عن الشعبي به .

مسند احمد (۴/۲۵۵ ح ۱۸۲۳۹) **عن وكيع عن يونس بن أبي إسحاق عن**

الشعبي به .

تنبیہ: شمائل ترمذی میں غلطی سے یونس بن أبي إسحاق عن أبيه عن الشعبي چھپ گیا ہے، جبکہ صحیح یہ ہے کہ یہ سند یونس بن أبي إسحاق عن الشعبي يعني عن أبيه کے بغیر ہے، جیسا کہ سنن ترمذی، شرح السنہ، الانوار اور مسند احمد میں ہے۔

یونس بن ابی اسحاق سے اسے امام وکیع بن الجراح کے علاوہ سفیان بن عیینہ (مسند حمیدی بتحقیقی: ۷۵۸) اور عیسیٰ بن یونس (سنن ابی داود: ۱۱۵۱) نے بھی عن الشعبی کی سند سے روایت کیا ہے۔

یونس بن ابی اسحاق تدلیس سے بری تھے، لہٰذا یہ سند صحیح ہے اور اس کے صحیح شواہد بھی ہیں۔

شرح و فوائد:

۱: کفار کے بنے ہوئے کپڑے پہننا جائز ہے، بشرطیکہ اُن پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو اور بہتر یہی ہے کہ انھیں دھو کر پہنا جائے۔

۲: جبہ پہننے کا یہ واقعہ غزوۂ تبوک (۹ ہجری) کا ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۴۴۲۱)

۳: اس وقت شام پر رومیوں کا قبضہ تھا، لہٰذا اسے شامی جبہ بھی کہا جاتا تھا۔

۴: تنگ آستینوں والا کپڑا پہنا جائز ہے۔

باب ما جاء في عيش رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی زندگی (گزر اوقات) کا بیان

٣٦٨) حدثنا قتيبة بن سعيد : ثنا حماد بن زيد عن أيوب عن محمد بن سيرين قال : كنا عند أبي هريرة رضي الله عنه و عليه ثوبان ممشقان من كتان فتمخط في أحدهما فقال : بخ بخٍ يتمخط أبو هريرة في الكتان! لقد رأيتني و إني لأخر فيما بين منبر رسول الله ﷺ و حجرة عائشة رضي الله عنها مغشيًا عليّ ، فيجيءُ الجائي فيضع رجله على عنقي، يرى أن بي جنونًا و ما بي جنون و ما هو إلا الجوع .

محمد بن سیرین (رحمہ اللہ، تابعی) سے روایت ہے کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور انھوں نے کاٹن کی دو (خوبصورت) رنگدار اور سرخ منقش (دھاری دار) چادریں اوڑھ رکھی تھیں، پھر انھوں نے ایک کے ساتھ ناک صاف کی تو فرمایا: واہ واہ! ابو ہریرہ کاٹن (کتان) کے ساتھ ناک صاف کر رہا ہے اور مجھے یاد ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے منبر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس گر کر بے ہوش ہو جاتا تھا، پھر جو شخص گزرتا تو مجھے دیوانا سمجھ کر میری گردن پر پاؤں رکھ دیتا اور (حالانکہ) میں دیوانا نہیں تھا، بلکہ یہ سب کچھ بھوک کی وجہ سے ہوتا تھا۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی: ۲۳۶۷ وقال: حسن صحیح)
صحیح بخاری (۷۳۲۴)

شرح و فوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ کے دور میں انتہائی غربت تھی، بلکہ کئی کئی دن پیٹ بھر کر کھانا بھی نہیں ملتا تھا۔

۲: اگر استطاعت ہو تو بہترین لباس پہننا جائز ہے۔

۳: اپنے ماضی کو کبھی بھولنا نہیں چاہئے۔

۴: تنگی کے بعد کشادگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمتِ عظمیٰ ہے۔

۵: دونوں مخطوطوں میں یہ باب حدیث نمبر ۱۷ کے بعد ہے اور ہم نے جو نمبر لگائے ہیں وہ محمد جمیل العطار اور عبدالقادر عرفان (دارالفکر بیروت) کے نسخے کے ہیں۔

نمبر ۱۷ کے بعد نمبر ۳۶۸، اور ۳۶۹ ہیں اور اگلے صفحے سے نمبر ۲ے شروع ہو رہا ہے۔

۳۶۹) حدثنا قتيبة : ثنا جعفر بن سليمان الضبعي عن مالك بن دينار رضي الله عنه قال : **ما شبع رسول الله ﷺ من خبزٍ قط ولا لحم إلا على ضفف.**

قال مالك : سألت رجلا من أهل البادية : ما الضفف ؟ قال: يتناول مع الناس.

مالک بن دینار رضی اللہ عنہ ☆ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی روٹی اور گوشت لوگوں کے علاوہ (تنہا) نہیں کھایا۔

مالک (بن دینار رحمہ اللہ) نے فرمایا: میں نے ایک بدوی سے پوچھا: ضفف کا کیا معنی ہے؟ اُس نے کہا: لوگوں کے ساتھ مل کر کھانا۔

تحقیق وتخریج: **سنده ضعيف**

☆ مالک بن دینار صحابی نہیں، بلکہ تابعی تھے اور ان تک سند صحیح ہے، لیکن یہ سند مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ نیز دیکھئے ح ۳۷۷

اس طرح کے دوسرے باب کے لئے دیکھئے باب: ۵۲

٩: باب ما جاء في خفّ رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے موزوں کا بیان

٧٢) حدثنا هناد [بن السري](١) : ثنا وكيع عن دلهم بن صالح عن حجير بن عبد الله عن (٢) ابن بريدة عن أبيه رضي الله عنه : **أن النجاشي رضي الله عنه أهدى للنبي ﷺ خفين أسودين ساذجين فلبسهما ثم توضأ و مسح عليهما .**

بریدہ (بن الحصیب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (حبشہ کے بادشاہ) نجاشی نے نبی ﷺ کے لئے دو سادہ کالے موزے بھیجے تو آپ نے انھیں پہن لیا، پھر وضو کیا اور ان پر مسح کیا۔

تحقیق وتخریج: **سنده ضعيف** (سنن ترمذی: ۲۸۲۰ وقال: هذا حدیث حسن) سنن ابی داود (۱۵۵) سنن ابن ماجہ (۵۴۹)

اس روایت کا راوی دلہم بن صالح ضعیف ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۱۸۳۰) السنن الکبریٰ للبیہقی (۱/۲۸۳) میں دلہم کی روایت کا ایک شاہد بھی ہے، جس کی سند حفص بن غیاث کی تدلیس (عن) کی وجہ سے ضعیف ہے۔

٧٣) حدثنا قتيبة : أنا ابن أبي زائدة عن الحسن بن عياش عن أبي إسحاق عن الشعبي قال قال المغيرة بن شعبة رضي الله عنه : **أهدى دحية للنبي ﷺ خفين فلبسهما** ـ وقال إسرائيل عن جابر عن عامر : وجبة [فلبسهما حتى تخرا]☆ قا، لا يدري النبي ﷺ أذكي هما أم لا؟

....

(١) من ب .

(٢) في الأصلين : "عن أبي بريدة" وقال : الملا علي القاري : "قد يوجه بأنه كنيته" أي كنية ابن بريدة (انظر جمع الوسائل ١ / ١٥٦)

قال أبو عيسى : و أبو إسحاق [هذا هو أبو إسحاق الشيباني واسمه] (۱) سليمان .

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دحیہ (کلبی رضی اللہ عنہ) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دو موزے تحفے میں دیئے تو آپ نے انھیں پہن لیا۔

اسرائیل (بن یونس بن ابی اسحاق) نے جابر (جعفی) سے، اس نے عامر (الشعبی) سے روایت کیا: اور جبہ دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں پہنا، یہاں تک کہ وہ پھٹ گئے اور آپ نہیں جانتے تھے کہ یہ پاک ہیں یا نہیں؟

ابوعیسیٰ (ترمذی) نے فرمایا: ابواسحاق (سند کے ایک راوی) سے یہاں مراد سلیمان الشیبانی ہیں۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۱۷۶۹، وقال: حسن غریب)

فائدہ: جابر الجعفی عن عامر والی روایت اس وجہ سے ضعیف ہے کہ جابر بذاتِ خود سخت ضعیف ومجروح راوی تھا۔

شرح و فوائد:

۱: ماکول اللحم جانور کے چمڑے کی دباغت ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

۲: دحیہ الکلبی بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ رضی اللہ عنہ

۳: غیر مسلم کا تحفہ قبول کرنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ اس سے کسی دینی نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔

۴: راوی کا قول کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے تھے کہ یہ موزے پاک ہیں یا نہیں؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ یہ نہیں جانتے تھے کہ جس چمڑے سے یہ موزے بنے ہوئے ہیں وہ ذبح کئے ہوئے جانور کا چمڑا تھا یا نہیں۔

(۱) من ب .

۱۰: باب ما جاء في نعل رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے جوتے کا بیان

۷۴) حدثنا محمد بن بشار : أنا أبو داود : أنا همام عن قتادة قال : قلت لأنس بن مالك رضي الله عنه : كيف كان نعل رسول الله ﷺ ؟ قال : **لهما قبالان .**

قتادہ (تابعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کا جوتا کس طرح کا تھا؟ انھوں نے فرمایا: اس کے دو تسمے تھے۔

تحقیق و تخریج: **سندہ صحیح** (سنن ترمذی: ۱۷۷۲، وقال: ھذا حدیث حسن صحیح)
صحیح بخاری (۵۸۵۷)

شرح و فوائد:

۱: چپل یا جوتے کے تسمے کو قبال کہتے ہیں۔

۲: تابعین عظام نے صحابۂ کرام سے طرح طرح کے سوالات کر کے حیاتِ طیبہ مبارکہ کو لمحہ بالمحہ یاد رکھا اور شاگردوں تک پہنچا دیا۔

۷۵) حدثنا أبو كريب محمد بن العلاء : أنا وكيع عن سفيان عن خالد الحذاء عن عبد الله بن الحارث عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : **كان لنعل رسول الله ﷺ قبالان مثني شراكهما .**

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے کے دونوں تسمے دوھرے تھے۔

تحقیق و تخریج: **سندہ ضعیف**

سنن ابن ماجہ (۳۶۱۴)

اس روایت کی سند میں سفیان ثوری رحمہ اللہ ثقہ امام بلکہ امیر المومنین فی الحدیث

ہونے کے ساتھ مدلس بھی تھے اور صحیح یہ ہے کہ وہ طبقاتی تقسیم کے مطابق طبقۂ ثانیہ کے نہیں بلکہ طبقۂ ثالثہ کے مدلس تھے۔ دیکھئے میری کتاب تحقیقی مقالات (ج ۳ ص ۳۰۶۔۳۲۷)

حافظ ابن حبان نے فرمایا: وہ مدلس راوی جو ثقہ عادل ہیں، ہم اُن کی صرف ان مرویات سے ہی حجت پکڑتے ہیں جن میں وہ سماع کی تصریح کریں۔ مثلاً سفیان ثوری، اعمش اور ابو اسحاق وغیرہم... (صحیح ابن حبان ۱/۹۰، دوسرا نسخہ ۱/۱۶۱)

عینی حنفی نے کہا: اور سفیان (ثوری) مدلسین میں سے تھے اور مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی اِلا یہ کہ اُس کی تصریحِ سماع دوسری سند سے ثابت ہو جائے۔

(عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۱۲)

روایتِ مذکورہ عن سے ہے، لہٰذا ضعیف ہے اور حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ کا اسے فتح الباری (۱۰/۳۱۲ تحت ح ۵۸۵۷۔۵۸۵۸) میں "إسناده قوي" کہنا ہمارے نزدیک غلط ہے۔

۷۶) حدثنا أحمد بن منيع : أنا أبو أحمد الزبيري : أنا عيسى بن طهمان قال: أخرج إلينا أنس بن مالك رضي الله عنه نعلين جرداوين لهما قبالان قال : فحدثني ثابت بعد عن أنس أنهما كانتا نعلي النبي ﷺ .

عیسیٰ بن طہمان (ثقہ وصدوق تابعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو جوتے نکال کر دکھائے، جو بالوں کے بغیر تھے اور ان کے دو تسمے تھے، پھر بعد میں ثابت (بن اسلم البنانی ثقہ تابعی رحمہ اللہ) نے مجھے انس رضی اللہ عنہ سے حدیث سنائی کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے ہیں۔

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح

صحیح بخاری (۳۱۰۷)

شرح وفوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ کے تبرکات محفوظ رکھنا اور ان کا دیدار کرنا یا کرانا جائز، بلکہ باعثِ اجر

وثواب ہے۔ان شاءاللہ

۲: رسول اللہ ﷺ سے محبت کا یہ لازمی تقاضا ہے کہ آپ کے ثابت شدہ تبرکات سے محبت کی جائے اور کتبِ احادیث کا بھی بہت احترام کیا جائے۔

۷۷) حدثنا إسحاق بن موسى الأنصاري : أنا معن : أنا مالك : أنا سعيد بن أبي سعيد المقبري عن عبيد بن جريج أنه قال لابن عمر رضي الله عنهما : رأيتك تلبس النعال السبتية ؟ قال : **إني رأيت رسول الله ﷺ يلبس النعال التي ليس فيها شعر و يتوضأ فيها فاني أحب أن ألبسها.**

عبید بن جریج (ثقہ تابعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ انھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ سبتی جوتے (بغیر بالوں کے) پہنتے ہیں؟

انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے جوتے جن کے بال نہیں ہوتے پہنتے اور ان میں وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے، لہٰذا میں ایسے جوتے پہننا پسند کرتا ہوں۔

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح

صحیح بخاری (۱۶۶) صحیح مسلم (۱۱۸۷)

موطأ امام مالک (۱/۳۳۳ ح ۷۴۸، روایۃ ابن القاسم: ۴۱۸)

شرح و فوائد:

۱: ہر سوال کا جواب مضبوط اور معلوم دلیل سے دینا چاہیے۔

۲: ہر وقت اتباعِ سنت میں مصروف رہنا چاہیے۔

۳: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اتباعِ سنت میں سبقت لے جانے والے اور نبی ﷺ کے ہر عمل سے محبت کرنے والے تھے۔

۴: جس مسئلے کا علم نہ ہو تو اہلِ علم سے پوچھ لینا چاہیے۔ نیز دیکھئے ح ۲۲

۵: صحیح حدیث شرعی حجت ہے۔

۶: تدوینِ حدیث اور کتبِ احادیث لکھنے کا آغاز امام بخاری و مسلم سے بہت پہلے ہو چکا

تھا، لہٰذا منکرین حدیث کا یہ دعویٰ: '' احادیث دوڈھائی سوسال کے بعد لکھی گئیں۔'' باطل و مردود ہے۔ نیز دیکھئے میری کتاب: الاتحاف الباسم (تحقیق الموطأ روایۃ ابن القاسم) کا مقدمہ (ص ۴۹۔۵۳)

۷۸) حدثنا إسحاق بن منصور: أنا عبد الرزاق عن معمر عن ابن أبي ذئب عن صالح مولى التوأمة عن أبي هريرة رضي الله عنه: قال:

كان لنعل رسول الله ﷺ قبالان.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے کے دو تسمے تھے۔

تحقیق و تخریج: صحیح

اس روایت کی سند اگرچہ کمزور ہے، لیکن اس کا صحیح شاہد گزر چکا ہے: ۷۴
جس کے ساتھ یہ بھی صحیح لغیرہ ہے۔ والحمد للہ

۷۹) حدثنا أحمد بن منيع: ثنا أبو أحمد: أنا سفيان عن السدي: حد[ثنا](۱) من سمع عمرو بن حريث رضي الله عنه، يقول: **رأيت رسول الله ﷺ يصلي في نعلين مخصوفتين.**

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا، رسول اللہ ﷺ دو پیوند لگے ہوئے جوتوں میں نماز پڑھ رہے تھے۔

تحقیق و تخریج: سندہ ضعیف

مسند احمد (۴/ ۳۰۷ ح ۱۸۷۳۶)

السنن الکبریٰ للنسائی (۵/ ۵۰۶ ح ۹۸۰۴) وسفیان الثوری صرح بالسماع عندہ۔

اس روایت کی سند اس وجہ سے ضعیف ہے کہ اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی الکبیر کے استاد کا نام معلوم نہیں اور نامعلوم (مجہول) راوی کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

....

(۱) من ب.

تنبیہ: جوتوں میں نماز پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۳۸۶) اور صحیح مسلم (۵۵۵)

۸۰ ـ ۸۱) حدثنا إسحاق بن موسى الأنصاري : أنا معن : أنا مالك عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال :

((لا يمشي أحدكم في نعل واحدةٍ لينعلهما جميعًا أو ليحفهما جميعًا .))

حدثنا إسحاق عن مالك عن أبي الزناد [نحوه][1] .

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص بھی ایک جوتے میں نہ چلے، یا تو دونوں پاؤں میں جوتے پہنے یا دونوں پاؤں ننگے رکھے۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی:۱۷۷۴، وقال:ھذا حدیث حسن صحیح)
صحیح بخاری (۵۸۵۵) صحیح مسلم (۲۰۹۷)
موطأ امام مالک (۲/۹۱۶ ح ۱۷۶۶، روایۃ ابن القاسم:۳۵۹)

شرح و فوائد:

۱: اسلام دینِ فطرت ہے اور اس میں ہر مسئلے کا حل موجود ہے، چاہے بڑا مسئلہ ہو یا چھوٹا اور اس حل میں لوگوں کے لئے خیر خواہی ہے۔

۲: حافظ ابن عبدالبر نے فرمایا کہ آپ جس چیز کے مالک ہیں، اگر اس کے استعمال سے منع کیا گیا ہے تو یہ ممانعت تادیبی (برائے ادب) ہے اِلا یہ کہ کوئی دوسری دلیل اسے حرام کر دے۔ (دیکھئے التمہید ۱۸/۱۷۷، ملخصاً)

۳: اگر کسی شخص کا ایک ہی پاؤں ہو یا دوسرا پاؤں مفلوج یا سخت بیمار ہو، جس میں جوتا پہننا ممکن نہیں تو حالتِ اضطراری کی وجہ سے وہ اس حدیث کے حکم سے مستثنیٰ ہے، لہٰذا اس کے لئے ایک جوتے میں بھی چلنا جائز ہے۔ واللہ اعلم

(۱) من ب .

۴: ننگے پاؤں چلنا جائز ہے۔

۵: نیز دیکھئے حدیث نمبر ۸۳

۸۲) حدثنا إسحاق بن موسى : أنا معن : أنا مالك عن [أبي الزبير عن جابر: أن النبي ﷺ][1] **نهى أن يأكل الرجل بشماله أو يمشي في نعل واحدة .**

جابر (بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی آدمی بائیں ہاتھ سے کھائے یا صرف ایک جوتا پہنے چلے۔

تحقیق وتخریج: صحیح

صحیح مسلم (۲۰۹۹، ترقیم دارالسلام: ۵۴۹۹) مطولاً۔

موطأ امام مالک (۹۲۲/۲ ح ۱۷۷۶، روایۃ ابن القاسم: ۱۰۴)

فائدہ: ابوالزبیر نے سماع کی تصریح کر دی ہے، نیز ان سے اس حدیث کو لیث بن سعد نے بھی روایت کیا ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۲۰۹۹)

شرح وفوائد:

۱: بغیر شرعی عذر کے صرف ایک جوتے میں چلنا بے مقصد، اپنے اعضاء کے مابین ناانصافی، چلنے میں عدمِ توازن کا موجب، مضحکہ خیز اور وقار کے منافی ہے۔

۲: شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور یہ اس کا شعار ہے، لہٰذا دینِ اسلام میں (بغیر شرعی عذر کے) بائیں ہاتھ سے کھانا پینا منع ہے۔ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كُل بيمينك)) دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ وہ شخص تکبر سے بولا: میں دائیں ہاتھ سے کھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تجھے اس کی طاقت نہ دے۔ پھر وہ (ساری زندگی) اپنا دایاں ہاتھ اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا یعنی اس کا دایاں ہاتھ شل ہو گیا۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۲۰۲۱ وترقیم دارالسلام: ۵۲۶۸)

....

(۱) من ب .

نیز دیکھئے موطأ امام مالک بتحقیقی، روایۃ ابن القاسم (ص ۱۸۷ ح ۱۰۴)

۸۳) حدثنا قتيبة عن مالك . ح و أنا إسحاق بن موسى : أنا معن : أنا مالك عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة رضي الله عنه : أن رسول الله ﷺ قال: ((**إذا انتعل أحدكم فليبدأ باليمين . و إذا نزع فليبدأ بالشمال فلتكن اليمنى أولهما تنعل و آخرهما تنزع.**))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جوتے پہنے تو پہلے دایاں پہنے اور جب جوتا اُتارے تو پہلے بایاں اُتارے، دایاں پہلے پہنا جائے اور آخر میں اُتارا جائے۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی: ۱۷۷۹، وقال: ھذا حدیث حسن صحیح)
صحیح بخاری (۵۸۵۶) صحیح مسلم (۲۰۹۷)

موطأ امام مالک (۲/ ۹۱۶ ح ۱۶۷۷، روایۃ ابن القاسم: ۳۶۰)

شرح و فوائد:

۱: اعمالِ صالحہ میں دائیں طرف کو بائیں طرف پر فضیلت حاصل ہے۔

۲: استنجا اور اُمورِ مخصوصہ کے علاوہ ہر کام دائیں طرف سے شروع کرنا چاہئے۔

۳: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ وضو، کنگھی کرنے اور جوتے پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند کرتے تھے۔

(صحیح بخاری: ۵۸۵۴، صحیح مسلم: ۲۶۸، دارالسلام: ۶۱۶)

بلکہ ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ ہر معاملے میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند کرتے تھے۔ (صحیح مسلم: ۶۷/ ۲۶۸، دارالسلام: ۶۱۷)

حدیث میں مذکور جوتا پہننے اور اتارنے کا طریقہ سننِ مہجورہ میں سے ہے یعنی اس سلسلے میں بہت زیادہ کوتاہی برتی جاتی ہے، بلکہ لوگوں کی اکثریت ایسی ہے کہ انھیں اس کا علم ہی نہیں ہے، لہٰذا اس پر نہ صرف خود عمل پیرا ہوا جائے بلکہ دوسروں کو بھی دعوتِ عمل دی جائے۔

(نیز دیکھئے موطأ امام مالک، روایۃ ابن القاسم ص ۴۳۵ ح ۳۶۰)

۴: بعض بریلویہ وصوفیہ کی طرف سے ایک جوتے کا عکس پیش کیا جاتا ہے اور یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے کا عکس ہے، حالانکہ اس دعوے کا کوئی صحیح ثبوت موجود نہیں ہے۔

۸۴) حدثنا محمد بن المثنى : أنا محمد بن جعفر : أنا شعبة قال : أشعث بن أبي الشعثاء عن أبيه عن مسروق عن عائشة رضي الله عنها قالت :

كان رسول الله ﷺ يحب التيمن ما استطاع في تنعله و ترجله و طهوره .

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کنگھی کرنے، جوتا پہننے اور وضو کرنے میں، حتی المقدور دائیں طرف سے شروع کرنا پسند کرتے تھے۔

تحقیق وتخریج: سنده صحيح

صحیح بخاری وصحیح مسلم۔ دیکھئے حدیث سابق: ۳۴

۸۵) حدثنا محمد بن مرزوق أبو عبد الله : ثنا عبد الرحمن بن قيس أبو معاوية: ثنا هشام عن محمد عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : **كان لنعل رسول الله ﷺ قبالان و لأبي بكر و عمر رضي الله عنهما و أول من عقد عقدًا واحدًا عثمان رضي الله عنه.**

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے جوتوں کے دو دو تسمے ہوتے تھے اور سب سے پہلے عثمان رضی اللہ عنہ نے جوتے کا ایک تسمہ باندھا۔

تحقیق وتخریج: سنده ضعيف جدًا

اس کا راوی عبدالرحمٰن بن قیس ابو معاویہ متروک ومجروح ہے اور المعجم الصغیر للطبرانی (۹۲/۱) میں اس کا ایک ضعیف شاہد بھی ہے۔ اس شاہد کی سند میں صالح مولی التوأمہ اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (دیکھئے علمی مقالات ج ۳ ص ۲۰۶)

نیز ابراہیم بن اسحاق الطبرانی مجہول یا مجروح ہے۔ واللہ اعلم

۱۱: باب خاتم رسول اللّٰہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی کا بیان

۸۶) حدثنا قتيبة وغير واحد عن عبد الله بن وهب (۱) عن يونس عن ابن شهاب عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال : **كان خاتم النبي ﷺ من ورق و كان فصه حبشياً .**

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبشی (پتھر کا) تھا۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۱۷۳۹، وقال: حسن صحیح غریب من ھذا الوجہ) صحیح مسلم (۲۰۹۴، ترقیم دارالسلام:۵۴۸۶)

شرح و فوائد:

۱: عبداللہ بن وہب المصری اور ابن شہاب الزہری دونوں کے سماع کی تصریح صحیح مسلم میں موجود ہے۔

۲: آپ ﷺ نے نگینے والے حصے کو ہتھیلی کے قریب (یعنی ہتھیلی کی جانب) رکھا تھا۔ (صحیح مسلم:۵۴۸۷)

۳: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے علم کے مطابق، یہ انگوٹھی آپ ﷺ نے ایک دفعہ پہنی تھی۔ (صحیح بخاری:۵۸۶۸، صحیح مسلم:۲۰۹۳)

یا دوسرے دلائل کو مدِنظر رکھتے ہوئے عرض ہے کہ آپ اسے بہت کم پہنا کرتے تھے۔

۸۷) حدثنا قتيبة : أنا أبو عوانة عن أبي بشر عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما : **أن النبي ﷺ اتخذ خاتمًا من فضةٍ فكان يختم به و لا يلبسه .**

(۱) في الأصل " عبد الله بن وهب بن موهب " !

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی، پھر آپ اس کے ساتھ مہر لگاتے تھے اور اسے پہنتے نہیں تھے۔

تحقیق و تخریج: سنده حسن

سنن نسائی (۸/ ۱۷۹ ح ۵۲۲۱، ۸/ ۱۹۵ ح ۵۲۹۴)

شرح و فوائد:

۱: **ولایلبسه** کی تشریح میں ملا علی قاری حنفی نے لکھا ہے:

"**والمراد أنه لا يلبسه على سبيل الاستمرار والدوام بل في بعض الأوقات ضرورة الاحتياج إليه للختم به ...**" اور مراد یہ ہے کہ آپ اس انگوٹھی کو ہمیشہ نہیں پہنتے تھے بلکہ بعض اوقات ضرورت کے وقت پہن لیتے، تاکہ مہر لگا سکیں۔

(جمع الوسائل فی شرح الشمائل ج۱ ص۱۷۱)

۲: ابوعوانہ سے مراد صحیح ابی عوانہ والے امام ابوعوانہ الاسفرائینی نہیں، بلکہ امام وضاح بن عبداللہ الیشکری رحمہ اللہ ہیں۔

۸۸) حدثنا محمود بن غيلان قال: أنا حفص بن عمر بن عبيد: أنا زهير أبو خيثمة عن حميد عن أنس رضي الله عنه قال: **كان خاتم النبي ﷺ من فضةٍ، فصه منه.**

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی (چاندی) میں سے تھا۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۱۷۴۰، وقال: حسن صحیح غریب من هذا الوجه)

صحیح بخاری (۵۸۷۰) وصرح حمید الطّویل بالسماع.

۸۹) حدثنا إسحاق بن منصور: أنا معاذ بن هشام: حدثني أبي: أخبرني قتادة عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: لما أراد رسول الله ﷺ أن يكتب إلى العجم قيل له: إن العجم لا يقبلون إلا كتابا عليه خاتم فاصطنع خاتمًا فكأني

أنظر إلى بياضه في كفه .

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ نے عجمیوں کی طرف خط بھیجنے چاہے تو آپ سے کہا گیا: عجمی لوگ صرف وہی خط قبول کرتے ہیں جس پر مہر لگی ہوئی ہو، تو آپ نے مہر (والی انگوٹھی) بنوائی، گویا میں آپ کی ہتھیلی میں اس کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۲۷۱۸ وقال:ھذا حدیث حسن صحیح)

صحیح مسلم (۲۰۹۲) من حدیث معاذ بن ہشام. وصحیح بخاری (۶۵) من حدیث قتادۃ بہ.

شرح و فوائد:

۱: قتادہ نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔ (دیکھئے صحیح بخاری:۲۹۳۸)

۲: دوسرے یہ کہ یہ روایت شعبہ نے قتادہ سے بیان کی اور شعبہ کی قتادہ سے روایت سماع پر محمول ہوتی ہے۔ دیکھئے ح ۲۶

۳: مشورہ لینا اور اس پر عمل کرنا سنت ہے۔

۴: عجم مثلاً روم اور ایران وغیرہ کے بادشاہ اس خط کو پڑھتے ہی نہیں تھے جس پر مہر نہ لگی ہوتی تھی۔

۵: نبی ﷺ نے یہ خطوط حدیبیہ سے واپسی پر لکھوائے اور بلادِ عجم کی طرف روانہ فرمائے تھے۔ (دیکھئے جمع الوسائل ۱/۱۷۳)

یہ ۷ ہجری اور عیسوی حساب سے جولائی ۶۲۸ء بنتی ہے۔

(دیکھئے عبدالقدوس ہاشمی کی تقویم تاریخی ص ۲)

۹۰) حدثنا محمد بن يحيى : أنا محمد بن عبد الله الأنصاري : أخبرني أبي عن ثمامة عن أنس رضي الله عنه قال : **كان نقش خاتم رسول الله ﷺ ((محمد)) سطر و ((رسول)) سطر و ((الله)) سطر .**

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی انگشتری کا نقش ایک سطر میں محمد، دوسری سطر میں رسول اور تیسری سطر میں اللہ تھا۔

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۱۷۴۷۔۱۷۴۸، وقال: حسن صحیح غریب)
صحیح بخاری (۵۸۷۸)

شرح وفوائد:

۱: محمد بن عبداللہ بن المثنی بن عبداللہ بن انس بن مالک الانصاری ثقہ، ان کے والد صدوق حسن الحدیث، وثقہ الجمہور اور ثمامہ بن عبداللہ بن انس بن مالک الانصاری صدوق تھے، لہٰذا یہ سند حسن لذاتہ ہے۔

۲: ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی ﷺ کی انگشتری پر لا الٰہ الا اللہ ایک سطر میں اور محمد رسول اللہ دوسری سطر میں لکھا ہوا تھا۔ (دیکھئے اخلاق النبی ﷺ لابی الشیخ ص ۱۲۸)

اس کی سند میں ابو خلیفہ الفضل بن حباب کے والد حباب بن محمد بن صخر کی توثیق (میرے علم کے مطابق) صرف ابن حبان سے ثابت ہے۔

(دیکھئے الثقات ۸/ ۲۱۷، الاحسان بروایۃ: ۵۴۷۲)

لہٰذا یہ سند حباب کی جہالتِ حال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۳: رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی کا عکس درج ذیل ہے:



۹۱) حدثنا نصر بن علي الجهضمي أبو عمرو : أنا نوح بن قيس عن خالد بن قيس عن قتادة عن أنس رضي الله عنه : أن النبي ﷺ كتب إلى كسرى و قيصر والنجاشي فقيل [له] (۱) : إنهم لا يقبلون كتابًا إلا بخاتم فصاغ رسول الله ﷺ خاتمًا حلقته فضة و نقش فيه محمد رسول الله .

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کی طرف خطوط

....

(۱) من ب .

بھیجے، آپ سے کہا گیا: یہ لوگ مُہر کے بغیر خط قبول نہیں کرتے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی جس کا حلقہ چاندی کا تھا اور اس پر محمد رسول اللہ (ﷺ) لکھا ہوا تھا۔

تحقیق و تخریج: صحیح

صحیح مسلم (۲۰۹۲، ترقیم دارالسلام: ۵۴۸۲)

شرح و فوائد:

۱: رومیوں کے بادشاہ قیصر کے نام آپ ﷺ کے خط کے لئے دیکھئے صحیح بخاری (۷)

۲: غیر محارب کافروں پر حملہ کرنے سے پہلے انھیں اسلام کی دعوت پہنچانی چاہئے۔

۳: اگر ضرورت ہو تو مہر بنانا جائز ہے۔

۴: معاشرے میں اعلیٰ طبقے اور اہل اقتدار تک حتی الوسع کتاب و سنت کی دعوت پہنچانا ضروری اور بڑے ثواب کا کام ہے۔

۵: دنیاوی امور و قوانین اگر اسلام سے متصادم نہ ہوں، تو ان کا خیال رکھنا ضروری یا جائز ہے، مثلاً ٹریفک کے قوانین کی پابندی ضروری ہے۔

۹۲) حدثنا إسحاق بن منصور : أنا سعيد بن عامر والحجاج [ابن منهال] [۱] عن همام عن ابن جريج عن الزهري عن أنس رضي الله عنه : **أن النبي ﷺ كان إذا دخل الخلاء نزع خاتمه .**

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے تھے۔

تحقیق و تخریج: **سنده ضعيف** (سنن ترمذی: ۱۷۴۶، وقال: حسن صحیح غریب)

سنن ابی داود (۱۹، وقال ابوداود: هذا حديث منكر)

سنن ابن ماجہ (۳۰۳) سنن نسائی (۸/ ۱۷۸ ح ۵۲۱۶)

....

(۱) من ب .

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: ابن جریج مشہور ثقہ مدلس تھے اور یہ روایت عن سے ہے۔

۲: ابن شہاب الزہری بھی ثقہ مدلس تھے اور یہ روایت عن سے ہے۔

۳: مشہور ثقہ تابعی امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے نزدیک جس انگوٹھی پر اللہ کا نام لکھا ہو، اسے پہن کر بیت الخلاء میں داخل ہونا جائز ہے اور اسی طرح یہ انگوٹھی پہنے ہوئے اپنی بیوی سے جماع کرنا بھی جائز ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۱۲ ح ۱۲۰۳، وسندہ صحیح)

۴: بعض اوقات کاغذ کی کرنسی (نوٹوں) پر اللہ کا نام ہوتا ہے، یا بعض کاغذات پر دینی باتیں لکھی ہوتی ہیں، اگر یہ جیب میں چھپے ہوئے اور محفوظ ہوں تو اس حالت میں بیت الخلاء جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۹۳) حدثنا إسحاق بن منصور : أنا عبد الله بن نمير : أنا عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال : اتخذ رسول الله ﷺ خاتمًا من ورق فكان في يده ثم كان في يد أبي بكر و عمر رضي الله عنهما ثم كان في يد عثمان رضي الله عنه حتى وقع في بئر أريس ، نقشه : محمد رسول الله .

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جو آپ پہنتے تھے، پھر (آپ کی وفات کے بعد) اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ پہنتے تھے، پھر عمر رضی اللہ عنہ پہنتے تھے، پھر یہ انگوٹھی عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہوتی تھی حتیٰ کہ وہ اریس والے کنویں میں گر گئی۔ اس کا نقش ''محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا تھا۔

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح

صحیح بخاری (۵۸۷۳) صحیح مسلم (۲۰۹۱)

شرح و فوائد:

۱: انگوٹھی پہننا جائز ہے، منسوخ نہیں ہے۔

۲: اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اللہ کے ولی، جلیل القدر صحابی اور خلیفۂ

راشد تھے، لیکن غیب نہیں جانتے تھے، کیونکہ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے، ورنہ آپ اس انگوٹھی کو کنویں سے نکال لیتے۔

۳: اریس کا کنواں مسجد قبا کے نزدیک تھا۔ دیکھئے فتح الباری (۱۰/۳۱۹ تحت ح ۵۸۶۶)

۴: یہ انگوٹھی معیقیب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کنویں میں گری تھی.

(صحیح مسلم: ۲۰۹۱، ترقیم دارالسلام: ۵۴۷۷، نیز دیکھئے آنے والی حدیث: ۱۰۰)

۵: اس حدیث میں یہ اشارہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت شدہ آثار مثلاً انگوٹھی، پیالہ وغیرہما کا استعمال صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے جائز تھا۔

۱۲ : باب ما جاء في أن النبي ﷺ كان يتختم في يمينه

اس کا بیان کہ نبی ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے

۹۴_۹۵) حدثنا محمد بن سهل بن عسكر و عبد الله بن عبد الرحمن قالا : أنا يحيى بن حسان : أنا سليمان بن بلال عن شريك بن عبد الله بن أبي نمر عن إبراهيم بن عبد الله بن حنين عن أبيه عن علي رضي الله عنه : **أن النبي ﷺ كان يلبس خاتمه في يمينه .**

حدثنا محمد بن يحيى : أنا أحمد بن صالح : أنا عبد الله بن وهب عن سليمان ابن بلال عن شريك بن عبد الله بن أبي نمر نحوه .

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ نبی ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

تحقیق وتخریج: حسن

سنن ابی داود (۴۲۲۶) وسندہ حسن

شرح وفوائد:

۱: عبداللہ بن وہب کے سماع کی تصریح سنن ابی داود میں موجود ہے اور شریک بن عبداللہ بن ابی نمر صدوق حسن الحدیث موثق عند الجمہور تھے۔

۲: نبی ﷺ سے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا بھی ثابت ہے۔

(دیکھئے صحیح مسلم: ۲۰۹۵، دارالسلام: ۵۴۸۹)

لیکن افضل یہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی جائے، جیسا کہ سنن ترمذی (۱۷۴۴، وسندہ صحیح) وغیرہ کی احادیث سے ثابت ہے۔ نیز دیکھئے آنے والی حدیث: ۹۶

۳: درمیانی انگلی اور شہادت والی انگلی میں انگوٹھی پہننا منع ہے۔

دیکھئے صحیح مسلم (۲۰۷۸، دارالسلام: ۵۴۹۰، ۵۴۹۳)

خنصر (چھنگلی) میں انگوٹھی پہننا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

(صحیح مسلم:۲۰۹۵، دارالسلام:۵۴۸۹)

چونکہ بنصر (چھنگلی اور بڑی انگلی کے درمیان والی انگلی) میں انگوٹھی پہننے کی ممانعت نہیں، لہٰذا بنصر میں بھی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔ واللہ اعلم

۹۶) حدثنا أحمد بن منیع : أنا یزید بن هارون عن حماد بن سلمة قال : رأیت ابن أبي رافع یتختم في یمینه ، فسألته عن ذلك فقال : رأیت عبد اللّٰه بن جعفر یتختم في یمینه و قال عبد اللّٰه بن جعفر رضي اللّٰه عنه : **كان النبي ﷺ یتختم في یمینه** .

حماد بن سلمہ (رحمہ اللہ، تبع تابعی) سے روایت ہے کہ میں نے (عبدالرحمٰن) ابن ابی رافع (رحمہ اللہ، تابعی) کو دیکھا، وہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، پھر میں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں نے عبداللہ بن جعفر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، وہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۱۷۴۴)

سنن نسائی (۸/ ۱۷۵ ح ۵۲۰۷)

اس روایت کی سند عبدالرحمٰن بن ابی رافع (صالح الحدیث) کی وجہ سے حسن ہے۔

نیز دیکھئے حدیث سابق (۹۴۔۹۵) وھو شاھدہ.

شرح و فوائد:

۱: استاد سے سوال پوچھنا اعتراض نہیں کہلاتا، بشرطیکہ پوچھنے والے کے ذہن یا طرزِ عمل میں کوئی شرارت نہ ہو۔

۲: جواب دلیل سے دینا چاہئے۔

۳: رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر عمل کرنے میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔

۴: صحابۂ کرام رسول اللہ ﷺ سے بیحد محبت کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

۹۷) حدثنا يحيى بن موسى : أنا عبد الله بن نمير : أنا إبراهيم بن الفضل عن عبد الله بن محمد بن عقيل عن عبد الله بن جعفر رضي الله عنه : **أن النبي ﷺ كان يتختم في يمينه .**

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

تحقیق وتخریج: صحیح

سنن ابن ماجہ (۳۶۴۷)

اس روایت کی سند سخت ضعیف ہے، کیونکہ اس کا راوی ابراہیم بن الفضل جمہور کے نزدیک سخت مجروح بلکہ متروک تھا۔ (دیکھئے تقریب التہذیب:۲۲۸)

عبداللہ بن محمد بن عقیل بھی جمہور کے نزدیک ضعیف ہونے کی وجہ سے ناقابلِ حجت راوی ہے، لہٰذا یہ سند ضعیف ومردود ہے، لیکن حدیث سابق (۹۶) اس کا صحیح شاہد ہے، جس کے ساتھ یہ بھی صحیح ہے۔

۹۸) حدثنا أبو الخطاب زياد بن يحيى : أنا عبد الله بن ميمون عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جابر رضي الله عنه : **أن النبي ﷺ كان يتختم في يمينه .**

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

تحقیق وتخریج: صحیح

اس روایت کی سند میں عبداللہ بن میمون بن داود القداح المخزومی المکی منکر الحدیث متروک ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب:۳۶۵۳)

لہٰذا یہ سند سخت ضعیف ومردود ہے، لیکن حدیث سابق (۹۶) اس کا شاہد ہے، جس کے ساتھ یہ بھی بلحاظِ متن صحیح ہے۔ واللہ اعلم

۹۹) حدثنا محمد بن حميد الرازي : أنا جرير عن محمد بن إسحاق عن الصلت بن عبد الله قال : كان ابن عباس رضي الله عنهما يتختم في يمينه ولا

أخاله إلا قال : **كان رسول الله ﷺ يتختم في يمينه .**

صلت بن عبداللہ (بن نوفل) سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما دائیں ہاتھ میں انگشتری پہنتے تھے اور میرا خیال ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دائیں ہاتھ میں انگشتری پہنتے تھے۔

تحقیق و تخریج: حسن (سنن ترمذی: ۱۷۴۲، وقال قال البخاری: حدیث حسن صحیح)

سنن ابی داود (۴۲۲۹) وسندہ حسن، ابن اسحاق صرح بالسماع.

شرح و فوائد:

۱: صلت بن عبداللہ بن نوفل بھی دائیں ہاتھ کی چھنگلی میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

(سنن ابی داود: ۴۲۲۹ وسندہ حسن)

۲: اتباعِ سنت میں خیر ہی خیر ہے۔

۳: رسول اللہ ﷺ کا فعل بھی قول کی طرح حجت اور شرعی دلیل ہے۔

۱۰۰) حدثنا ابن أبي عمر : أنا سفيان عن أيوب بن موسى عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما : أن رسول الله ﷺ اتخذ خاتمًا من فضةٍ و جعل فصه مما يلي كفه و نقش فيه محمد رسول الله ، و نهى أن ينقش أحد عليه وهو الذي سقط من معيقيب في بئر أريس .

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس کے نگینے والا حصہ ہتھیلی کے قریب تھا، جس پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ آپ نے اس طرح کا نقش (محمد رسول اللہ) لکھنے سے لوگوں کو منع کر دیا اور یہ وہ انگوٹھی ہے جو معیقیب (رضی اللہ عنہ) سے اریس والے کنویں میں گر گئی تھی۔

تحقیق و تخریج: صحیح

صحیح مسلم (۲۰۹۱، دارالسلام: ۵۴۷۷)

نیز دیکھئے حدیث سابق: ۹۳

۱۰۱) حدثنا قتيبة بن سعيد : أنا حاتم بن إسماعيل عن جعفر بن محمد عن أبيه قال : **كان الحسن الحسين رضي الله عنهما يتختمان في يسارهما .**

محمد (بن علی الباقر رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

تحقیق وتخریج: سندہ ضعیف (سنن ترمذی:۱۷۴۳، وقال:ھذا حدیث حسن صحیح)

السنن الکبریٰ للبیہقی (۱۴۳/۴) مطولاً.

شرح معانی الآثار للطحاوی (۲۶۶/۴)

اس روایت کی سند منقطع ہے، امام محمد بن علی الباقر رحمہ اللہ نے سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو نہیں پایا، بلکہ وہ ان کی شہادت کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ نیز دیکھئے میری کتاب: انوار الصحیفہ (ص۲۳۲)

۱۰۲) حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن : أنا محمد بن عيسى، هو ابن الطباع: ثنا عباد بن العوام عن سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن أنس رضي الله عنه : **أن النبي ﷺ [كان][1] يتختم في يمينه .**

قال أبو عيسى : و هذا حديث غريب لا نعرفه من حديث سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن أنس عن النبي ﷺ نحو هذا إلا من هذا الوجه .

و روى بعض أصحاب قتادة عن قتادة عن أنس عن النبي ﷺ تختم في يساره وهو حديث لا يصح أيضًا .

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

ابوعیسیٰ (ترمذی) نے کہا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ عن

....

(۱) من ب .

انس عن النبی ﷺ کی سند سے ہی جانتے ہیں اور بعض اصحابِ قتادہ نے قتادہ عن انس بن مالک کی سند سے روایت کیا کہ نبی ﷺ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور یہ حدیث بھی صحیح نہیں ہے۔

تحقیق وتخریج: سنده ضعيف والحديث صحيح

سنن نسائی (۸/۱۹۳ ح ۵۲۸۵)

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: سعید بن ابی عروبہ مدلس ومختلط تھے اور یہ روایت عن سے اور بعد از اختلاط ہے۔

۲: قتادہ مدلس تھے اور یہ روایت عن سے ہے۔

عرض ہے کہ اس روایت کی سند اگرچہ ضعیف ہے، لیکن اس کے صحیح شواہد گزر چکے ہیں۔ دیکھئے احادیث سابقہ: ۹۴۔۹۵، ۹۶، ۹۹

ان شواہد کے ساتھ یہ حدیث بھی صحیح ہے، لیکن امام ترمذی کا اسے صحیح قرار نہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ امام ترمذی شواہد کے ساتھ حدیث کی تصحیح کے مطلقاً قائل نہیں تھے اور نہ حسن لغیرہ کو مطلقاً حجت سمجھتے تھے۔

دوسری روایت (بائیں ہاتھ میں انگشتری پہننے والی حدیث) جس کی طرف امام ترمذی نے اشارہ کیا ہے، غالباً سنن نسائی (۸/۱۹۳ ح ۵۲۸۶) کی حدیث ہے جس کی سند حسن لذاتہ ہے۔ واللہ اعلم

صحیح مسلم (۲۰۹۵) میں اس کا صحیح شاہد بھی ہے، لیکن امام ترمذی کا اسے بھی غیر صحیح قرار دینا اس کی دلیل ہے کہ وہ ضعیف + ضعیف والی حسن لغیرہ (!) کو حجت نہیں سمجھتے تھے۔

۱۰۳) حدثنا محمد بن عبيد المحاربي : ثنا عبد العزيز بن أبي حازم عن موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال : اتخذ رسول الله ﷺ خاتمًا من ذهب فكان يلبسه في يمينه فاتخذ الناس خواتيم من ذهب فطرحه ﷺ و قال : ((**لا ألبسه أبدًا .**)) فطرح الناس خواتيمهم .

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تو آپ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے، پھر لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنالیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی پھینک دی اور فرمایا: میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔

تو لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۱۷۴۱، وقال: حسن صحیح)

صحیح مسلم (۲۰۹۱، دارالسلام: ۵۴۷۵) مختصراً بغیر ھذا اللفظ.

شرح و فوائد:

۱: صحابۂ کرام اپنے امام اعظم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم پر جان قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے اور یہ ان کا کمال ایمان اور عظیم محبت ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

۲: اب مردوں کے لئے سونا پہننا جائز نہیں ہے۔

۳: حدیث قولی ہو یا فعلی، ہر وقت اتباعِ سنت میں مستعدر ہنا چاہئے۔

۴: جن صحابہ سے سونے کی انگوٹھی پہننا ثابت ہے، مثلاً براء بن عازب رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

(دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ۸/ ۲۸۱)

غالباً ان تک ممانعت والی احادیث نہیں پہنچی تھیں۔

۵: انگوٹھی کے سلسلے میں بعض فوائد درج ذیل ہیں:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر ایک بیٹھے ہوئے شیر کا نقش (بنا ہوا) تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۸/ ۲۶۹ ح ۲۵۰۹۳، وسندہ صحیح)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر ایک آدمی کی صورت کا نقش بنا ہوا تھا، جس نے تلوار لٹکا رکھی تھی۔ (ابن ابی شیبہ ۸/ ۲۶۹ ح ۲۵۰۹۵، وسندہ حسن)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر عبداللہ بن عمر لکھا ہوا تھا۔

(ابن ابی شیبہ ۸/ ۲۷۰ ح ۲۵۰۹۸، وسندہ صحیح)

قاسم بن محمد بن ابی بکر اور سالم بن عبداللہ بن عمر رحمہما اللہ کی انگوٹھیوں پر بھی ان کے

نام لکھے ہوئے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ۸/۲۷۲ ح ۲۵۱۰۶، وسندہ صحیح)

ایک روایت میں آیا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنی انگوٹھیوں پر نقش نہ بناؤ اور عربی زبان میں لکھائی نہ کرو۔ (ابن ابی شیبہ ۸/۲۷۲ ح ۲۵۱۰۸)

اس کی سند قتادہ مدلس کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے۔

امام محمد بن علی الباقر رحمہ اللہ کی انگوٹھی پر "العزة للّٰه جميعًا" لکھا ہوا تھا۔

(ابن ابی شیبہ ۸/۲۷۳ ح ۲۵۱۱۳ وسندہ صحیح)

١٢: باب سيف رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی تلوار کا بیان

١٠٤) حدثنا محمد بن بشار : أنا وهب بن جرير : أنا أبي عن قتادة عن أنس رضي الله عنه قال : **كانت قبيعة سيف رسول الله ﷺ من فضة .**

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کا دستہ چاندی کا تھا۔

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی:١٦٩١، وقال: حسن غریب)

سنن ابی داود (٢٥٨٣) سنن نسائی (٥٣٧٦)

اس روایت کی سند قتادہ (مدلس) کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن سنن نسائی میں اس کا ایک صحیح شاہد ہے۔ (ج ٨ ص ٢١٩ ح ٥٣٧٥ وسندہ صحیح وصححہ ابن الملقن فی تحفۃ المحتاج ١/ ١٤٧ ح ١٩)

شرح وفوائد:

١: بعض حالات (مثلاً چاندی کی انگوٹھی یا تلوار کا دستہ وغیرہ) میں مردوں کے لئے چاندی کا استعمال جائز ہے اور بعض حالات (مثلاً چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا) میں کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہے۔

٢: جہاد کے لئے ہر وقت مستعد رہنا چاہئے۔

٣: اسلحہ رکھنا اور اسے چاندی سے مزین کرنا سنت ہے۔

٤: دینِ اسلام کا ہر بنیادی مسئلہ محفوظ و مدوّن ہے اور اجتہادی مسائل میں اہلِ حق علماء کے لئے قیامت تک دروازہ کھلا ہے۔

١٠٥) حدثنا محمد بن بشار : أنا معاذ بن هشام : أنا أبي عن قتادة عن سعيد ابن أبي الحسن رضي الله عنه[1] قال : **كانت قبيعة سيف رسول الله ﷺ من فضة .**

---

(١) من التابعين وليس صحابيًا رحمه الله .

(امام حسن بصری رحمہ اللہ کے بھائی) سعید بن ابی الحسن البصری رضی اللہ عنہ (ثقہ تابعی، رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کا دستہ چاندی کا تھا۔

تحقیق و تخریج: صحیح

سنن ابی داود (۲۵۸۴)

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: قتادہ مدلس کا عنعنہ ہے۔

۲: تابعی کا ارسال ہے یعنی یہ روایت منقطع ہے۔

اس کا صحیح شاہد سابقہ حدیث (۱۰۴) کے تحت گزر چکا ہے، جس کے ساتھ یہ بھی صحیح ہے۔

شرح و فوائد:

۱: امام ابوداود نے فرمایا: ان احادیث میں سعید بن ابی الحسن کی حدیث سب سے قوی ہے اور باقی (تمام) روایتیں ضعیف ہیں۔ (سنن ابی داود: ۲۵۸۵)

ثابت ہوا کہ امام ابوداود بھی ضعیف + ضعیف والی حسن لغیرہ کو حجت نہیں سمجھتے تھے۔

۲: نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۰۴

۱۰۶) حدثنا أبو جعفر محمد بن صدران البصري : ثنا طالب بن حجير عن هود وهو ابن عبد الله بن سعيد[1] عن جده رضي الله عنه قال :

دخل رسول الله ﷺ مكة يوم الفتح و على سيفه ذهب و فضة قال طالب : فسألته عن الفضة ؟ فقال : **كانت قبيعة السيف فضة .**

ہود بن عبداللہ بن سعید کے نانا (مزیدہ بن جابر العبدی العصری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے اور آپ کی تلوار پر سونا اور چاندی تھے۔

(۱) و في الجامع الترمذي : " هود بن عبد الله بن سعد "

طالب (بن حجیر: صدوق راوی) نے کہا: میں نے ان سے چاندی کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: تلوار کا دستہ چاندی کا تھا۔

تحقیق وتخریج: سندہ ضعیف (سنن ترمذی: ۱۶۹۰، وقال: غریب)
المعجم الکبیر للطبرانی (۲۰/ ۳۴۵۔۳۴۷ ح ۸۱۲)

اس روایت کے راوی ھود بن عبداللہ بن سعد کی توثیق صراحتاً سوائے ابن حبان کے کسی سے ثابت نہیں، اور سنن ترمذی کے نسخوں میں اختلاف ہے۔ بعض میں ''حسن غریب'' لکھا ہوا ہے اور بعض میں صرف ''غریب'' لکھا ہوا ہے۔

سنن ترمذی کے قدیم قلمی نسخے میں صاف طور پر ''ھذا حدیث غریب'' لکھا ہوا ہے۔
(ص ۱۱۸ ب سطر ۴)

امام مزی وغیرہ کے نسخوں میں بھی صرف ''غریب'' ہے۔
لہٰذا ترمذی کی طرف توثیق کی نسبت مشکوک ہوئی اور ذہبی کے کلام میں تعارض ہے، لہٰذا یہ کلام ساقط ہے۔

ھود بن عبداللہ کا مجہول ہونا ہی راجح معلوم ہوتا ہے، لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔ واللہ اعلم

۱۰۷۔۱۰۸) حدثنا محمد بن شجاع البغدادي : أنا أبو عبيدة الحداد عن عثمان بن سعد عن ابن سيرين قال : صنعت سيفي على سيف سمرة بن جندب و زعم سمرة رضي الله عنه أنه صنع سيفه على سيف رسول الله ﷺ و كان حنفيًا.
حدثنا عقبة بن مكرم البصري : ثنا محمد بن بكر عن عثمان بن سعد بهذا الإسناد [نحوه] (۱)

محمد بن سیرین (رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی تلوار سمرہ بن جندب (رضی اللہ عنہ) کی تلوار کی طرح بنائی تھی اور سمرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انھوں نے اپنی تلوار رسول اللہ ﷺ کی

....

(۱) من ب.

تلوار کی طرز پر بنائی تھی اور آپ کی تلوار بنوحنیفہ والی تھی۔

تحقیق وتخریج: سندہ ضعیف (سنن ترمذی:۱۶۸۳، وقال: غریب...)
مسند احمد (۲۰/۵)

اس روایت کی سند عثمان بن سعد الکاتب کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(دیکھئے تقریب التہذیب:۴۴۷۱)

چند فوائد:

باب کی مناسبت سے چند فوائد درج ذیل ہیں:

۱: رسول اللہ ﷺ کو غزوۂ بدر میں ذوالفقار نامی ایک تلوار بطورِ غنیمت ملی تھی۔
دیکھئے سنن الترمذی (۱۵۶۱، وقال: ھذا حدیث حسن غریب) وسنن ابن ماجہ (۲۸۰۸)
اس روایت کی سند حسن لذاتہ ہے۔

۲: ذوالفقار (تلوار) کے بارے میں حافظ ذہبی نے لکھا ہے:
اسے ذوالفقار کہا جاتا تھا، کیونکہ اس کا درمیانی حصہ ریڑھ کے مہروں جیسا تھا۔ یہ تلوار عاص بن منبہ (کافر) کی تھی جو جنگِ بدر میں مارا گیا تھا۔ (السیرۃ النبویہ ص ۵۱۱)

۳: بعض روایات میں رسول اللہ ﷺ کی دوسری تلواروں کے نام بھی ملتے ہیں:
العضب، البتار، الحتف، المخذم، الرسوب۔ (دیکھئے السیرۃ النبویہ ص ۵۱۰-۵۱۱)
لیکن یہ نام صحیح اسانید سے ثابت نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

١٤: باب ما جاء في درع رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی زرہ کا بیان

١٠٩) حدثنا أبو سعيد [عبد الله بن سعيد] (١) الأشج : أنا يونس بن بكير عن محمد بن إسحاق عن يحيى بن عباد بن عبد الله بن الزبير عن أبيه عن جده عبد الله بن الزبير بن العوام عن الزبير بن العوام رضي الله عنه قال : كان على النبي ﷺ يوم أحد درعان، فنهض إلى الصخرة فلم يستطع فأقعد تحته طلحة رضي الله عنه و صعد النبي ﷺ حتى استوى على الصخرة قال : فسمعت النبي ﷺ يقول : ((**اوجب طلحة .**))

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اُحد والے دن دو زرہیں پہن رکھی تھیں، آپ نے چٹان پر چڑھنا چاہا تو چڑھ نہ سکے، پھر نبی ﷺ نے طلحہ کو نیچے بٹھایا اوران کے اوپر کھڑے ہوکر چٹان پر چڑھ گئے۔ (زبیر یا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے) کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی۔

تحقیق و تخریج: حسن (سنن ترمذی: ١٦٩٢، وقال: ''حسن غریب''، ٣٧٣٨)

البحر الزخار للبزار (٣/ ١٨٨ ح ٩٧٢)

مسند ابی یعلیٰ (٢/ ٣٣ ح ٦٧٠ وابن اسحاق صرح بالسماع عندہ فی الروایۃ المختصرۃ)

صحیح ابن حبان (الموارد: ٢٢١٢) وصححہ الحاکم (٣/ ٢٥، ٣٧٣، ٣٧٤) ووافقہ الذہبی.

شرح و فوائد:

١: مشکل کشا صرف ایک اللہ ہی ہے۔

٢: احتیاطی تدابیر اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں بلکہ جائز اور صحیح ہے۔

....

(١) من ب .

۳: حتی الامکان اپنا پورا دفاع کرنا چاہیے۔

۴: خیر کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا مسنون ہے۔

۵: سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔

۱۱۰) حدثنا ابن أبي عمر : ثنا سفيان بن عيينة عن يزيد بن خصيفة عن السائب بن يزيد رضي الله عنه : **أن رسول الله ﷺ كان عليه يوم أحد درعان قد ظاهر بينهما .**

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُحد والے دن رسول اللہ ﷺ نے دو زرہیں پہنی تھیں، جنھیں آپ نے جوڑ رکھا تھا۔

تحقیق و تخریج: صحیح

سنن ابن ماجہ (۲۸۰۶) السنن الکبریٰ للنسائی (۸۵۸۳)

وللحدیث لون آخر عند ابی داود (۲۵۹۰) ولہ شاهد عند الترمذی (۳۷۳۸)

۱۵: باب ما جاء في مغفر رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے مِغفر (لوہے کے خود) کا بیان

۱۱۱) حدثنا قتيبة : أنا مالك بن أنس عن ابن شهاب عن أنس بن مالك رضي الله عنه : أن النبي ﷺ دخل مكة و عليه مغفر، فقيل له : هذا ابن خطل متعلق بإستار الكعبة ؟ فقال : ((اقتلوه .))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور آپ نے مغفر (خود) پہن رکھا تھا۔ آپ سے کہا گیا: یہ ابن خطل (ایک مجرم کافر) کعبے کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا: اسے قتل کردو۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۱۶۹۳، وقال:ھذا حدیث حسن صحیح)
صحیح بخاری (۱۸۴۶) صحیح مسلم (۱۳۵۷)

موطأ امام مالک (۱/۴۲۳ ح ۹۷۵، روایۃ ابن القاسم:۲)

امام ابن شہاب الزہری کے سماع کی تصریح طبقات ابن سعد (۲/ ۱۳۹۔۱۴۰) وغیرہ میں موجود ہے۔ والحمدللہ

شرح و فوائد:

۱: ٹوپی (یا عمامے) کے نیچے لوہے کا خود جو زرہ سے جڑا ہوا ہوتا ہے، عربی میں اسے مِغفر کہتے ہیں۔

۲: اگر حج یا عمرے کی نیت نہ ہو تو مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا جائز ہے۔

۳: اپنی حفاظت کے لئے تدابیر کرنا جائز ہے۔

۴: اگر خلیفہ یا اس کا مامور مناسب سمجھے تو فتح کے بعد بھی حربی کافر کا قتل جائز ہے۔

۵: بیت اللہ پر غلاف لٹکانا سنتِ تقریری کی رُو سے جائز ہے۔

۶: ابن خطل کے بارے میں پوچھنے والے کا نام معلوم نہیں ہے۔

(التوضیح لمبہمات الجامع الصحیح لابن العجمی، قلمی ص ۹٦)

ہوسکتا ہے کہ وہ ابوبرزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ ہوں۔ واللہ اعلم (دیکھئے فتح الباری ۶۰/۴)

۷: ابن خطل (کافر) نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا، جس کے بدلے میں وہ قتل کیا گیا۔ دیکھئے فتح الباری (۶۱/۴)

یاد رہے کہ اس خاص وقت میں حرمِ مکہ میں قتل کرنا صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جائز قرار دیا گیا تھا اور فتح مکہ کے بعد اب یہ قیامت تک کے لئے حرام ہے۔

۸: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مکے سے (مدینہ جانے کے لئے) چلے، جب قدید (مقام پر) پہنچے تو آپ کو مدینہ سے خبر ملی (کہ وہاں فساد بپا ہوگیا ہے) تو آپ بغیر احرام کے مکہ لوٹ گئے۔ (موطأ امام مالک ۴۲۳/۱ ح ۹۷۶ وسندہ صحیح)

دیکھئے الاتحاف الباسم (ص ۶۹۔ ۷۰)

۱۱۲) حدثنا عيسى بن أحمد : أنا عبد الله بن وهب : أخبرني مالك بن أنس عن ابن شهاب عن أنس : أن رسول الله ﷺ دخل مكة عام الفتح و على رأسه المغفر قال : فلما نزعه جاء ه رجل فقال : ابن خطل متعلق بأستار الكعبة ؟ فقال: ((اقتلوه .))

قال ابن شهاب : و بلغني أن رسول الله ﷺ لم يكن يومئذ محرمًا .

انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور آپ نے سر پر خود پہنا ہوا تھا، پھر جب آپ نے اسے اتارا تو ایک آدمی نے آکر عرض کیا: ابن خطل کعبے کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: اسے قتل کردو۔

ابن شہاب زہری (رحمہ اللہ) نے فرمایا: مجھے پتا چلا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن حالتِ احرام میں نہیں تھے۔

تحقیق و تخریج: صحیح متفق علیہ (دیکھئے حدیث سابق: ۱۱۱)

امام زہری کی مرسل کی تائید کے لئے دیکھئے حدیث نمبر ۱۱۳

١٦: باب ما جاء في عمامة رسول الله ﷺ

نبی ﷺ کے عمامے کا بیان

١١٣) حدثنا محمد بن بشار عن عبد الرحمن بن مهدي عن حماد بن سلمة ح و ثنا محمود بن غيلان: ثنا وكيع عن حماد بن سلمة عن أبي الزبير عن جابر رضي الله عنه قال: **دخل النبي ﷺ مكة يوم الفتح و عليه عمامة سوداء.**

جابر (بن عبداللہ الانصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فتح والے دن مکہ میں داخل ہوئے اور آپ نے کالا عمامہ باندھا ہوا تھا۔

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۱۷۳۵، وقال: حسن صحیح)

صحیح مسلم (۱۳۵۸، دارالسلام: ۳۳۰۹)

شرح و فوائد:

۱: اگر عمرے یا حج کا ارادہ نہ ہو تو مکہ میں احرام کے بغیر داخل ہونا جائز ہے۔

۲: کالا عمامہ یعنی کالی پگڑی سنت ہے۔

۳: ننگے سر کی بہ نسبت عمامہ یا ٹوپی پہننا افضل ہے۔

۴: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سر پر سفید عمامہ باندھا تھا۔

(المستدرک للحاکم ۴/۵۴۰ ح ۸۶۲۳، اتحاف المہرہ ۸/۵۹۰ ح ۱۰۰۱۵)

۵: نیز دیکھئے حدیث سابق: ٦٦

٦: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن پہلے خود پہن رکھا تھا، بعد میں پگڑی باندھ لی تھی۔ دیکھئے فتح الباری (۴/۶۱ تحت ح ۱۸۴۶)

١١٤) حدثنا ابن أبي عمر: ثنا سفيان عن مساور الوراق عن جعفر بن عمرو ابن حريث عن أبيه رضي الله عنه قال: **رأيت على رسول الله ﷺ عمامة سوداء.**

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر پر کالا عمامہ باندھ رکھا تھا۔

تحقیق وتخریج: صحیح
صحیح مسلم (۱۳۵۹)

۱۱۵) حدثنا محمود بن غيلان و يوسف بن عيسى قالا : ثنا وكيع عن مساور الوراق عن جعفر بن عمرو بن حريث عن أبيه رضي الله عنه :
أن النبي صلى الله عليه وسلم **خطب الناس و عليه عمامة سوداء .**

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور آپ نے کالا عمامہ باندھ رکھا تھا۔

تحقیق وتخریج: سنده صحیح
صحیح مسلم (۱۳۵۹)

۱۱۶) حدثنا هارون بن إسحاق بن هارون الهمداني : أنا يحيى بن محمد بن المديني عن عبد العزيز بن محمد عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال : **كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا اعتم سدل عمامته بين كتفيه .**

قال نافع : و كان ابن عمر يفعل ذلك قال عبيد الله : ورأيت القاسم بن محمد و سالمًا يفعلان ذلك .

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو عمامے کو کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔

نافع نے کہا: ابن عمر (رضی اللہ عنہ بھی) اس طرح کرتے تھے۔

عبید اللہ (بن عمر العمری) نے کہا: اور میں نے قاسم بن محمد (بن ابی بکر) اور سالم (بن عبداللہ بن عمر) کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

تحقیق وتخریج: حسن (سنن ترمذی: ۱۷۳۶، وقال: حسن غریب...)

صحیح ابن حبان (الاحسان: ۶۳۶۳، نسخہ محققہ: ۶۳۹۷)
کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی (۳/۲۱)

اس روایت کی سند بظاہر صحیح ہے، لیکن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:
دراوردی (عبدالعزیز بن محمد) کی عبید اللہ (بن عمر) سے عام حدیثیں عبداللہ (بن عمر العمری) کی مقلوب شدہ حدیثیں ہیں... عبدالعزیز الدراوردی کی عبید اللہ سے حدیثیں منکر ہیں۔ (سوالات ابی داود نسخہ محققہ ص ۲۲۲ فقرہ: ۱۹۸)

امام احمد نے مزید فرمایا: " **ما حدث عن عبید اللّٰہ بن عمر فھو عن عبد اللّٰہ بن عمر** " انھوں (عبدالعزیز الدراوردی) نے عبید اللہ بن عمر سے جو حدیثیں بیان کی ہیں، وہ عبداللہ بن عمر کی حدیثیں ہیں۔ (کتاب الجرح والتعدیل ۵/ ۳۹۵ و سندہ صحیح)

عبداللہ بن عمر العمری کو اگرچہ امام احمد ایک روایت میں لین الحدیث (ضعیف) کہتے تھے۔ (دیکھئے سوالات المروذی: ۱۲۴)

لیکن قولِ راجح میں نافع سے ان کی روایت حسن ہوتی ہے، لہٰذا یہاں منکر کا اعتراض محلِ نظر ہے اور امام احمد کے مقابلے میں ترمذی کی تحسین یہاں راجح ہے۔ واللہ اعلم

اس حدیث کے شواہد کے لئے دیکھئے صحیح مسلم (۱۳۵۹، ترقیم دارالسلام: ۳۳۱۲) اور مجمع الزوائد (۵/ ۱۲۰)

شرح و فوائد:

۱: اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری حنفی نے ابن تیمیہ اور ابن القیم رحمہما اللہ کا دفاع کرتے ہوئے لکھا ہے: " ... **انھما کانا من أکابر أھل السنة و الجماعة و من أولیاء ھذہ الأمة** " کہ یہ دونوں اکابر اہلِ سنت والجماعت میں سے تھے اور اس امت کے اولیاء میں سے تھے۔ (جمع الوسائل ج ۱ ص ۲۰۷)

۱۱۷) حدثنا یوسف بن عیسی : أنا وکیع : أنا أبو سلیمان، هو عبدالرحمن ابن الغسیل عن عکرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما . أن النبي ﷺ **خطب**

الناس و علیه عصابة دسماء .

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور آپ نے کالا پٹکا باندھا ہوا تھا۔

تحقیق و تخریج: صحیح

صحیح بخاری (۹۲۷) مطولاً

شرح و فوائد:

۱: عصابہ عمامے، پگڑی اور پٹی کو بھی کہتے ہیں، لہٰذا اس حدیث سے رومال پہننے کا جواز ثابت ہے، جیسا کہ عرب وعجم میں بہت سے دیندار اشخاص مختلف رنگوں کے رومال بطور عمامہ باندھتے ہیں۔ واللہ اعلم

۲: خطبہ دینے کے اوقات میں بھی عمامہ باندھنا مسنون ہے۔

۱۷: باب ما جاء في إزار رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے ازار کا بیان

۱۱۸) حدثنا أحمد بن منيع : أنا إسماعيل بن إبراهيم : أنا أيوب عن حميد بن هلال عن أبي بردة قال : أخرجت إلينا عائشة رضي الله عنها كساءً ملبّدًا و إزارًا غليظًا فقالت : **قبض روح رسول الله ﷺ في هذين .**

ابو بردہ (بن ابی موسیٰ الاشعری رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے ایک پیوند لگی ہوئی چادر اور ایک موٹا ازار نکال کر دکھایا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ ان دو کپڑوں میں فوت ہوئے تھے۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۱۷۳۳، وقال:حسن صحیح)

صحیح بخاری (۵۸۱۸) صحیح مسلم (۲۰۸۰)

شرح و فوائد:

۱: شمائل ترمذی کے بعض نسخوں میں " عن أبي بردة عن أبيه " چھپ گیا ہے، جو کہ غلط ہے اور یہ حدیث عن ابیہ کے بغیر شمائل ترمذی کے دونوں مخطوطوں (قلمی نسخوں)، سنن ترمذی، صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ میں موجود ہے اور یہی صحیح ہے۔

۲: رسول اللہ ﷺ تواضع کے عظیم الشان مقام پر تھے۔

۳: ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں فوت کرنا۔ (سنن ترمذی:۲۳۵۲)

یہ روایت ضعیف ہے اور اس کے تمام شواہد بھی ضعیف ہیں۔

دیکھئے انوار الصحیفہ (ص ۲۵۳)

البتہ نبی کریم ﷺ فقر سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

دیکھئے سنن نسائی (۳/۷۳-۷۴ ح ۱۳۴۸، وسندہ حسن وقال الالبانی: "صحیح الاسناد"!)

۱۱۹) حدثنا محمود بن غيلان : أنا أبو داود عن شعبة عن الأشعث بن سُلَيم قال : سمعت عمتي تحدث عن عمها رضي الله عنه قال : بينما[1] أنا أمشي بالمدينة إذا إنسان خلفي يقول : ((**ارفع إزارك فإنه أتقى و أبقى .**)) فإذا هو رسول الله ﷺ فقلت: يا رسول الله! إنما هي بردة ملحاء، قال: ((**أما لك في** أسوة ؟)) فنظرت فإذا إزاره إلى نصف ساقية .

اشعث بن سُلَیم کی پھوپھی (رہم بنت اسود بن خالد) سے روایت ہے، اس نے اپنے چچا (عبید بن خالد المحاربی) رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں مدینہ میں (پیدل) چل رہا تھا، اتنے میں ایک انسان نے مجھے پیچھے سے آواز دی: اپنا ازار اوپر اٹھاؤ، کیونکہ یہ زیادہ تقوے والی بات ہے اور ازار بھی (زیادہ دیر) باقی (محفوظ) رہے گا۔

میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو سیاہ سفید دھاریوں والی (معمولی سی) چادر ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تمھارے لئے میرا عمل نمونہ نہیں ہے؟ میں نے دیکھا کہ آپ کا ازار بھی آدھی پنڈلی تک تھا۔

تحقیق و تخریج: **سنده ضعيف**

مسند احمد (۵/۳۶۴) السنن الکبریٰ للنسائی (۹۶۸۲-۹۶۸۳)

مسند ابی داود الطیالسی (۱۱۹۵، دوسرا نسخہ: ۱۲۸۶)

اس روایت کی راویہ رہم بنت اسود مجہولۃ الحال ہے۔

حافظ ابن حجر نے کہا: " **لا تعرف** " (تقریب التہذیب: ۸۵۹۳)

مسند حمیدی (۸۱۰) اور مسند احمد (۴/۳۹۰) وغیرہما کی حدیث اس سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ والحمد للہ

....

(۱) من ب .

۱۲۰) [حدثنا سوید بن نصر : أنبأ عبد الله بن المبارك عن موسی بن عبیدة عن إیاس بن سلمة بن الأكوع عن أبیه قال : كان عثمان بن عفان یأتزر إلى نصف ساقیه][1] فقال[2] : هكذا كانت إزرة صاحبي [یعني النبي][1] ﷺ.

سلمہ بن اکوع (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) آدھی پنڈلیوں تک ازار رکھتے تھے اور فرماتے: میں نے اپنے ساتھی یعنی نبی ﷺ کو اسی طرح دیکھا تھا۔

تحقیق و تخریج: **سنده ضعيف**

اس روایت کی سند میں موسیٰ بن عبیدہ ضعیف راوی ہے۔

دیکھئے تقریب التہذیب (۶۹۸۹)

۱۲۱) حدثنا قتیبة : ثنا أبو الأحوص عن أبي إسحاق عن مسلم بن نذیر عن حذیفة بن الیمان رضي الله عنه قال : أخذ رسول الله ﷺ بعضلة ساقي أو ساقه فقال : ((**هذا موضع الإزار فإن أبیت فأسفل فإن أبیت فلا حق للإزار في الكعبین .**))

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری یا اپنی پنڈلی کا پٹھا پکڑ کر فرمایا: یہ ازار کا مقام ہے اور اگر تم نہیں مانتے تو (تھوڑا) نیچے اور اگر نہیں مانتے تو ٹخنوں سے نیچے ازار کا کوئی حق نہیں ہے۔

تحقیق و تخریج: **صحيح** (سنن ترمذی: ۱۷۸۳، وقال: حسن صحیح)

سنن ابن ماجہ (۳۵۷۲) سنن نسائی (۵۳۳۱)

صحیح ابن حبان (الاحسان: ۵۴۲۱، نسخہ محققہ: ۵۴۴۵)

مسند احمد (۵/۳۹۶ ح ۲۳۳۵۶) وصرح ابواسحاق السبیعی بالسماع عندہ۔

(۱) سقط من الأصل واستدركته من ب .

(۲) في ب " وقال ".

شرح و فوائد:

۱: ازار اس چادر کو کہتے ہیں، جسے بطورِ تہبند باندھا جاتا ہے اور پنجاب کے عام دیہات میں اس کا استعمال آج کل بھی ہے۔

۲: شلوار پہننا بھی قولی حدیث سے ثابت ہے۔

دیکھئے مسند الامام احمد (۵/۲۶۴ وسندہ حسن)

۳: ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ازار کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو، وہ آگ میں ہے۔

(صحیح بخاری: ۵۷۸۷)

۴: سیدنا جابر بن سُلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اور نصف پنڈلی تک اپنا ازار بلند رکھو اور اگر نہیں مانتے تو ٹخنوں تک رکھو، خبردار! ازار لٹکانے سے بچنا، کیونکہ یہ تکبر میں سے ہے اور اللہ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔ (سنن ابی داود: ۴۰۸۴ وسندہ صحیح)

۵: قاضی ابوبکر بن العربی المالکی رحمہ اللہ نے ایک صحیح حدیث سے چوتھا مسئلہ یہ بیان فرمایا: کسی مرد کے لئے جائز نہیں کہ اس کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو اور وہ کہے: میں تکبر نہیں کرتا، کیونکہ ممانعت کے الفاظ اس پر لگتے ہیں اور اس کی علت پر بھی لگتے ہیں، اگر الفاظ بلحاظِ حکم کسی پر لگتے ہوں تو یہ کہنا جائز نہیں کہ میں ان لوگوں میں سے نہیں جو یہ کام کرتے ہیں، کیونکہ علت اس میں نہیں، یہ تو شریعت کی مخالفت ہے اور ایسا دعویٰ ہے جو ناقابلِ تسلیم ہے، بلکہ یہ شخص اپنے تکبر کی وجہ سے کپڑا اور ازار لٹکاتا ہے، لہٰذا اس شخص کا جھوٹ قطعی طور پر معلوم ہے۔ (عارضۃ الاحوذی ۷/۲۳۸ تحت ح ۱۷۳۰)

۶: ٹخنوں سے نیچے ازار (کپڑا) لٹکانا حرام ہے اور ٹخنوں سے اوپر رکھنا ضروری (واجب) ہے۔ نصب پنڈلی یا اُس سے کچھ نیچے تک ازار رکھنا افضل و مباح ہے۔ واللہ اعلم

١٨: باب ما جاء في مشية رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے پیدل چلنے کے انداز کا بیان

١٢٢) حدثنا قتيبة بن سعيد : أنا ابن لهيعة عن أبي يونس عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : ما رأيت شيئًا أحسن من رسول الله ﷺ كأن الشمس تجري في وجهه و ما رأيت أحدًا أسرع في مشيته من رسول الله ﷺ كأنما الأرض تطوى له، إنا لنجهد أنفسنا و أنه لغير مكترث .

(سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں دیکھا، گویا سورج آپ کے چہرے پر چل رہا ہو اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تیز چلنے والا کوئی نہیں دیکھا، گویا زمین آپ کے لئے لپیٹ دی گئی ہو اور ہم پوری کوشش سے آپ کے ساتھ چلتے اور آپ کی رفتار میں کوئی تکلف نہیں ہوتا تھا۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی: ٣٦٤٨ وقال: ھذا حدیث غریب)
مسند احمد (٣٨٠/٢ ح ٨٩٤٣) صحیح ابن حبان (الاحسان: ٦٢٧٦ نسخہ محققہ: ٦٣٠٩)

اس روایت پر دو اعتراض ممکن ہیں:

١: ابن لہیعہ آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔

٢: ابن لہیعہ مدلس تھے، لیکن مسند احمد (٣٥٠/٢ ح ٨٦٠٤) میں ابن لہیعہ کے سماع کی تصریح موجود ہے۔

ان دونوں اعتراضوں کا جواب یہ ہے کہ عمرو بن الحارث (ثقہ راوی) نے ابن لہیعہ کی متابعت کر رکھی ہے۔ (دیکھئے صحیح ابن حبان، الاحسان: ٦٢٧٦، اور الکامل لابن عدی ١٠١٣/٣)

اور یہ سند صحیح ہے، لہٰذا ابن لہیعہ کی مذکورہ روایت بھی اس متابعت کے ساتھ صحیح ہے۔

١٢٣) حدثنا علي بن حجر و غير واحد قالوا : أنا عيسى بن يونس عن عمر ابن عبد الله مولى غُفرة قال : أخبرني إبراهيم بن محمد من وُلد علي بن أبي

طالب قال : كان علي رضي الله عنه إذا صف رسول الله ﷺ قال : **كان إذا مشى تقلع كأنما ينحط في صبب.**

روایت ہے کہ علی (رضی اللہ عنہ) جب نبی ﷺ کی صفت بیان کرتے تو فرماتے: جب آپ چلتے تو مضبوط قدموں سے چلتے گویا اوپر سے نیچے کی طرف اُتر رہے ہیں۔

تحقیق و تخریج: **سنده ضعيف**

دیکھئے حدیث سابق: ۷

۱۲٤) حدثنا سفيان بن وكيع : أنا أبي عن المسعودي عن عثمان بن مسلم ابن هرمز عن نافع بن جبير بن مطعم عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال : **كان النبي ﷺ إذا مشى تكفأ تكفيًا كأنما ينحط من صبب .**

(سیدنا) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ چلتے تو آگے کی طرف جھکے ہوئے چلتے، گویا آپ ڈھلان سے اتر رہے ہیں۔

تحقیق و تخریج: حسن

دیکھئے حدیث سابق: ٦، ٥

١٩: باب ما جاء في تقنع رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے سرڈھانپنے کا بیان

١٢٥) حدثنا يوسف بن عيسى : أنا وكيع : أنا الربيع بن صبيح عن يزيد بن أبان عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال : **كان رسول الله ﷺ يكثر القناع كأن ثوبه ثوب زياتٍ** .

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے اپنا سر ڈھانپتے تھے، آپ (کے سرِ مبارک) کا کپڑا اس طرح ہوتا گویا تیل بیچنے والے کا کپڑا ہے۔

تحقیق و تخریج: **سنده ضعيف**

دیکھئے حدیث سابق:٣٣

۲۰: باب ما جاء في جلسة رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے (کی کیفیت) کا بیان

۱۲۶) حدثنا عبد بن حميد: أنا عفان بن مسلم: ثنا عبد الله بن حسان عن جدتيه عن قيلة بنت مخرمة رضي الله عنها أنها رأت رسول الله ﷺ في المسجد وهو قاعد القرفصاء قالت: فلما رأيت رسول الله ﷺ المتخشع فى الجلسة أرعدت من الفرق.

قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں دیکھا، آپ (انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ) رانیں کھڑی کیے ہوئے بیٹھے تھے، (قیلہ رضی اللہ عنہا نے کہا:) میں نے جب آپ کو خشوع وخضوع سے بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں ڈر کی وجہ سے کانپنے لگی۔

تحقیق وتخریج: سندہ ضعیف

دیکھئے حدیث سابق (٦٧) یہ اسی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔

☆ سرین کے بل بیٹھ کر دونوں رانوں کو پیٹ سے ملانا اور دونوں ہاتھوں کا پنڈلیوں کے اوپر حلقہ بنانا، عربی زبان میں قرفصاء کہلاتا ہے۔

۱۲۷) حدثنا سعيد بن عبد الرحمن المخزومي وغير واحد قالوا: أنا سفيان عن الزهري عن عباد بن تميم عن عمه رضي الله عنه: **أنه رأى النبي ﷺ مستلقيا فى المسجد واضعًا إحدى رجليه على الأخرى.**

عباد بن تمیم کے چچا (عبداللہ بن زید بن عاصم) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا، آپ نے ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھا ہوا تھا۔

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۲۷۶۵، وقال: حسن صحیح)

صحیح بخاری (٦٢٨٧) صحیح مسلم (۲۱۰۰)

شرح و فوائد:

۱: مسجد میں لیٹنا، آرام کرنا اور سونا جائز ہے۔

۲: ایک روایت میں آیا ہے کہ تم میں سے کوئی بھی ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھ کر نہ لیٹے۔ (صحیح مسلم:۲۰۹۹)

یاد رہے کہ یہ حکم صرف اس حالت میں ہے جب ستر کھل جانے یا ننگا ہونے کا ڈر ہو۔

۳: جب مسجد میں لیٹنا جائز ہے تو ثابت ہوا کہ بیٹھنا بھی جائز ہے، لہٰذا یہ حدیث باب کے موافق ہے۔

۱۲۸) حدثنا سلمة بن شبيب : ثنا عبد الله بن إبراهيم المدني : أنا إسحاق بن محمد الأنصاري عن ربيح بن عبد الرحمن بن أبي سعيد عن أبيه عن جده أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال : **كان رسول الله ﷺ إذا جلس في المسجد احتبى بيديه .**

ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں بیٹھتے تو گوٹ مار کر بیٹھتے تھے۔

تحقیق و تخریج: **سنده ضعيف جدًا**

سنن ابی داود (۴۸۴۶)

اس روایت کا راوی عبداللہ بن ابراہیم بن ابی عمرو الغفاری المدنی سخت مجروح تھا۔

امام ابوداود نے فرمایا:

" **شيخ منكر الحديث** " (ح۴۸۴۶)

حافظ ابن حجر نے فرمایا:

" **متروك و نسبه ابن حبان إلى الوضع** "

وہ متروک ہے اور ابن حبان نے بتایا کہ وہ حدیثیں گھڑتا تھا۔ (تقریب التہذیب:۳۱۹۹)

فائدہ: صحیح بخاری کی حدیث اس روایت سے بے نیاز کر دیتی ہے اور اس کا متن درج

ذیل ہے:

(سیدنا) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے صحن میں گوٹ مار کر اس طرح (یعنی جلسۂ قرفصاء کی طرح) بیٹھے ہوئے دیکھا۔ (ح ۶۲۷۲)

۲۱: باب ما جاء في تكأة رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے تکیہ (ٹیک) لگانے کا بیان

۱۲۹) حدثنا عباس بن محمد الدوري : أنا إسحاق بن منصور عن إسرائيل عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة رضي الله عنه قال : **رأيت رسول الله ﷺ متكئًا على و سادةٍ على يساره .**

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تکیے پر بائیں جانب ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح (سنن ترمذی: ۲۷۷۰، وقال: حسن غریب)

سنن ابی داود (۴۱۴۳) صحیح ابن حبان (الاحسان: ۵۸۸)

شرح و فوائد:

۱: تکیے کے دائیں جانب ٹیک لگائی جائے یا بائیں جانب، دونوں طرح جائز ہے، بلکہ تکیے پر بیٹھنا بھی جائز ہے جیسا کہ سنن ابی داود کی حدیث سے ثابت ہے۔ (۴۴۴۹ وسندہ حسن)

۲: نیز دیکھئے آنے والی حدیث: ۱۳۳

۱۳۰) حدثنا حميد بن مسعدة : أنا بشر بن المفضل : أنا الجريري عن عبدالرحمن بن أبي بكرة عن أبيه رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : **((ألا أخبركم بأكبر الكبائر ؟))** قالوا: بلى يا رسول الله ! قال: **((الإشراك بالله و عقوق الوالدين .))** قال : و جلس رسول الله ﷺ و كان متكئًا قال: **((و شهادة الزور أو قول الزور))** قال : فما زال رسول الله ﷺ يقولها حتى قلنا ليته سكت .

ابوبکرہ (نفیع بن الحارث الثقفی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمھیں کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ نہ بتادوں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں! اے اللہ

کے رسول! آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی۔

(ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے) کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے ہوئے تھے (پھر) آپ بیٹھ گئے اور فرمایا: اور جھوٹی گواہی یا جھوٹی بات۔

یہ بات آپ بار بار کہتے رہے، حتیٰ کہ ہم نے کہا: کاش آپ خاموش ہو جائیں۔

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۱۹۰۱، ۲۳۰۱، ۳۰۱۹ وقال: حسن صحیح) صحیح بخاری (۲۶۵۴) صحیح مسلم (۸۷)

شرح وفوائد:

۱: کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔

۲: ٹیک لگانا اور نہ لگانا دونوں طرح جائز ہے۔

۳: والدین کی نافرمانی حرام ہے اور یاد رہے کہ کتاب وسنت کے خلاف والدین کی کوئی اطاعت نہیں۔

۴: جھوٹی گواہی اور جھوٹ بولنا دونوں حرام اور کبیرہ گناہ ہیں۔

۵: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ چھوڑ کا سیدھے بیٹھ کر یہ فرمانا گناہ کی شدت پر تنبیہ کرتا ہے۔

۱۳۱) حدثنا قتيبة : أنا شريك عن علي بن الأقمر عن أبي جحيفة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : ((**أما أنا فلا آكل متكئاً** .))

ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۱۸۳۰، وقال: حسن صحیح لانعرفہ الامن حدیث علی بن الاقمر) نیز دیکھئے آنے والی حدیث: ۱۳۲

۱۳۲) حدثنا محمد بن بشار : أنا عبد الرحمن بن مهدي : أنا سفيان عن علي بن الأقمر قال: سمعت أبا جحيفة رضي الله عنه يقول قال رسول الله ﷺ: ((**لا آكل متكئاً** .))

ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔

تحقیق وتخریج: صحیح

صحیح بخاری (۵۲۹۸۔۵۲۹۹)

شرح وفوائد:

۱: ٹیک لگا کر کھانے پینے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

۲: امام سفیان ثوری کے علاوہ یہی حدیث زکریا بن ابی زائدہ، مسعر بن کدام اور منصور وغیرہم نے بھی علی بن الاقمر سے بیان کر رکھی ہے۔ (دیکھئے المسند الجامع ۱۵/۱۴۔۱۵ ح ۱۲۱۱۱)

نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۳۱

۱۳۲) حدثنا یوسف بن عیسی : أنا وکیع : أنا إسرائیل عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة رضي الله عنه قال : **رأیت النبي ﷺ متكئًا علی وسادة .**

قال أبو عیسی : لم یذکر فیه وکیع علی یساره و هکذا روی غیر واحد عن إسرائیل نحو روایة وکیع ولا نعلم أحدًا ذکر فیه علی یساره إلا ما رواه إسحاق ابن منصور عن إسرائیل .

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو ایک سرہانے پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔

ابو عیسیٰ (ترمذی) نے کہا: وکیع نے ''بائیں طرف'' کے الفاظ نہیں کہے اور اسی طرح کئی راویوں نے اسرائیل سے وکیع (بن الجراح) جیسی روایت بیان کی ہے۔

ہمارے علم کے مطابق ''بائیں طرف'' کے الفاظ صرف اسحاق بن منصور نے اسرائیل (بن یونس بن ابی اسحاق) سے بیان کئے ہیں۔

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح

سنن ابی داود (۴۱۴۳) نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۲۹

تنبیہ: باب نمبر ۲۱ میں استراحت کے لئے یا بیٹھے ہوئے ٹیک لگانے کا بیان ہے اور باب نمبر ۲۲ میں کمزوری یا کسی سبب سے چلتے پھرتے وقت کسی کے ساتھ سہارا لینے کا تذکرہ ہے۔

۲۲: باب اتكاء رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے ٹیک لگانے (کسی انسان کا سہارا لے کر چلنے) کا بیان

۱۳٤) حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن : أنا عمرو بن عاصم : أنا حماد بن سلمة عن حميد عن أنس رضي الله عنه : **أن النبي ﷺ كان شاكيًا فخرج يتوكأ على أسامة بن زيد رضي الله عنه و عليه ثوب قطري قد توشح به فصلى بهم .**

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بیمار تھے، پھر آپ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا سہارا لئے ہوئے باہر تشریف لائے اور آپ نے قطری کپڑا لپیٹا ہوا تھا، پھر آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

تحقیق و تخریج: صحیح (شرح السنۃ للبغوی ۱۲/۲۳ ح ۳۰۹۲ من طریق الترمذی بہ)

دیکھئے حدیث سابق: ٦٠

۱۳٥) حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن : أنا محمد بن المبارك : أنا عطاء بن مسلم الخفاف الحلبي : أنا جعفر بن برقان عن عطاء بن أبي رباح عن الفضل ابن عباس رضي الله عنه [قال : دخلت على رسول الله ﷺ][1] ﷺ في مرضه الذي توفي فيه و على رأسه عصابة صفراء فسلمت عليه فقال : ((**يا فضل!**)) قلت : لبيك يا رسول الله ! قال : ((**اشدد بهذه العصابة رأسي .**)) قال : ففعلت ثم قعد فوضع كفه على منكبي ثم قام فدخل المسجد و في الحديث قصة .

فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اس بیماری میں آپ کے پاس گیا، جس میں آپ فوت ہو گئے تھے اور آپ نے سر مبارک پر زرد کپڑا (رومال) رکھا ہوا

....

(۱) من ب .

تھا۔ میں نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے فرمایا: اے فضل! میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: اس کپڑے کو میرے سر پر مضبوطی سے باندھ دو۔
پھر میں نے ایسا کیا تو آپ بیٹھ گئے اور میرے کندھے پر اپنی ہتھیلی رکھی، پھر کھڑے ہو کر مسجد تشریف لے گئے۔ اور اس حدیث میں ایک قصہ (بھی بیان کیا گیا) ہے۔

تحقیق و تخریج: سنده ضعيف

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: عطاء بن مسلم کی چھ محدثین نے توثیق کی اور چھ نے جرح کی، نیز حافظ ابن حجر نے فرمایا: "صدوق يخطئ كثيرًا" وہ سچا (راوی) ہے اور بہت غلطیاں کرتا تھا۔

(تقریب التہذیب: ۴۵۹۹)

حافظ ذہبی نے اسے دیوان الضعفاء میں ذکر کیا، لہٰذا جمہور کے نزدیک مجروح ہونے کی وجہ سے یہ راوی ضعیف ہے۔

۲: عطاء بن ابی رباح کی فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے، بلکہ حافظ مزی نے فرمایا: کہا گیا ہے کہ انھوں (عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ) نے فضل (بن عباس رضی اللہ عنہ) سے (کچھ) نہیں سنا۔ (تہذیب الکمال ۵/ ۱۶۷)

عطاء بن مسلم الخفاف سے ایک روایت میں عطاء اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے درمیان عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا واسطہ ہے۔ (دیکھئے المعجم الاوسط للطبرانی ۴/ ۸۲ ح ۳۱۱۱، المعجم الکبیر ۱۸/ ۲۸۱ ح ۷۱۹)

اور اس کی سند میں عطاء بن مسلم سے محمد بن متوکل بن عبدالرحمٰن یعنی ابن ابی السری العسقلانی راوی ہیں جو عندالجمہور موثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث ہیں اور ان تک سند حسن لذاتہ ہے۔ واللہ اعلم

مختصر یہ کہ شمائل ترمذی والی روایت عطاء بن مسلم (ضعیف) کی وجہ سے ضعیف ہے اور المعجم الکبیر (۱۸/ ۲۸۰ ح ۷۱۸) میں اس روایت کا ایک شاہد بھی ہے، لیکن اس کی سند میں کئی راوی نامعلوم (مجہول) ہیں۔ دیکھئے مجمع الزوائد (۹/ ۲۶)

۲۳: باب صفة أكل رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے کھانا تناول فرمانے کے انداز کا بیان

۱۳٦) حدثنا محمد بن بشار : أنا عبد الرحمن بن مهدي عن سفيان عن سعد بن إبراهيم عن ابن لكعب بن مالك عن أبيه رضي الله عنه : **أن النبي ﷺ كان يلعق أصابعه ثلاثًا** .

قال أبو عيسى : وروى غير محمد بن بشار هذا الحديث قال : يلعق أصابعه الثلاث .

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی انگلیاں (کھانا کھانے کے بعد) تین دفعہ چاٹتے تھے۔

ابوعیسیٰ (ترمذی) نے کہا: محمد بن بشار کے علاوہ دوسرے راویوں نے ''اپنی تینوں انگلیاں چاٹتے تھے'' بیان کیا ہے۔

تحقیق وتخریج: سنده ضعيف

اس روایت میں سفیان ثوری (ثقہ امام مدلس) کا عنعنہ ہے اور بعض علماء نے یہ دعویٰ بھی کر دیا ہے کہ یہ روایت شاذ ہے۔ واللہ اعلم (دیکھئے الضعیفہ للالبانی: ۵۴۰۷)

اس باب میں صحیح مسلم والی روایت ''**يلعق أصابعه الثلاث من الطعام**'' کھانے کے بعد اپنی تینوں انگلیاں چاٹتے تھے۔ (ح ۲۰۳۲، ترقیم دارالسلام: ۵۲۹٦) صحیح اور محفوظ ہے۔ نیز دیکھئے آنے والی حدیث: ۱۴۰

۱۳۷) حدثنا الحسن بن علي الخلال : أنا عفان : أنا حماد [بن سلمة](1) عن ثابت عن أنس رضي الله عنه: **كان النبي ﷺ إذا أكل طعامًا لعق أصابعه الثلاث** .

....

(۱) من ب

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کھانا کھالیتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹتے تھے۔

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی:۱۸۰۳، مطولاً وقال: حسن غریب صحیح)
صحیح مسلم (۲۰۳۴)

شرح وفوائد:

۱: کھانا تین انگلیوں سے کھانا چاہئے، اِلا یہ کہ اضطراری حالت ہو مثلاً چاول وغیرہ تو پیالے سے پانی پینے یا چھری سے گوشت کاٹنے پر قیاس کر کے چمچ سے کھانا بھی جائز ہے۔

۲: زندگی میں سادگی کو اپنانا چاہئے اور ہمیشہ تکبر سے اجتناب کرنا چاہئے۔

۳: وہ لوگ غلطی پر ہیں جو کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کو بُرا کہتے ہیں۔

۴: صحابۂ کرام نے اپنی استطاعت کے مطابق نبی کریم ﷺ کی ہر ادا کو محفوظ رکھا ہے۔

۱۳۸_۱۳۹) حدثنا الحسين بن علي [بن يزيد][1] الصدائي البغدادي: أنا يعقوب بن إسحاق الحضرمي : أنا شعبة عن سفيان الثوري عن علي بن الأقمر عن أبي جحيفة رضي الله عنه قال قال النبي ﷺ :((**أما أنا فلا آكل متكئاً .**))
حدثنا محمد بن بشار : أنا عبد الرحمن بن مهدي : أنا سفيان عن علي بن الأقمر نحوه .

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں تو ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔

تحقیق وتخریج: صحیح

دیکھئے حدیث سابق:۱۳۲

۱٤٠) حدثنا هارون بن إسحاق الهمداني : أنا عبدة بن سليمان عن هشام بن عروة عن ابن لكعب بن مالك عن أبيه رضي الله عنه قال :

كان رسول الله ﷺ يأكل بأصابعه الثلاث و يلعقهن .

....

(۱) من ب .

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی تین انگلیوں کے ساتھ کھاتے اور (بعد میں) انھیں چاٹتے تھے۔

تحقیق و تخریج: صحیح

صحیح مسلم (۲۰۳۲) نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۳۶

اس روایت میں ابن کعب بن مالک سے مراد عبدالرحمٰن یا عبداللہ ہیں اور دونوں ثقہ ہیں۔ رحمہما اللہ

۱٤۱) حدثنا أحمد بن منيع : أنا الفضل بن دكين : أنا مصعب بن سُلَيم قال : سمعت أنس بن مالك رضي الله عنه يقول : **أتي رسول الله ﷺ بتمر فرأيته يأكل وهو مقع من الجوع.**

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجور لائی گئی تو میں نے دیکھا، آپ بھوک کی وجہ سے دونوں پنڈلیاں کھڑی کئے اور زمین پر بیٹھے ہوئے انھیں کھا رہے تھے۔

تحقیق و تخریج: صحیح

صحیح مسلم (۲۰۴۴، دارالسلام: ۵۳۳۱۔۵۳۳۲)

شرح و فوائد:

۱: مقعٍ یعنی اقعاء کئے ہوئے اور اقعاء کا یہاں معنی یہ ہے کہ دونوں سرین زمین پر لگائے ہوئے اور دونوں پنڈلیاں کھڑی کئے ہوئے۔

۲: کھانے کا یہ طریقہ اضطراری حالت پر محمول ہے۔

۳: مشکل کشا صرف ایک اللہ ہے، جسے نہ بھوک لگتی ہے اور نہ پیاس، نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند آتی ہے۔

۴: سنن ابی داود کی ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس پرانی کھجوریں لائی گئیں تو آپ انھیں چیر کر اندر دیکھتے تھے اور اس میں سے کیڑوں کو نکال پھینکتے تھے۔

(دیکھئے ح ۳۸۳۲ وسندہ حسن)

اس حدیث سے بھی کئی مسئلے ثابت ہوئے:

۱: عالم الغیب صرف ایک اللہ ہے۔

۲: کیڑے کھانا حلال نہیں ہے۔

۳: کھانے پینے کے بارے میں بھی خوب تحقیق کرنی چاہئے۔

۴: حرام سے بچنا ضروری ہے۔

۵: رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں۔

۶: بایں شان استغناء سید المرسلین ﷺ کی تواضع اور رزقِ الٰہی کی قدر افزائی کے دُود زدہ کھجور کو بھی صاف کر کے کھا لیتے تھے۔

۷: کھجور کا وصف ہے کہ صرف کیڑا یا پھپھوندی لگنے سے خراب نہیں ہوتی، بلکہ اتنے حصے کو صاف کر کے باقی کھائی جا سکتی ہے۔

شکر کے ساتھ قناعت پسندی والی زندگی گزاری ہے۔

۱۴۵) حدثنا عبد اللّٰه بن عبد الرحمن : أنا عبيد اللّٰه بن عبد المجيد الحنفي : أنا عبد الرحمن وهو ابن عبد اللّٰه بن دينار : أنا أبو حازم عن سهل بن سعد أنه قيل له : أكل رسول اللّٰه ﷺ النقي يعني الحُوّارى ؟ فقال سهل رضي اللّٰه عنه : ما رأى رسول اللّٰه ﷺ النقي حتى لقي اللّٰه تعالى فقيل له : هل كانت لكم مناخل على عهد رسول اللّٰه ﷺ ؟ قال : ما كانت لنا مناخل فقيل كيف كنتم تصنعون بالشعير ؟ قال : كنا ننفخه فيطير منه ما طار ثم نعجنه .

سہل بن سعد (الساعدی رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا:

کیا رسول اللہ ﷺ نے چھنے ہوئے آٹے یعنی میدے کی روٹی کھائی تھی؟ تو انھوں نے (جواب دیتے ہوئے) فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے ملاقات (یعنی وفات) تک چھنے ہوئے آٹے (میدے) کی روٹی نہیں دیکھی تھی۔

ان سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تمھارے پاس چھلنیاں ہوتی تھیں؟ انھوں نے فرمایا: ہمارے پاس چھلنیاں نہیں ہوتی تھیں۔

پھر کہا گیا: تم جَو کے ساتھ کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہم پھونک مارتے، پھر اس میں سے جو اُڑ جاتا سو اُڑ جاتا، پھر (باقی کو) گوندھ لیتے تھے۔

تحقیق وتخریج: سندہ حسن (سنن ترمذی: ۲۳۶۴، وقال: حسن صحیح)

صحیح بخاری (۵۴۱۳، ۵۴۱۰) مختصراً.

شرح وفوائد:

۱: چھلنی سے آٹا چھاننا جائز ہے، لیکن چھانے بغیر آٹا استعمال کرنا ہر لحاظ سے بہتر ہے، اِلا یہ کہ آٹے میں سے کسی مشکوک چیز کو نکالنا مقصود ہو۔

۲: کھلے برتن (پرات وغیرہ) میں پھونک مارنا جائز ہے اور جس حدیث میں ممانعت آئی ہے، اس سے مراد بند برتن ہیں، مثلاً ہانڈی، دیگچی اور گلاس وغیرہ، یا پھر اسے اضطراری

حالت پر محمول کیا جائے گا۔ واللہ اعلم

۳: شاگرد کا صرف سوال پوچھنا اعتراض نہیں ہوتا، اِلا یہ کہ اعتراض کی صراحت یا اشارہ موجود ہو۔

۴: عہدِ نبوی میں گندم کی روٹی بہت کم لوگوں کو میسر تھی۔

۱۴٦) حدثنا محمد بن بشار : أنا معاذ بن هشام : أخبرني أبي عن يونس عن قتادة عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال : ما أكل نبي الله ﷺ على خوانٍ و لا في سكرجة ولا خبز له مرقق، قال فقلت لقتادة : فعلى ما كانوا يأكلون؟ قال: على هذه السفر .

قال محمد بن بشار : يونس الذي روى عن قتادة هو يونس الإسكاف.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے میز پر کبھی کھانا نہیں کھایا اور نہ چھوٹی طشتری (پلیٹ) میں کھانا کھایا اور نہ آپ کے لئے باریک آٹے کی روٹی پکائی گئی۔

یونس (بن ابی الفرات الاسکاف) نے کہا کہ میں نے قتادہ سے پوچھا: وہ کس چیز پر کھانا کھایا کرتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: ان عام دسترخوانوں پر۔

محمد بن بشار نے کہا: یونس سے مراد یونس الاسکاف ہیں۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۱۷۸۸، وقال: حسن غریب)

صحیح بخاری (۵۳۸٦)

نیز دیکھئے آنے والی حدیث: ۱۴۹

فائدہ: روایتِ مذکورہ میں قتادہ کے سماع کی تصریح نہیں ملی، لیکن صحیحین میں مدلسین کی تمام روایات سماع یا معتبر متابعات پر محمول ہونے کی وجہ سے صحیح ہیں۔

شرح و فوائد:

۱: حدیث مذکور میں جن امور کا ذکر ہے، وہ حرام یا ناجائز نہیں، بلکہ ان کا تعلق تقویٰ، انکساری اور افضلیت سے ہے۔

دوسرے الفاظ میں عرض ہے کہ میز پر کھانا کھانا جائز ہے، لیکن عذر کے بغیر بہتر نہیں، باریک چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھانا جائز ہے، لیکن بہتر نہیں، پلیٹ اور طشتری میں کھانا کھانا جائز ہے مگر بہتر نہیں اور بہتر یہ ہے کہ سارے لوگ مل کر ایک برتن میں کھائیں۔

۲: سورۃ النور کی آیت ۶۱ سے ثابت ہے کہ اکیلے کھانا کھانا بھی جائز ہے اور لوگوں کا مل کر اکٹھے کھانا کھانا بھی جائز ہے۔

۳: سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۳۱ سے ثابت ہے کہ اسراف سے بچتے ہوئے ہر قسم کا حلال اور طیب کھانا جائز ہے، نیز آیت نمبر ۳۲ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حلال وطیب چیزوں سے قسماقسم کے کھانے تیار کر کے کھانا جائز ہے۔

۴: جن امور میں اجازت ہے، ان میں بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ طریقے پر عمل کرنا افضل ہے، لیکن یاد رہے کہ واضح دلیل اور سلف صالحین کے فہم کے بغیر جائز امور کو ناجائز وحرام قرار دینا غلط ہے۔

۱۴۷) حدثنا أحمد بن منيع : أنا عباد بن عباد المهلبي عن مجالد عن الشعبي عن مسروق قال : دخلت على عائشة رضي الله عنها فدعت لي بطعام وقالت: ما أشبع من طعام فأشاء أن أبكي إلا بكيت . قال قلت: لم ؟ قالت : أذكر الحال التي فارق عليها رسول الله ﷺ الدنيا والله ما شبع من خبز ولحم مرتين في يوم .

مسروق (ثقہ تابعی، رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں (بچپن میں) عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو انھوں نے میرے لئے کھانا منگوایا اور فرمایا: میں جب بھی سیر ہو کر کھاتی ہوں تو اگر رونا چاہوں تو رو سکتی ہوں۔ میں نے پوچھا: کیوں؟ انھوں فرمایا: مجھے وہ حالت یاد آتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ دنیا سے چلے گئے، اللہ کی قسم! آپ نے کسی ایک دن بھی سیر ہو کر دو دفعہ روٹی اور گوشت نہیں کھایا تھا۔

تحقیق وتخریج: سندہ ضعیف (سنن ترمذی ۲۳۵۶ وقال: ھذا حدیث حسن)

مسند ابی یعلیٰ (۴۵۳۸)

یہ روایت اس وجہ سے ضعیف ہے کہ اس کا ایک بنیادی راوی مجالد بن سعید الہمدانی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

فائدہ: صحیح مسلم میں آیا ہے کہ ''لقد مات رسول الله ﷺ و ما شبع من خبز و زیتٍ في یوم واحد مرتین'' رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور آپ نے ایک دن میں سیر ہو کر دو دفعہ روٹی اور گھی نہیں کھایا تھا۔ (ح۲۹۷۴)

اور یہ صحیح حدیث مجالد کی ضعیف روایت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

۱۴۸) حدثنا محمود بن غيلان : أنا أبو داود : أنبانا شعبة عن أبي إسحاق قال : سمعت عبد الرحمن بن يزيد يحدث عن الأسود [ابن يزيد] (۱) عن عائشة رضي الله عنها قال : **ما شبع رسول الله ﷺ من خبز الشعير يومين متتابعين حتى قبض .**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات تک دو دن لگاتار سیر ہو کر جو کی روٹی (تک) نہیں کھائی۔

تحقیق وتخریج: سنده صحيح

مسند ابی داود الطیالسی (۱۳۸۹، دوسرا نسخہ: ۱۴۹۲)

نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۴۲

۱۴۹) حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن : أنا عبد الله بن عمرو أبو معمر : أنا عبد الوارث عن سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن أنس رضي الله عنه قال :

ما أكل رسول الله ﷺ على خوان ولا أكل خبزًا مرققًا حتى مات .

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میز پر کبھی نہیں کھایا اور نہ وفات تک کبھی

....

(۱) من ب .

باریک آٹے کی روٹی کھائی ہے۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۲۳۶۳ وقال: حسن صحیح غریب من حدیث سعید بن ابی عروبہ)

صحیح بخاری (۶۴۵۰)

نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۴۶

۲۵: باب صفة إدام رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے سالن کا بیان

۱۵۰) حدثنا محمد بن سهل بن عسكرٍ و عبد الله بن عبد الرحمن قالا : أنا يحيى بن حسان : ثنا سليمان بن بلال عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها : أن رسول الله ﷺ قال : ((**نعم الإدام الخل .**)) قال عبد الله في حديثه : ((**نعم الإدم أو**[1] **الأدم الخل .**))

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سرکہ بہترین سالن ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن (الدارمی) کی روایت میں " **نعم الأدم الخل** " یا " **نعم الإدام الخل** " ہے۔

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی:۱۸۴۰، وقال: حسن صحیح غریب)

صحیح مسلم (۲۰۵۱، دارالسلام: ۵۳۵۰۔۵۳۵۱)

سنن عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی (۲/۱۰۱ ح ۲۰۵۵)

شرح وفوائد:

۱: اگر روایت کے بعض الفاظ میں اختلاف ہو اور معنی ایک ہو تو کوئی حرج نہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ روایت باللفظ ہو۔

۲: سرکے کے بہت سے فوائد ہیں، مثلاً زیتون کے ساتھ سرکہ استعمال کرنا دردِ سر کے لئے مفید ہے۔ دیکھئے خزائن الادویہ (۴/۳۴۶)

۱۵۱) حدثنا قتيبة : ثنا أبو الأحوص عن سماك بن حرب قال : سمعت النعمان بن بشير رضي الله عنه يقول : ألستم في طعام و شراب ما شئتم ؟ **لقد**

(۱) من ب وجاء في الأصل " و " !

رأيت نبيكم ﷺ و ما يجد من الدقل ما يملأ بطنه .

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: کیا تم اپنی مرضی سے کھانے پینے میں (مصروف) نہیں ہو؟ میں نے تمھارے نبی ﷺ کو دیکھا ہے، آپ کے پاس سستی قسم کی خشک کھجوریں بھی نہ ہوتی تھیں جن سے پیٹ بھرا جا سکتا۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۲۳۷۲ وقال: ھذا حدیث حسن صحیح)
صحیح مسلم (۲۹۷۷، دارالسلام: ۷۴۵۹)

شرح و فوائد:

۱: مشکل کشا صرف اللہ ہی ہے۔

۲: رسول اللہ ﷺ نے صبر وشکر کے ساتھ انتہائی غربت اور قناعت پسندی کی زندگی گزاری ہے۔

۱۵۲) حدثنا عبدة بن عبد الله الخزاعي : أنا معاوية بن هشام عن سفيان عن محارب بن دثار عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ :

((نعم الإدام الخل .))

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سرکہ بہترین سالن ہے۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۱۸۴۲)
سنن ابی داود (۳۸۲۰)

اس روایت کی سند سفیان ثوری (مدلس) کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے اور سنن ابن ماجہ (۳۳۱۷) میں ان کی متابعت قیس بن الربیع (ضعیف راوی) سے مروی ہے، لیکن اس سند میں قیس کا شاگرد جبارہ بن مغلس سخت مجروح اور ساقط العدالت ہے، لہٰذا یہ متابعت مردود ہے۔

حدیث سابق (۱۵۰) صحیح ہے اور اس روایت کا صحیح شاہد ہے، جس کے ساتھ یہ روایت بھی صحیح ہے۔

۱۵۳) حدثنا هناد : أنا وكيع عن سفيان عن أيوب عن أبي قلابة عن زهدم الجرمي قال : كنا عند أبي موسى الأشعري رضي الله عنه فأتي بلحم دجاج فتنحى رجل من القوم فقال : ما لك ؟ فقال : إني رأيتها تأكل نتنًا فحلفت [أن][(۱)] لا آكلها قال : ادن فإني رأيت رسول الله ﷺ **يأكل لحم دجاج .**

زہدم (بن مضرب) الجرمی (ثقہ تابعی، رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ ہم ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ اتنے میں آپ کے پاس مرغی کا گوشت لایا گیا، پھر لوگوں میں سے ایک آدمی پیچھے ہٹنے لگا تو انھوں (ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ) نے پوچھا: تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا: میں نے اس (مرغی) کو دیکھا ہے، یہ گندی چیزیں کھا رہی تھی تو میں نے قسم کھالی کہ اسے نہیں کھاؤں گا۔ انھوں نے فرمایا: قریب ہو جا، بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغی کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۱۸۲۷ مختصراً وقال: حسن صحیح)

صحیح بخاری (۵۵۱۷) صحیح مسلم (۱۶۴۹) من حدیث سفیان الثوری بہ .

وللحدیث طرق عند البخاری (۴۳۸۵) وغیرہ

شرح وفوائد:

۱: پاک وحلال بہترین چیزیں کھانا جائز ہے اور یہ اسراف میں سے نہیں ہے۔

۲: مرغی حلال ہے اور فارمی مرغی (برائیلر) بھی حلال ہے۔

۳: اگر دلیل یاد ہو تو موقع آنے پر سنا دینی چاہئے۔

۴: رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں ہی کل خیر ہے۔

۵: غلط قسم کو توڑ دینا چاہئے اور اس کا کفارہ دے دینا بہتر ہے۔

۶: علماء کے پاس بیٹھنا بیحد مفید ہے۔

....

(۱) من سہو .

۷: نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر (رضی اللہ عنہ) گندگی کھانے والی مرغی کو تین دن تک روکے رکھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۸/ ۱۴۷ ح ۲۴۵۹۸)

اس روایت کو حافظ ابن حجر نے ''بسند صحيح'' کہا۔ (فتح الباری ۹/ ۶۴۸ ح ۵۵۱۸)
لیکن اس کی سند سفیان ثوری (مدلس) کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے۔
مصنف عبدالرزاق میں اس کا ایک شاہد ہے۔ (۴/ ۵۲۲ ح ۸۷۱۷، دوسرا نسخہ ۸۷۴۸)
لیکن اس کی سند بھی عبدالرزاق (مدلس) کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس کے علاوہ باقی سند حسن ہے۔

۱۵٤) حدثنا الفضل بن سهل الأعرج البغدادي : أنا إبراهيم بن عبد الرحمن ابن مهدي عن إبراهيم بن عمر بن سفينة عن أبيه عن جده رضي الله عنه قال :
أكلت مع رسول الله ﷺ لحم حبارى .

سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (بیٹھ کر) سُرخاب (حباریٰ/ چکور) کا گوشت کھایا۔

تحقیق وتخریج: سنده ضعيف (سنن ترمذی: ۱۸۲۸، وقال: غریب...)
سنن ابی داود (۳۷۹۷)

یہ روایت اس وجہ سے ضعیف ہے کہ اس کا راوی ابراہیم بن عمر بن سفینہ ضعیف ہے، اسے صرف ابن عدی نے ثقہ قرار دیا اور عقیلی، ابن حبان اور ذہبی یعنی جمہور نے ضعیف قرار دیا۔
(سابقہ) حدیث (۱۵۳) میں یہ دلیل ہے کہ مرغی حلال ہے اور طیبات میں سے ہے۔

۱۵۵) حدثنا علي بن حجر : أنا إسماعيل بن إبراهيم عن أيوب عن القاسم التيمي (۱) عن زهدم الجرمي قال : كنا عند أبي موسى رضي الله عنه : فقدم

....

(۱) كذا في الأصلين و جاء في كتب الرجال : " التميمي " وهو القاسم بن عاصم .

طعامه و قدم في طعام لحم دجاج و في القوم رجل من بني تيم اللّٰه، أحمر كأنه مولى قال : فلم يدن، فقال له أبو موسى : **ادن فإني قد رأيت رسول اللّٰه ﷺ أكل منه** فقال : إني رأيته يأكل شيئًا فقذرته فحلفت أن لا أطعمه أبدًا .

زھدم الجرمی (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ ہم ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے پاس (بیٹھے ہوئے) تھے، انھوں نے اپنا کھانا پیش کیا اور کھانے میں مرغی کا گوشت پیش کیا۔ لوگوں میں بنی تیم اللہ کا سرخ رنگت والا ایک آدمی تھا، گویا غلام ہو، پھر وہ (کھانے کے) قریب نہ ہوا تو ابوموسیٰ (رضی اللہ عنہ) نے اس سے کہا: قریب ہو جا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ نے مرغی میں سے کھایا ہے۔

اس آدمی نے کہا: میں نے اس مرغی کو گندی چیز کھاتے ہوئے دیکھا تو میں نے قسم کھا لی تھی کہ میں اسے کبھی نہیں کھاؤں گا۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح

دیکھئے حدیث سابق:۱۵۳

۱۵٦) حدثنا محمود بن غيلان : أنا أبو أحمد الزبيري و أبو نعيم قالا : أنا سفيان عن عبد اللّٰه بن عيسى عن رجل من أهل الشام يقال له : عطاء عن أبي أسيد رضي اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ : ((**كلوا الزيت وادهنوا به فإنه من شجرة مباركة .**))

ابواَسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زیتون کا تیل کھاؤ اور اس کی مالش بھی کرو، کیونکہ یہ مبارک درخت میں سے ہے۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۱۸۵۲، وقال: ھذا حدیث غریب...)

مسند احمد (۳/ ۴۹۷ ح ۱۶۰۵۴) المعجم الکبیر للطبرانی (۱۹/ ۲۶۹۔۲۷۰ ح ۵۹۷)

روایتِ مذکورہ میں زہیر بن معاویہ نے سفیان ثوری کی متابعت کر رکھی ہے۔

(دیکھئے المعجم الکبیر ح ۵۹٦)

عطاء سے مراد ابن ابی رباح نہیں بلکہ کوئی اور شخص ہیں اور حاکم وذہبی دونوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (المستدرک مع التلخیص ۲/ ۳۹۷۔ ۳۹۸ ح ۳۵۰۴)

لہٰذا وہ حسن الحدیث ہیں اور عبداللہ بن عیسیٰ بھی جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث ہیں۔

اس حدیث کے کئی شواہد بھی ہیں۔ مثلاً دیکھئے آنے والی حدیث: ۱۵۷

۱۵۷) حدثنا يحيى بن موسى : ثنا عبد الرزاق : ثنا معمر عن زيد بن أسلم عن أبيه عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ :

((**كلوا الزيت وادّهنوا به ، فإنه من شجرةٍ مباركةٍ .**))

قال أبو عيسى : كان عبد الرزاق يضطرب في هذا الحديث فربما أسنده و ربما أرسله .

۱۵۸) حدثنا السنجي أبو داود سليمان بن معبد : ثنا عبد الرزاق عن معمر عن زيد بن أسلم عن أبيه رضي الله عنه(۱) عن النبي ﷺ نحوه و لم يذكر فيه عن عمر .

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زیتون کا تیل کھاؤ اور اس کی مالش کرو، کیونکہ یہ مبارک درخت سے ہے۔

ابوعیسیٰ (ترمذی) نے کہا: عبد الرزاق کو اس حدیث میں اضطراب تھا، بعض اوقات (متصل) سند سے بیان کرتے اور بعض اوقات اسے مرسل بیان کرتے تھے۔

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی: ۱۸۵۱، وذکر کلاماً)

سنن ابن ماجہ (۳۳۱۹)

المستدرک (۴/ ۱۲۲) وصححہ الحاکم علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی وأوردہ الضیاء المقدسی فی

....

(۱) قلت : أسلم والد زيد من التابعين رحمه الله .

المختارة (۱/ ۱۷۵ ح ۸۲، ۸۳)

شرح و فوائد:

۱: اگر ایک ثقہ راوی کسی روایت کو کبھی صحیح متصل سند سے بیان کرے اور کبھی مرسل سند سے بیان کرے تو وہ روایت ضعیف و مضطرب نہیں ہو جاتی، بلکہ صحیح و متصل ہی رہتی ہے، اِلا یہ کہ کسی راوی کی خطاء اور وہم پر محدثین کا اجماع (اتفاق) ہو تو وہ مستثنیٰ ہے۔

۲: محمد بن سہل بن عسکر (ثقہ راوی) کی روایت میں ہے کہ مَرو (علاقے) کے ایک نوجوان احمد بن سعید نے عبدالرزاق سے کہا: آپ اس حدیث کو مرفوع (یعنی متصل سند کے ساتھ) بیان نہیں کرتے؟ انھوں (عبدالرزاق) نے جواب دیا: وہ وہ ہے جو ہم نے بیان کر دیا اور یہ وہ ہے جو ہم بیان کرتے ہیں۔ (المختارہ ۱/ ۱۷۵)

ثابت ہوا کہ عبدالرزاق نے اس حدیث کو دونوں طرح سے سنا تھا اور دونوں طرح بیان کر دیا، لہٰذا امام ترمذی کا اعتراض قوی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۳: اس روایت کی دو سندیں ہیں: پہلی (۱۵۷) صحیح ہے اور دوسری (۱۵۸) مرسل ہے۔
مرسل ضعیف ہوتی ہے، لیکن یہاں مرسل بھی سابقہ صحیح شاہد کی وجہ سے صحیح ہے۔

۴: سنن ترمذی میں اس روایت پر کلام اور حدیث ابی اسید رضی اللہ عنہ (۱۸۵۲) سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ ضعیف + ضعیف والی حسن لغیرہ کو حجت نہیں سمجھتے تھے۔

۱۵۹) حدثنا محمد بن بشار: أنا محمد بن جعفر و عبد الرحمن بن مهدي قال: أنا شعبة عن قتادة عن أنس رضي الله عنه قال: **كان النبي ﷺ يعجبه الدباء فأتي بطعامٍ أو دعي له، فجعلت أتتبعه، و أضعه بين يديه لما أعلم أنه يحبه.**

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کدو (کھانا) پسند کرتے تھے، پس (ایک دفعہ) آپ کے پاس کھانا لایا گیا یا آپ کو کھانے کی دعوت دی گئی، پھر میں نے (برتن میں سے) کدو کے ٹکڑے دیکھ دیکھ کر آپ (ﷺ) کے سامنے رکھنے شروع کر دیئے، کیونکہ میں

جانتا تھا کہ آپ اسے پسند کرتے ہیں۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح

مسند احمد (۳/ ۱۷۷، ۲۷۳،۳، [۲۷۹ زوائد عبداللہ بن احمد] ،۲۹۰)

سنن دارمی (۲۰۵۷) السنن الکبریٰ للنسائی (۶۶۶۴)

شرح و فوائد:

۱: ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی محبت و اطاعت میں اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

۲: صحابۂ کرام رسول اللہ ﷺ سے والہانہ پیار کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

۳: گوشت میں پکا ہوا کدو انتہائی پسندیدہ و مفید کھانا ہے۔

۴: مطلقاً کدو کی سبزی بھی انتہائی پسندیدہ اور از حد مفید ہے۔

۵: علماء اور اکابر کا احترام بہت ضروری ہے اور عوام و متعلقہ اشخاص کو ان کی پسند و ناپسند کا خیال رکھنا چاہئے۔

۶: کسی دنیاوی چیز کی پسند یا ناپسند فطری ہوتی ہے اور انسان کو اس کا اختیار ہے، مثلاً بعض لوگ بینگن کھانا پسند نہیں کرتے اور بعض بھنڈیاں کھانا زیادہ پسند کرتے ہیں۔

۷: اس حدیث کی اور بھی بہت سی سندیں ہیں۔ مثلاً دیکھئے صحیح بخاری (۵۴۲۰) اور صحیح مسلم (۲۰۴۱، دارالسلام: ۵۳۲۵۔۵۳۲۶)

۸: میزبان کو دعوت میں مہمان اور مدعو شخص کا خیال رکھنا چاہئے۔

۹: اگر کوئی شخص کھانا کھانے کے دوران میں کسی شخص کا احترام کرتے ہوئے، کوئی بہترین چیز کھانے کے لئے پیش کرے تو اس محترم شخص کا اس چیز کو کھانا جائز ہے۔

۱۰: ملا علی قاری حنفی نے لکھا ہے کہ "**و قد ثبت عن أبي يوسف أنه حكم بكفر من قال: لا أحب الدباء، بعد ما قيل له : إنه كان يحبه سيد الأنبياء . . .**"

اور (قاضی) ابو یوسف سے ثابت ہے کہ انھوں نے اس شخص کو کافر قرار دیا، جس نے یہ

معلوم ہونے کے بعد کہ ''نبیوں کے سردار (محمد ﷺ) اسے (کدو کو) پسند کرتے تھے'' یہ کہا: میں کدو کو پسند نہیں کرتا۔ (الرد علی القائلین بوحدۃ الوجود ص ۱۵۵)

عرض ہے کہ قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کی طرف منسوب یہ واقعہ با سند صحیح کہیں نہیں ملا اور کاش! یہ واقعہ صحیح ثابت ہوتا۔

۱۶۰) حدثنا قتيبة : أنا حفص بن غياث عن إسماعيل بن أبي خالد عن حكيم بن جابر عن أبيه رضي الله عنه قال : دخلت على النبي ﷺ فرأيت عنده دباءً ا يقطع ، فقلت : ما هذا ؟ قال : ((**نكثر به طعامنا** .))

قال أبو عيسى : و جابر هذا هو جابر بن طارق و يقال : ابن أبي طارق وهو رجل من أصحاب رسول الله ﷺ لا نعرف له إلا هذا الحديث الواحد و أبو خالد اسمه سعد .

جابر (بن طارق بن عوف الاحمسی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس گیا تو میں نے دیکھا، آپ کے پاس کدو کاٹا جا رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہم اس کے ساتھ اپنا کھانا بڑھاتے ہیں۔

ابو عیسیٰ (ترمذی) نے کہا: جابر سے یہاں مراد جابر بن طارق ہے اور انھیں ابن ابی طارق بھی کہا جاتا ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے تھے اور ہمیں ان کی صرف یہی ایک حدیث معلوم ہے اور (اسماعیل بن ابی خالد کے باپ) ابو خالد کا نام سعد ہے۔

تحقیق و تخریج: **سنده ضعيف**

سنن ابن ماجہ (۳۳۰۴)

اس روایت کی سند اس وجہ سے ضعیف ہے کہ اس کے راوی اسماعیل بن ابی خالد مدلس تھے۔ (دیکھئے طبقات المدلسین ۲/۳۶، انوار الصحیفہ ص ۱۰۶)

اور یہ سند عن سے ہے۔ یاد رہے کہ امام وکیع نے حفص بن غیاث کی متابعت کر رکھی ہے اور عنعنہ اسماعیل کے علاوہ باقی سند صحیح ہے۔ (دیکھئے مسند الحمیدی: ۸۶۲ بتحقیقی)

شیخ البانی رحمہ اللہ کا تدلیس کے بارے میں موقف عجیب وغریب تھا، لہٰذا وہ اسماعیل مذکور کی تصریحِ سماع کے بغیر ہی اس حدیث کو اپنے سلسلہ صحیحہ میں لے آئے۔

(۵/۵۲۵ح ۲۴۰۰)!!

ہم اصولِ حدیث کے پابند ہیں، لہٰذا بسا اوقات ایک مدلس راوی کی معنعن روایت میں سماع کی تصریح تلاش کرنے میں کئی کئی دن مشغول اور سرگرداں رہتے ہیں، پھر اس جدوجہد میں مکمل ناکامی کے بعد مجبور ہو کر اس روایت پر ضعف کا حکم لگاتے ہیں اور بعد میں جب بھی صحیح یا حسن سند سے سماع کی تصریح مل جائے تو علانیہ رجوع کرتے ہوئے اس حدیث کو صحیح یا حسن قرار دیتے ہیں اور حق کی طرف رجوع کرنے میں ہمیں لوگوں کی ملامت، تضحیک اور طعن و تشنیع کی کوئی پروا نہیں ہے۔ والحمد للہ

١٦١) حدثنا قتيبة عن مالك عن إسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة أنه سمع أنس بن مالك رضي الله عنه يقول : إن خياطًا دعىٰ رسول الله ﷺ لطعام صنعه قال أنس : فذهبت مع رسول الله ﷺ إلى ذلك الطعام فقرب إلى رسول الله ﷺ خبزًا من شعير و مرقًا فيه دباء و قديد . قال أنس : **فرأيت النبي ﷺ يتتبع الدباء حوالي القصعة فلم أزل أحب الدباء من يومئذ .**

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ایک درزی نے کھانا تیار کر کے رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی تو یہ کھانا کھانے کے لئے میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیا، پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جو کی روٹی اور شوربا پیش کیا گیا، جس میں کدو اور خشک گوشت کے ٹکڑے تھے تو میں نے دیکھا، رسول اللہ ﷺ (سالن کے) پیالے میں کدو تلاش کرتے تھے اور میں اس دن سے کدو پسند کرتا ہوں۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی ۱۸۵۰، وقال: حسن صحیح)
صحیح بخاری (۵۳۷۹) صحیح مسلم (۲۰۴۱)
موطأ امام مالک، (روایت یحییٰ ۲/۵۴۶۔۵۴۷ح ۱۱۸۸)

شرح و فوائد:

۱: سبزی اور گوشت ملا کر پکانا جائز ہے بلکہ اسراف سے بچتے ہوئے ہر قسم کا حلال اور طیب کھانا پکانا جائز ہے، چاہے جو بھی جائز طریقہ استعمال کیا گیا ہو اور اسی طرح مختلف اقسام کے مرکب وغیر مرکب کھانے تیار کر کے کھانا اور کھلانا بھی جائز ہے۔

۲: تمام صحابہ کرام اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم اجمعین رسول اللہ ﷺ سے بیحد محبت کرتے تھے اور آپ ﷺ پر اپنی جان، مال اور سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔

۳: اہلِ ایمان کو ہر وقت ایک دوسرے کے لئے قربانی دینے پر مستعد رہنا چاہئے۔

۴: اگر دوسرے لوگ ناراض نہ ہوں تو مشترکہ کھانے میں سے اپنی پسندیدہ چیز لے کر کھانا جائز ہے، ورنہ صرف اپنے سامنے سے کھانا ہی مسنون و مشروع ہے۔

۵: ایک دوسرے کو دعوت دینا اور اسے قبول کرنا مسنون ہے، اِلا یہ کہ کوئی شرعی عذر یا مانع موجود ہو۔

۶: اس حدیث میں مذکور درزی کا نام معلوم نہیں، لیکن یہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے غلاموں میں سے ایک تھا۔ دیکھئے فتح الباری (۹/ ۵۲۵ تحت ح ۵۴۷۹) اور ابن العجمی الحلبی کی کتاب: التوضیح لمبہمات الجامع الصحیح (قلمی ص۳۲۰/ ۱۶۰)

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی کمال تواضع کا بیان ہے کہ آپ نے ایک مزدور غلام کی دعوت بھی قبول فرمائی۔

۷: چھوٹے بچوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلانا جائز ہے، تاکہ ان کی تربیت بھی ہو جائے اور وہ خوش بھی ہو جائیں۔

۸: اگر کوئی شخص خلوص اور محبت سے دعوت کرے تو اسے قبول کر لینا چاہئے، اگر چہ دعوت میں کوئی معمولی چیز ہی کیوں نہ پکی ہو اور میزبان پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔ ایسے موقعوں پر صرف وہی لوگ اعتراض کرتے ہیں جو بہت بڑے ''شکم نواز'' ہوتے ہیں۔

۹: حافظ ابن حجر نے ایک روایت سے استدلال کیا ہے کہ اگر میزبان کسی عذر کی وجہ سے کھانا کھانے میں شریک نہ ہو تو جائز ہے۔ (دیکھئے فتح الباری ۵۲۶/۹)

اور اسی طرح مہمانوں اور دعوت پر آئے ہوئے رشتہ داروں اور دوستوں کی خدمت میں مصروفیت کی وجہ سے بھی میزبان بعد میں یا پہلے کھانا کھا سکتا ہے۔

۱۰: اتباعِ سنت میں خیر ہی خیر ہے۔ وغیر ذلك من الفوائد .

۱۶۲) حدثنا أحمد بن إبراهيم الدورقي و سلمة بن شبيب و محمود بن غيلان قالوا: أنا أبو أسامة عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت : **كان النبي ﷺ يحب الحلواء و العسل .**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ میٹھی چیز اور شہد پسند کرتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح (سنن ترمذی: ۱۸۳۱، وقال: حسن صحیح غریب)
صحیح بخاری (۵۴۳۱) صحیح مسلم (۱۴۷۴)

شرح و فوائد:

۱: کھانے کے دوران یا بعد میں میٹھی چیز کھانا مستحب ہے۔

۲: شہد میں غذا بھی ہے اور شفا بھی، لہٰذا اس کا استعمال از حد مفید ہے۔

۳: بعض ماکولات و مشروبات کو پسند کرنا فطرتِ انسانی میں داخل ہے، لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۶۳) حدثنا حسن بن محمد الزعفراني : أنا حجاج بن محمد قال قال ابن جريج : أخبرني محمد بن يوسف أن عطآء بن يسار أخبره أن أم سلمة رضي الله عنها أخبرته أنها قربت إلى رسول الله ﷺ جنبًا مشويًا فأكل منه ثم قام إلى الصلاة و ما توضأ .

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہلو کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے اس میں سے کھایا، پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور (دوبارہ) وضو نہیں

کیا۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی: ۱۸۲۹، وقال: حسن صحیح غریب من ھذا الوجہ) مسند احمد (۶/ ۳۰۷)

شرح و فوائد:

۱: اسلام کے پہلے دور میں یہ مسئلہ تھا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا، جیسا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"كان آخر الأمرين من رسول الله ﷺ ترك الوضوء مما غيّرت النار."

رسول اللہ ﷺ کا آخری امر یہ تھا کہ جس چیز کو آگ بدل دے، اس (کے کھانے) سے دوبارہ وضو نہ کیا جائے۔ (سنن ابی داود: ۱۹۲، وسندہ صحیح وصححہ ابن خزیمہ: ۴۳)

۲: اصول کا ایک بنیادی مسئلہ ہے کہ خاص دلیل عام دلیل پر مقدم ہوتی ہے اور خاص کے مقابلے میں عام دلیل پیش نہیں کرنی چاہئے۔

(دیکھئے میری کتاب: تحقیقی مقالات ج ۲ ص ۲۵۔۴۱)

اسی اصول کے پیشِ نظر عرض ہے کہ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں بکری کا گوشت کھانے سے (دوبارہ) وضو کروں؟ آپ نے فرمایا: اگر تمھاری مرضی ہے تو کر اور اگر مرضی ہے تو نہ کر۔

اس آدمی نے پوچھا: کیا میں اونٹ کا گوشت کھانے سے (دوبارہ) وضو کروں؟

آپ (ﷺ) نے فرمایا: ((نعم! فتوضأ من طعام الإبل)) جی ہاں! پس تو اونٹ کا گوشت کھانے سے (دوبارہ) وضو کر۔ (صحیح مسلم: ۳۶۰، دارالسلام: ۸۰۲)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بکری کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

امام ترمذی نے پہلے "الوضوء مما غيّرت النار" کا باب باندھا اور اس کے فوراً

بعد "ترك الوضوء مما غيّرت النار" کا باب باندھ کر حدیث سے یہ ثابت کر دیا کہ آگ کی چھوئی ہوئی چیز کھانے سے دوبارہ وضو کا وجوب منسوخ ہے۔ پھر اس کے متصل بعد امام ترمذی نے "الوضوء من لحوم الإبل" کا باب باندھ کر یہ ثابت کیا کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہ (اُونٹ کا گوشت کھانے سے وجوبِ وضو والی) حدیث منسوخ نہیں ہے۔

امام ترمذی نے فرمایا: احمد (بن حنبل) اور اسحاق (بن راہویہ) کا یہی قول ہے۔ (ح ۸۱)

صحیح مسلم کی حدیث کے راوی سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: " كنا نتوضأ من لحوم الإبل ولا نتوضأ من لحوم الغنم " ہم اونٹ کا گوشت کھانے سے (دوبارہ) وضو کرتے تھے اور بکری کا گوشت کھانے سے (دوبارہ) وضو نہیں کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۴۶ ح ۵۱۳ وسندہ صحیح)

اور اس کے مقابلے میں کسی ایک صحابی سے بھی یہ ثابت نہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں کرنا چاہئے۔ اس سلسلے میں مصنف ابن ابی شیبہ (۵۱۵) وغیرہ کے آثار ضعیف و نا قابلِ حجت ہیں۔

١٦٤) حدثنا قتيبة : أنا ابن لهيعة عن سليمان بن زياد عن عبد الله بن الحارث رضي الله عنه قال : **أكلنا مع رسول الله ﷺ شواءً في المسجد**

عبداللہ بن الحارث (بن جزء) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا گوشت کھایا۔

تحقیق و تخریج: **سنده ضعيف**

سنن ابن ماجہ (۳۳۱۱)

اس روایت کی سند میں وجہِ ضعف یہ ہے کہ ابن لہیعہ آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے اور ان کا اس حدیث کو اختلاط سے پہلے بیان کرنا ثابت نہیں۔

(دیکھئے انوار الصحیفہ ص ۴۹۵)

١٦٥) حدثنا محمود بن غيلان : ثنا وكيع : ثنا مسعر عن أبي صخرة جامع ابن شداد عن المغيرة بن عبد الله عن المغيرة بن شعبة قال : ضفت مع رسول الله ﷺ ذات ليلة فأتي بجنبٍ مشوي ثم أخذ الشفرة فجعل يحز فحز لي بها منه . قال فجاء بلال يؤذنه بالصلاة فألقى الشفرة فقال :((**ما له ؟ تربت يداه؟**)) قال: و كان شاربه قد وفى فقال له : ((**أقصه لك على سواكٍ أو قصه على سواكٍ .**))

مغیر بن شعبہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں بھی مہمان تھا، آپ کے پاس بھنے ہوئے پہلو کا گوشت لایا گیا، آپ نے چھری لے کر اسے کاٹنا شروع کیا اور میرے لئے بھی ایک ٹکڑا اس میں سے کاٹا، پھر بلال آئے تا کہ آپ کو نماز کی اطلاع دیں تو آپ نے چھری رکھ دی اور فرمایا: اسے کیا ہوا ہے؟ اس کے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ اور اس (مغیرہ رضی اللہ عنہ) کی مونچھیں لمبی تھیں تو آپ نے فرمایا: میں مسواک رکھ کر تراش دوں؟ یا فرمایا: انھیں مسواک پر رکھ کر تراش لو۔

تحقیق وتخریج: سنده صحيح

سنن ابی داود (١٨٨) مسند احمد (٢٥٥،٢٥٢/٤)

شرح و فوائد:

١: وضو کرنے کے بعد عام حلال وطیب گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن یاد رہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ دیکھئے حدیث سابق: ١٦٣

٢: لمبی لمبی مونچھیں نہیں رکھنی چاہئیں، بلکہ چالیس دنوں میں ان کا کچھ حصہ کاٹنا ضروری ہے۔

٣: اسحاق بن عیسیٰ الطباع (ثقہ راوی) سے روایت ہے کہ میں نے (امام) مالک بن انس (رحمہ اللہ) کو دیکھا، ان کی مونچھیں بھرپور اور زیادہ تھیں، ان کی دونوں مونچھوں کے باریک سرے تھے، پھر میں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: مجھے

زید بن اسلم نے عامر بن عبداللہ بن زبیر سے حدیث بیان کی ، انھوں نے عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) سے کہ کوئی اہم معاملہ ہوتا تو عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے اور منہ سے پھونکیں مارتے تھے، پس انھوں نے مجھے حدیث کے ساتھ فتویٰ دیا۔ (کتاب العلل ومعرفۃ الرجال للامام احمد ۲/ ۱۵۸۹، وسندہ صحیح، دوسرانسخہ ۱/ ۲۶۱ ح ۱۵۰۷، نیز دیکھئے طبقات ابن سعد ۳/ ۳۲۶ وسندہ صحیح)

ابوسلمہ (تابعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، وہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے حتیٰ کہ ان میں سے کوئی چیز بھی باقی نہیں چھوڑتے تھے۔

(الاثرم بحوالہ تغلیق التعلیق ۵/ ۷۲ وسندہ حسن، وعلقہ البخاری فی صحیح قبل ح ۵۸۸۸)

امام سفیان بن عیینہ المکی رحمہ اللہ مونچھوں کو اُسترے سے مونڈتے تھے۔

(التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمہ ص ۳۷۸۔۳۷۹ ح ۳۸۷ وسندہ صحیح)

جبکہ اس کے سراسر برعکس امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: " **یؤخذ من الشارب حتی یبدو طرف الشفة وهو الإطار ولا یجزّه فیمثّل بنفسه** " مونچھوں میں سے کچھ کاٹنا چاہئے تاکہ ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہو جائے اور یہ وہ کنارہ ہے جو منہ کی طرف سے ہونٹوں کو گھیرے ہوتا ہے اور انھیں پورا کاٹ نہ دے (یعنی استرے سے نہ مونڈوائے) ورنہ پھر وہ اپنا مثلہ کرنے والا بن جائے گا۔ (موطأ امام مالک ۲/ ۹۲۲ ح ۱۷۷۵)

یہ مسئلہ اجتہادی ہے اور راجح یہی ہے کہ مونچھیں استرے سے نہ مونڈوائے بلکہ قینچی وغیرہ سے کاٹے، حتیٰ کہ چمڑا نظر آنے لگے اور اگر ہونٹوں کے اوپر سے کاٹ کر باقی مونچھیں بڑھالے تو بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم

۱۶۶) حدثنا واصل بن عبد الأعلی قال: حدثنا محمد بن فضیل عن أبي حیان التیمي عن أبي زرعة عن أبي هریرة قال: **أتي النبي ﷺ بلحم فرفع إلیه الذراع و کانت تعجبه فنهس منها** .

ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس (بھنا ہوا) گوشت لایا گیا، پھر آپ کی خدمت میں (بھنا ہوا) بازو والا حصہ پیش کیا گیا جو آپ کو پسند تھا، پھر آپ نے اس میں

سے (دانتوں کے ساتھ) کاٹ کر کھایا۔

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی: ۱۸۳۷، وقال: حسن صحیح)

صحیح بخاری (۴۷۱۲) صحیح مسلم (۱۹۴، ترقیم دارالسلام: ۴۸۰) مطولاً

شرح و فوائد:

۱: پکے ہوئے گوشت کو چھری کے ساتھ کاٹ کر کھانا جائز ہے اور دانتوں کے ساتھ کاٹ کر کھانا بھی جائز ہے۔

۲: گائے، بکری، اونٹ وغیرہ میں بہترین اور لذیذ حصہ بازو (اور پشت) کا گوشت ہوتا ہے۔

۳: مہمان کی خواہش یا پسندیدگی کا احترام آدابِ ضیافت میں سے ہے۔

۱٦٧) حدثنا محمد بن بشار قال : حدثنا أبو داود عن زهير يعني ابن محمد عن أبي إسحاق عن سعد بن عياض عن ابن مسعود قال : **كان النبي ﷺ يعجبه الذراع.** قال : وسُمَّ في الذراع وكان يرى أن اليهود سموه .

ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بازو کا گوشت پسند کرتے تھے اور بازو والے گوشت میں آپ کو زہر دیا گیا تھا اور یہی سمجھا جاتا تھا کہ یہودیوں نے آپ کو زہر دیا تھا۔

تحقیق وتخریج: سندہ ضعیف

سنن ابی داود (۳۷۸۰۔۳۷۸۱)

اس روایت کی سند میں ابو اسحاق السبیعی مدلس راوی ہیں اور یہ روایت عن سے ہے، لہٰذا ضعیف ہے۔ دیکھئے انوار الصحیفہ (ص ۱۳۴)

صحیح بخاری (۳۳۴۰) اور صحیح مسلم (۱۹۴) کی حدیث اس روایت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

۱٦٨) حدثنا محمد بن بشار قال : حدثنا مسلم بن إبراهيم قال : حدثنا أبان ابن يزيد عن قتادة عن شهر بن حوشب عن أبي عبيد قال : طبخت للنبي ﷺ

قدرًا و قد كان يعجبه الذراع فناولته الذراع ثم قال : ((ناولني الذراع .)) فناولته . ثم قال : ((ناولني الذراع)) فقلت : يا رسول الله! وكم للشاة من ذراع ؟ فقال: ((و الذي نفسي بيده!لو سكت لناولتني الذراع ما دعوت.))

ابوعبید (رضی اللہ عنہ مولیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہانڈی پکائی اور آپ کو دستی کا گوشت پسند تھا، لہٰذا میں نے آپ کو دستی پکڑا دی، پھر آپ نے فرمایا: مجھے دستی دو، تو میں نے آپ کو دے دی۔

آپ نے پھر فرمایا: مجھے دستی دو تو میں نے کہا: یارسول اللہ! بکری کی کتنی دستیاں ہوتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم خاموش رہتے تو جب تک میں طلب کرتا تم مجھے دستی کا گوشت دیتے رہتے۔

تحقیق وتخریج: سنده ضعيف والحديث حسن

مسند احمد (۳/۴۸۴۔۴۸۵) سنن دارمی (۴۵)

اس روایت کی سند اس وجہ سے ضعیف ہے کہ قتادہ مدلس تھے اور یہ سند عن سے ہے۔

شیخ البانی نے مختصر الشمائل المحمدیہ (۱۴۳) میں اس روایت کے جو شواہد ذکر کئے ہیں، ان میں سے بعض کی تحقیق درج ذیل ہے:

ا: عن ابی رافع رضی اللہ عنہ (مسند احمد ۶/۸ ح ۲۳۸۵۹)

اس کی سند حسن لذاتہ ہے۔

۲: عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (مسند احمد ۲/۵۱۷ ح ۱۰۷۰۶)

اس کی سند محمد بن عجلان مدلس کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے۔

خلاصہ یہ کہ شاہد نمبر ا کے ساتھ یہ روایت بھی حسن ہے۔

۱۶۹) حدثنا الحسن بن محمد الزعفراني قال : حدثنا يحيى بن عباد عن فليح بن سليمان قال : حدثني رجل من بني عباد يقال له : عبد الوهاب بن يحيى بن عباد عن عبد الله بن الزبير عن عائشة قالت: **ما كانت الذراع أحب**

اللحم إلى رسول الله ﷺ و لكنه كان لا يجد اللحم إلا غِبًّا، وكان يعجل إليها لأنها أعجلها نضجًا .

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دستی (بہت زیادہ) پسند نہیں تھی، لیکن آپ کو کبھی کبھار گوشت ملتا تھا اور چونکہ یہ جلدی پک جاتا ہے، لہٰذا آپ اسے پسند فرماتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سندہ ضعیف (سنن ترمذی: ۱۸۳۸، وقال: حسن...)

اس روایت میں وجہ ضعف یہ ہے کہ عبدالوہاب بن یحییٰ بن عباد کے اپنے دادا سے سماع میں نظر ہے۔ (دیکھئے تہذیب التہذیب ۲/۶۴۱ نسخہ جدیدہ)

۱۷۰) حدثنا محمود بن غلان قال : حدثنا أبو أحمد قال : حدثنا مسعر قال: سمعت شيخًا من فهمٍ ، قال : سمعت عبد الله بن جعفر يقول :][1] سمعت رسول الله ﷺ يقول : ((**إن أطيب اللحم لحم الظهر .**))

عبداللہ بن جعفر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بہترین گوشت پیٹھ کا گوشت ہے۔

تحقیق و تخریج: سندہ حسن

سنن ابن ماجہ (۳۳۰۸)

تنبیہ: الشیخ الفہمی سے مراد محمد بن عبداللہ بن ابی رافع ہے، جسے حاکم اور ذہبی نے (تصحیحِ حدیث کے ذریعے سے) ثقہ قرار دیا ہے۔

۱۷۱) حدثنا سفيان بن وكيع : أنا زيد بن الحباب عن عبد الله بن المؤمل عن ابن أبي مليكة عن عائشة رضي الله عنها : أن النبي ﷺ قال : ((**نعم الإدام الخل .**))

....

(۱) من آخر ح ١٦٤ إلى هاهنا (أول ح ١٧٠) غير واضح من أجل ما أصاب مخطوطة الأصل و أما مخطوطة ب فمليئة بالأخطاء و لا أستفيد منها إلى بعد التثبت ، فأكملت الفراغ من نسخة الشيخ ماهر ياسين فحل و هي من أصح النسخ المطبوعة فيما أعلم .

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بہترین سالن سرکہ ہے۔

تحقیق وتخریج: صحیح

اس روایت کی سند سفیان بن وکیع اور عبداللہ بن مومل کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن اس کا صحیح شاہد گزر چکا ہے۔ دیکھئے حدیث سابق: ۱۵۰

۱۷۲) حدثنا أبو كريب: أنا أبو بكر بن عياش عن ثابت أبي حمزة الثمالي عن الشعبي عن أم هانىء رضي الله عنها قالت: دخل علي النبي ﷺ فقال: ((أعندك شيءٌ؟)) فقلت: لا إلا خبز يابس و خل، فقال: **((هاتي ما أقفر بيت فيه خل من أدم.))**

ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا: کیا تمھارے پاس کوئی چیز (کھانے کے لئے) ہے؟ میں نے کہا: نہیں، صرف خشک روٹی اور سرکہ ہے، تو آپ نے فرمایا: جس گھر میں سرکہ موجود ہو وہ گھر سالن سے خالی نہیں ہے۔

تحقیق وتخریج: سندہ ضعیف (سنن ترمذی: ۱۸۴۱، وقال: حسن غریب...)

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: ابوحمزہ الثمالی ضعیف ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۸۱۸)

۲: اس روایت میں امام شعبی رحمہ اللہ کے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے سماع میں نظر ہے۔

مستدرک الحاکم (۴/۵۴ ح ۶۸۷۵) میں اس کا ضعیف شاہد بھی ہے۔

دیکھئے انوار الصحیفہ (ص ۲۳۵)

فائدہ: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" **نعم الإدام الخل ، ما أقفر بيت في خل** " بہترین سالن سرکہ ہے اور جس گھر میں سرکہ ہے وہ سالن سے خالی نہیں ہے۔ (مسند احمد ۳/۳۵۳ ح ۱۴۸۰۷، وسندہ حسن)

نیز دیکھئے صحیح مسلم (۲۰۵۲)

یہ صحیح حدیث ابوحمزہ الثمالی (ضعیف) کی روایت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ والحمد للہ

۱۷۳) حدثنا محمد بن المثنى : أنا محمد بن جعفر : أنا شعبة عن عمرو بن مرة عن مُرّة الهمداني عن أبي موسى رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال :

((**فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام .**))

ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: عورتوں پر عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت اس طرح ہے، جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی:۱۸۳۴، وقال: حسن صحیح)

صحیح بخاری (۵۴۱۸)

صحیح مسلم (۲۴۳۱)

شرح و فوائد:

۱: روٹی کے ٹکڑے کر کے شوربے میں ڈالنے سے جو (چُوری) کھانا تیار ہوتا ہے اسے عربی زبان میں ثرید کہتے ہیں۔

۲: ازواج مطہرات میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تمام ازواج سے افضل ہیں۔

۱۷٤) حدثنا علي بن حجر : أنا إسماعيل بن جعفر : أنا عبد الله بن عبد الرحمن بن معمر الأنصاري أبو طوالة أنه سمع أنس بن مالك رضي الله عنه يقول : قال رسول الله ﷺ : ((**فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام .**))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں پر عائشہ کی فضیلت اس طرح ہے، جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی:۳۸۸۷ وقال: حسن صحیح)

صحیح بخاری (۳۷۷۰) صحیح مسلم (۲۴۴۶)

۱۷۵) حدثنا قتيبة : أنا عبد العزيز بن محمد عن سهيل بن أبي صالح عن أبيه

عن أبي هريرة رضي الله عنه : أنه رأى رسول الله ﷺ توضأ من [أكل][1] ثور أقط ثم رآه أكل من كتف شاة ثم صلى و لم يتوضأ .

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو پنیر کا ایک ٹکڑا (کھانے) سے وضو کرتے ہوئے دیکھا، پھر انھوں نے آپ (ﷺ) کو ایک بکری کے کندھے کا گوشت کھاتے دیکھا، پھر آپ نے نماز پڑھی اور دوبارہ وضو نہیں کیا۔

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح

صحیح ابن خزیمہ (۴۲) صحیح ابن حبان (۲۱۷)

مسند احمد (۲/۳۸۹ ح ۹۰۹۰)

شرح و فوائد:

۱: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کے قائل تھے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ قائل نہیں تھے، پھر جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس مسئلے پر بات کی تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انھیں وضو نہ کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سنائی۔

(دیکھئے مسند احمد ۱/ ۳۶۶ ح ۳۴۶۴ وسندہ صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا، لہٰذا معلوم ہوا کہ انھوں نے اپنے عمل سے رجوع کر لیا تھا۔ واللہ اعلم

۲: مزید فوائد کے لئے دیکھئے الاتحاف الباسم ص ۲۶۰ (موطأ امام مالک بتحقیقی، روایۃ ابن القاسم: ۱۷۰)

۱۷۶) حدثنا ابن أبي عمر : أنا سفيان بن عيينة عن وائل بن داود عن ابنه بكر ابن وائل عن الزهري عن أنس رضي الله عنه قال : **أولم رسول الله ﷺ على صفية رضي الله عنها بتمر و سويق .**

---

(۱) من نسخة ماهر ياسين .

انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا (سے شادی) کی بنا پر کھجور اور ستو کا ولیمہ دیا تھا۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۱۰۹۵۔۱۰۹۶، وقال: حسن غریب)
سنن ابن ماجہ (۱۹۰۹) سنن ابی داود (۳۷۴۴)
اس روایت کی سند امام ابن شہاب الزہری کے عنعنے کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن صحیح بخاری (۳۷۱) اور صحیح مسلم (۱۳۶۵) وغیرہما میں اس کے شواہد موجود ہیں۔
دیکھئے مسند الحمیدی (بتحقیقی: ۱۱۹۴)

۱۷۷) حدثنا الحسين بن محمد البصري : أنا الفضيل بن سليمان : أنا فائد مولى عبيد الله بن علي بن أبي رافع رضي الله عنه مولى رسول الله ﷺ قال: أنا عبيد الله بن علي عن جدته سلمى أن الحسن بن علي وابن عباسٍ و ابن جعفر رضي الله عنهم أتوها فقالوا لها: اصنعي لنا طعامًا مما كان يعجب رسول الله ﷺ و يحسن أكله . فقالت : يا بني لا تشتهيه اليوم ، قال : بلى! اصنعيه لنا، قال : فقامت فأخذت[1] من شعيرٍ فطحنته ثم جعلته في قدر و صبت عليه شيئًا من زيتٍ و دقت الفلفل و التوابل فقربته إليهم فقالت :هذا مما[1] كان يعجب رسول الله ﷺ و يحسن أكله .

سلمٰی (رضی اللہ عنہا، ابو رافع رضی اللہ عنہ کی بیوی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ) سے روایت ہے کہ حسن بن علی، (عبداللہ) ابن عباس اور (عبداللہ) ابن جعفر رضی اللہ عنہم ان کے پاس آئے تو کہا: ہمارے لئے کھانا تیار کرو جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا اور اسے خوب تناول فرماتے تھے۔
انھوں (سلمٰی) نے کہا: اے بچو! تم اسے آج پسند نہیں کرو گے۔ انھوں نے کہا: بلکہ آپ ہمارے لئے یہ تیار کریں۔ آپ اٹھیں، تھوڑے سے جَو لے کر انھیں پیسا (پھر) انھیں ایک

....

(۱) من ب .

ہانڈی میں ڈالا اور اوپر تھوڑا سا زیتون کا تیل ملایا، سیاہ مرچ اور زیرہ کوٹ کر اس میں شامل کیا، پھر ان کے سامنے پیش کر دیا اور کہا: یہ وہ کھانا ہے جو نبی ﷺ کو پسند تھا اور آپ اسے شوق سے کھاتے تھے۔

تحقیق وتخریج: **سنده ضعيف**

المعجم الکبیر للطبرانی (۲۴/۲۹۹ ح ۷۵۹)

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: عبیداللہ بن علی قولِ راجح میں لین الحدیث ہے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۴۳۲۲)

۲: فضیل بن سلیمان النمیری جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ امام ولی الدین ابوزرعہ ابن العراقی نے کہا: " **فقد ضعفه الجمهور** " (طرح التثریب ج ۶ ص ۲۶)

فائدہ: صحیح بخاری میں فضیل بن سلیمان کی تمام احادیث متابعات میں ہیں اور صحیح وحسن ہیں۔ دیکھئے ہدی الساری مقدمہ فتح الباری (ص ۴۳۵ حرف الفاء)

۱۷۸) حدثنا محمود بن غيلان : أنا أبو أحمد : أنا سفيان عن الأسود بن قيس عن نبيح العنزي عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال : أتانا النبي ﷺ في منزلنا فذبحنا له شاةً، فقال : **كأنهم علموا أنا نحب اللحم**. و في الحديث قصة

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے آپ کے لئے ایک بکری ذبح کی، پھر آپ نے فرمایا: گویا انھیں پتا ہے کہ ہم گوشت (کھانا) پسند کرتے ہیں۔

اور اسی حدیث میں ایک قصہ ہے۔

تحقیق وتخریج: **سنده ضعيف**

یہ روایت درج ذیل علتِ قادحہ کی وجہ سے ضعیف ہے:

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ بہت بڑے ثقہ امام اور امیر المومنین فی الحدیث تھے، لیکن مدلس بھی

تھے، جیسا کہ ان کے شاگردوں اور جلیل القدر محدثین کرام سے ثابت ہے۔

امام یحییٰ بن سعید القطان نے فرمایا: میں نے سفیان (ثوری) سے حدثنی اور حدثنا (یعنی تصریحِ سماع) کے بغیر کچھ بھی نہیں لکھا سوائے دو حدیثوں کے۔ الخ

(کتاب العلل ومعرفۃ الرجال للامام احمد ۱/۲۴۲ فقرہ: ۳۱۸ وسندہ صحیح)

یہ دو حدیثیں انھوں نے بیان کر دیں، جیسا کہ کتاب مذکور میں درج ہے۔

یحییٰ القطان نے اپنے استاذ سے تصریحِ سماع کے بغیر حدیثیں کیوں نہیں لکھیں؟ وجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک امام سفیان ثوری مدلس تھے، نیز امام یحییٰ بن معین نے فرمایا:

"وکان یدلس" اور وہ (سفیان ثوری) تدلیس کرتے تھے۔

(کتاب الجرح والتعدیل ۴/۲۲۵ ملخصاً وسندہ صحیح)

امام ابن المدینی نے فرمایا: لوگ سفیان (ثوری) کی حدیث میں یحییٰ القطان کے محتاج ہیں، کیونکہ وہ مصرح بالسماع روایات بیان کرتے تھے۔ (الکفایہ ص۳۶۲ وسندہ صحیح)

روایت مذکورہ بالا، ہمارے علم کے مطابق یحییٰ القطان نے نہیں، بلکہ ابواحمد الزبیری، اور وکیع (مسند احمد ۳/۳۰۳ ح ۱۴۲۴۵، صحیح ابن حبان، الاحسان: ۹۸۰) نے تصریحِ سماع کے بغیر بیان کی ہے۔

اصولِ حدیث کا مشہور مسئلہ ہے کہ صحیحین کے علاوہ دوسری کتابوں میں مدلس کی عن والی روایت (سماع اور معتبر متابعت وشواہد کے بغیر) ضعیف ہوتی ہے، لہٰذا ہم اصول کی وجہ سے مجبور ہیں کہ اس روایت کو بلحاظِ سند ضعیف قرار دیں اور یاد رہے کہ "کأنھم علموا أنا نحبّ اللحم" کے بغیر یہ حدیث دوسرے طرق سے صحیح ہے۔

مثلاً دیکھئے سنن دارمی (ح ۴۶ مطولاً وسندہ صحیح اور صحیح بخاری ۲۸۰۱)

....

(۱) من ب.

۱۷۹) حدثنا ابن أبي عمر : أنا سفيان : أنا عبد الله بن محمد بن عقيل [أنه][۱] سمع جابرًا . قال سفيان : و أنا محمد بن المنكدر عن جابر رضي الله عنه قال: خرج رسول اللّٰه ﷺ و أنا معه فدخل على امرأة من الأنصار فذبحت له شاة فأكل منها و أتته بقناع من رطب فأكل منه ثم توضأ للظهر و صلّى ثم انصرف فأتته بعلالةٍ من علالة الشاة فأكل ثم صلى العصر و لم يتوضأ.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، میں اور آپ (دونوں) ایک انصاری عورت کے گھر میں گئے تو اس نے آپ کے لئے ایک بکری ذبح کی، پھر آپ نے اس میں سے کھایا اور وہ آپ کے پاس تازہ کھجوروں کی ٹوکری لائی، جس میں سے بھی آپ نے کھایا، پھر ظہر کے لئے وضو کیا اور نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو وہ عورت بکری کا باقی ماندہ گوشت لائی تو آپ نے اس میں سے کھایا، پھر آپ نے عصر کی نماز پڑھی اور (دوبارہ) وضو نہیں کیا۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۸۰)
سنن ابی داود (۱۹۱)

اس حدیث کی دو سندیں ہیں:

۱: ابن عقیل والی، یہ سند ضعیف ہے۔ ۲: ابن المنکدر والی، یہ سند صحیح ہے۔

۱۸۰) حدثنا العباس ابن محمد الدوري : أنا يونس بن محمد : أنا فليح بن سليمان عن عثمان بن عبد الرحمن عن يعقوب بن أبي يعقوب عن أم المنذر رضي الله عنها قالت: دخل علي رسول الله ﷺ و معه علي رضي الله عنه ولنا دوالٍ معلقة قالت : فجعل رسول الله ﷺ يأكل و عليٌّ معه يأكل فقال النبي ﷺ لعلي : ((**مه يا علي! فأنك ناقة .**)) قالت[۱] : فجلس علي رضي الله عنه و النبي صلى اللّٰه عليه يأكل : فجعلت لهم سلقًا و شعيرًا فقال النبي ﷺ :

(۱) من نسخه ماهر ياسين .

((یاعلي! من هذا فأصب فإن هذا أوفق لك))

ام المنذر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپ کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ہمارے ہاں کھجور کے گچھے لٹکے ہوئے تھے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی (رضی اللہ عنہ) اس میں سے کھانے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! نہ کھاؤ، کیونکہ تم ابھی ابھی بیماری سے صحت یاب ہو کر اٹھے ہو، تو علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھانے لگے۔ ام المنذر (رضی اللہ عنہا) نے کہا: میں نے ان کے لئے چقندر اور جو تیار کئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی (رضی اللہ عنہ) سے کہا: اس میں سے کھاؤ، کیونکہ یہ تمھارے لئے موافق ہے۔

تحقیق و تخریج: سندہ حسن (سنن ترمذی: ۲۰۳۷ وقال: حسن غریب...)

المستدرک (۴/ ۴۰۷) وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی

نیز دیکھئے سنن ابی داود (۳۸۵۶) اور سنن ابن ماجہ (۳۴۴۲)

شرح و فوائد:

۱: پال پرہیز کرنا بالکل جائز بلکہ بعض اوقات ضروری ہے۔

۲: اسلام خیر خواہی کا نام ہے۔

۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔

۴: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دانائی و حکمت کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔

۱۸۱) حدثنا محمود بن غيلان : أنا بشر بن السري عن سفيان عن طلحة بن يحيى عن عائشة بنت طلحة عن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها قالت : كان النبي ﷺ يأتيني فيقول : ((**أعندكِ غداء**)) فأقول : لا، فيقول : ((**إني صائم.**)) قالت : فأتاني يومًا فقلت : يا رسول الله ﷺ ، إنه أهديت لنا هدية، قال : ((**و ما هي ؟**)) قلت : حَيْسٌ ، قال : ((**أما إني أصبحت صائمًا**))

قالت : ثم أكل .

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لاتے تو فرماتے: کیا

تمھارے پاس صبح کا کھانا ہے؟ میں جواب دیتی: نہیں! آپ فرماتے: میں روزے سے ہوں۔ ایک دن آپ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے پاس ایک تحفہ آیا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ میں نے کہا: حَيْـس (کھجور، پنیر یا ستو اور گھی ملا کر بنایا ہوا کھانا) آپ نے فرمایا: میں نے تو آج (نفلی) روزہ رکھا ہوا تھا۔

انھوں (عائشہ رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: پھر آپ نے (نفلی روزہ توڑ کر) کھانا کھایا۔

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۷۳۴ وقال: ھذا حدیث حسن)

صحیح مسلم (۱۱۵۴، ترقیم دارالسلام: ۲۷۱۴۔۲۷۱۵)

سنن ابی داود (۲۴۵۵) من طرق عن طلحۃ بن یحیٰی بہ۔

شرح وفوائد:

۱: نفلی روزے کے لئے پہلے سے نیت ضروری نہیں ہے۔

۲: نفلی روزہ توڑنا جائز ہے اور بعد میں اس کی قضا بھی ضروری نہیں ہے۔

دیکھئے انوار الصحیفہ (د ۲۴۵۷ ص ۹۱) اور السنن الکبریٰ للبیہقی (۲۸۱/۴)

سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نفلی) روزہ رکھنے والے ایک آدمی سے کہا: ((أفطر و صم مكانه يومًا إن شئت)) روزہ توڑ دو اور اگر چاہو تو بعد میں اس کے بدلے میں ایک روزہ رکھ لینا۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۷۹/۴ وسندہ حسن، فتح الباری ۲۱۰/۴ ح ۱۹۶۸، وقال: ''وإسنادہ حسن'')

۳: شمائل ترمذی والی حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے اور اس کے راوی طلحہ بن یحیٰی بن عبیداللہ نے کہا: پھر میں نے یہ حدیث مجاہد (تابعی) کے سامنے بیان کی تو انھوں نے فرمایا: یہ اس آدمی کی طرح ہے جو اپنے مال سے (نفلی) صدقہ نکالتا ہے، اس کی مرضی ہے تو نکال دے اور مرضی ہے تو نہ نکالے۔ (صحیح مسلم، ترقیم دارالسلام: ۲۷۱۴)

۴: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں تھے، بلکہ عالم الغیب صرف ایک اللہ ہے۔

۵: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر وشکر کے ساتھ قناعت پسندی کی زندگی بسر کی۔

۶: ایک دوسرے کو تحفے تحائف دینا محبت و مودت کا ذریعہ ہے۔

۱۸۲) حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن : أنا عمر بن حفص بن غياث : أخبرني أبي عن محمد بن أبي يحيى الأسلمي عن يزيد بن أبي أمية الأعور عن يوسف ابن عبد الله بن سلام قال : رأيت رسول الله ﷺ أخذ كسرة من خبز شعير فوضع عليها تمرة و قال : ((**هذه إدام هذه و أكل .**))

یوسف بن عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، آپ نے جَو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا، پھر اس پر ایک کھجور رکھی اور فرمایا: یہ اس کا سالن ہے، پھر آپ نے اسے کھایا۔

تحقیق و تخریج: **سنده ضعيف**

سنن ابی داود (۳۸۳۰،۳۲۶۰)

اس روایت کی سند یزید بن ابی امیہ الاعور مجہول کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(دیکھئے تقریب التہذیب: ۷۶۹۰، اور انوار الصحیفہ ص ۱۱۹)

۱۸۳) حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن : أنا سعيد بن سليمان عن عباد بن العوام عن حميد عن أنس رضي الله عنه : **أن رسول الله ﷺ كان يعجبه الثفل.** قال عبد الله : يعني ما بقي من الطعام .

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کھانے کا ثفل (تہ دیگی، باقی ماندہ حصہ) پسند تھا۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن (الدارمی) نے کہا: ثفل سے مراد باقی ماندہ کھانا (تہ دیگی) ہے۔

تحقیق و تخریج: **صحيح**

المستدرک (۴/ ۱۱۵۔۱۱۶ ح ۷۱۱۶) وصححہ الذہبی.

مسند احمد (۳/ ۲۲۰ ح ۱۳۰۰) شعب الایمان للبیہقی (۵۹۲۴، نسخہ محققہ: ۵۵۲۴)

المختارۃ للضیاء المقدسی (۲۰۱۲)

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام حمید الطّویل مدلس تھے، لیکن ان کے شاگرد امام شعبہ نے فرمایا: " لم یسمع حمید من أنس إلا أربعة و عشرین حدیثًا ، و الباقي سمعها أو أثبته فیها ثابت . " حمید نے انس (رضی اللہ عنہ) سے صرف چوبیس (۲۴) حدیثیں سنیں اور باقی ثابت (البنانی) سے سنیں یا انھوں نے سمجھایا۔

(تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری: ۴۵۸۲ وسندہ صحیح)

یہ قول ذکر کر کے حافظ علائی نے فرمایا: پس اس لحاظ سے یہ روایتیں مرسل بنتی ہیں، جن کا واسطہ معلوم ہو چکا ہے اور وہ (واسطہ ثابت البنانی) ثقہ حجت تھے۔

(جامع التحصیل ص ۱۶۸، رقم ۱۴۴)

امام حمید کے بھانجے اور شاگرد امام حماد بن سلمہ نے فرمایا: " عامة ما یروي حمید عن أنس سمعه من ثابت . " حمید نے انس (رضی اللہ عنہ) سے جو عام روایتیں بیان کیں، وہ انھوں نے ثابت سے سنی تھیں۔ (الجعدیات للبغوی: ۱۴۶۹، وسندہ حسن، دوسرا نسخہ: ۱۵۱۹)

حافظ ابن حبان نے فرمایا: " و کان یدلّس ، سمع من أنس بن مالك ثمانیة عشر حدیثًا و سمع الباقي من ثابت فدلّس عنه . " اور وہ (حمید الطّویل) تدلیس کرتے تھے، انھوں نے انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے اٹھارہ حدیثیں سنیں اور باقی ثابت (البنانی) سے سنیں، پھر ان سے تدلیس کر دی۔ (کتاب الثقات ۴/ ۱۴۸)

امام ابن عدی نے فرمایا: اور انھوں نے باقی (تمام) روایات ثابت (البنانی) سے سنیں، وہ انھوں نے انس (رضی اللہ عنہ) سے بیان کیں۔ (الکامل ۲/ ۶۸۴، دوسرا نسخہ ۳/ ۶۷)

ثابت ہوا کہ حمید اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے درمیان تمام مدلس روایات کا واسطہ ثابت البنانی (ثقہ راوی) تھے، لہٰذا حمید کی انس رضی اللہ عنہ سے عن والی روایت بھی صحیح ہے۔

تنبیہ: اس سلسلے میں راقم الحروف کا اپنی تمام سابقہ عبارات سے رجوع کا اعلان ہے۔

شرح و فوائد:

۱: ہانڈی یا پیالے میں بچا ہوا آخری سالن عربی زبان میں ثُفل کہلاتا ہے اور یہ بہت

لذیذ ہوتا ہے۔

۲: عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ''جو شخص ہانڈی (کی کھرچن، تہ دیگی) میں سے کھاتا ہے تو اس کی شادی پر بارش ہوتی ہے'' حالانکہ اس بات کی کوئی اصل نہیں بلکہ یہ بالکل غلط ہے۔

۳: نبی ﷺ کی طبیعت میں انتہائی عاجزی اور تواضع تھی۔

٢٦: باب صفة وضوء رسول الله ﷺ عند الطعام

کھانا کھانے کے وقت رسول اللہ ﷺ کے وضو کا بیان

١٨٤) حدثنا أحمد بن منيع : أنا إسماعيل بن إبراهيم عن أيوب عن ابن أبي مليكة عن ابن عباس رضي الله عنه : أن رسول الله ﷺ خرج من الخلاء فقرب إليه الطعام فقالوا: ألا نأتيك بوضوء ؟ قال :

((إنما أمرت بالوضوء إذا قمت إلى الصلاة .))

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت سے تشریف لائے، پھر آپ کے سامنے کھانا لایا گیا تو لوگوں نے کہا: کیا آپ کے لئے وضو کا پانی لے آئیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے صرف نماز کے لئے وضو کا حکم دیا گیا ہے۔

تحقیق و تخریج: **سندہ صحیح** (سنن ترمذی:١٨٤٧، وقال:حسن)

سنن ابی داود(٣٧٦٠) سنن نسائی(١٣٢)

صحیح ابن خزیمہ(٣٥) وحسنہ البغوی فی شرح السنۃ(٢٨٣٥)

نیز دیکھئے آنے والی حدیث:١٨٥

١٨٥) حدثنا سعيد بن عبد الرحمن المخزومي : أنا سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن سعيد بن الحويرث عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : خرج رسول الله ﷺ من الغائط فأتي بطعام فقيل له : ألا تتوضأ ؟ فقال :

((أأصلي فأتوضأ؟ .))

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد تشریف لائے، پھر کھانا لایا گیا تو آپ سے کہا گیا: آپ وضو نہیں کر لیتے؟ آپ نے فرمایا: کیا میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں کہ وضو کرلوں؟

تحقیق و تخریج: **سندہ صحیح** (سنن ترمذی:١٨٤٧، تعلیقاً مختصراً)

صحیح مسلم (۴۷ ۳، دارالسلام: ۸۲۷)

شرح و فوائد:

۱: کھانے سے پہلے وضو کرنا مسنون نہیں ہے۔

۲: ایک حدیث میں آیا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: " **کان رسول اللّٰہ ﷺ إذا کان جنبًا فأراد أن یأکل أو ینام توضأ وضوءہ [للصلوٰۃ]** " رسول اللہ ﷺ جب حالتِ جنابت میں کھانا کھانے کا ارادہ کرتے یا سونا چاہتے تو نماز والا وضو کرتے تھے۔ (صحیح مسلم: ۳۰۵، دارالسلام: ۷۰۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی شخص کو چاہئے کہ کھانا کھانے اور سونے سے پہلے نماز والا وضو کرے۔

۳: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: " **کان رسول اللّٰہ ﷺ ... و إذا أراد أن یأکل أو یشرب یغسل یدیه ثم یأکل أو یشرب** " رسول اللہ ﷺ جب کھانے پینے کا ارادہ کرتے تو دونوں ہاتھ دھوتے، پھر کھاتے یا پیتے تھے۔

(شرح السنۃ للبغوی ۲/ ۳۴ ح ۲۶۶ وسندہ صحیح وقال البغوی: ھذا حدیث صحیح)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے پینے سے پہلے ہاتھ دھونا مسنون اور بہتر ہے۔

۴: نماز کے لئے وضو شرط اور ضروری ہے، کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

۱۸۶) حدثنا یحیی بن موسی : أنا عبد اللّٰه بن نمیر : أنا قیس بن الربیع ح وأنا قتیبة : أنا عبد الکریم الجرجاني عن قیس بن الربیع عن أبي هاشم عن زاذان عن سلمان رضي اللّٰه عنه قال : قرأت في التوراة أن برکة الطعام الوضوء بعده ، فذکرت ذلك للنبي ﷺ و أخبرته بما قرأت في التوارة ، فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه سلم : ((**برکة الطعام الوضوء قبله والوضوء بعده .**))

سلمان (فارسی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تورات میں پڑھا: کھانے کی برکت اس کے بعد وضو کرنے میں ہے، پھر میں نے یہ نبی ﷺ سے بیان کیا اور بتایا کہ میں نے تورات

میں یہ پڑھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھانے کی برکت پہلے اور بعد میں وضو کرنا ہے۔

تحقیق وتخریج: سندہ ضعیف (سنن ترمذی: ۱۸۴۶، وقال: " و قیس یضعف فی الحدیث ")

سنن ابی داود (۳۷۶۱) وقال ابوداود: " وھو ضعیف "

اس روایت کا راوی قیس بن الربیع جمہور محدثین کے نزدیک برے حافظے کی وجہ سے ضعیف تھا، لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔ (نیز دیکھئے انوار الصحیفہ ص۱۳۳)

۲۷: باب قول رسول الله ﷺ قبل الطعام و بعد ما يفرغ منه

کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کا بیان

۱۸۷) حدثنا قتيبة : ثنا ابن لهيعة عن يزيد بن أبي حبيب عن راشد [بن جندل][(۱)] اليافعي عن حبيب بن أوس عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله عنه قال : كنا عند النبي ﷺ يومًا فقرب إليه طعام فلم أر طعامًا كان أعظم بركة منه أول ما أكلنا و لا أقل بركة في آخره، قلنا: يا رسول الله ! كيف هذا ؟
قال : ((**إنا ذكرنا اسم الله حين أكلنا ثم قعد من أكل و لم يسم الله تعالى فأكل معه الشيطان .**))

ابو ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا، ہم نے جو کھانا بھی کھایا ہے، اس سے شروع میں زیادہ اور آخر میں کم برکت والا کوئی کھانا نہیں دیکھا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جب ہم نے کھانا شروع کیا تو اللہ کا نام لیا، پھر کوئی ایسا آدمی کھانا کھانے کے لئے آبیٹھا جس نے اللہ کا نام نہیں لیا تو اس کے ساتھ شیطان نے بھی کھانا کھایا ہے۔

تحقیق و تخریج: **سندہ ضعیف**

شرح السنۃ للبغوی (۱۱/ ۲۷۵ ح ۲۸۲۴) من طریق الترمذی بہ.

مسند احمد (۵/ ۴۱۵۔ ۴۱۶ ح ۲۳۵۲۲)

اضواء المصابیح فی تحقیق مشکوٰۃ المصابیح (۴۲۰۱)

اس روایت کی سند میں وجہ ضعف دو ہیں:

۱: ابن لہیعہ اختلاط کی وجہ سے ضعیف، نیز مدلس تھے اور اس سند میں تصریحِ سماع

....

(۱) من ب .

نہیں ہے۔

۲: حبیب بن اوس کو میرے علم کے مطابق صرف ابن حبان نے ثقہ قرار دیا، یعنی یہ راوی مجہول الحال ہے اور مجہول الحال راوی کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

۱۸۸) حدثنا يحيى بن موسى : أنا أبو داود : أنا هشام الدستوائي عن بديل العقيلي عن عبد الله بن عبيد بن عمير عن أم كلثوم عن عائشة رضي الله عنها قالت؛ قال رسول الله ﷺ : ((**إذا أكل أحدكم فنسي أن يذكر الله تعالى على طعامه فليقل :بسم الله أوله و آخره .**))

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھائے پھر اپنے کھانے پر اللہ کا نام لینا بھول جائے تو (یاد آنے پر) کہہ دے:"**بسم اللّٰہ أولہ و آخرہ**" شروع اور آخر میں بسم اللہ۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی:۱۸۵۸، وقال:حسن صحیح)

سنن ابی داود (۳۷۶۷) سنن ابن ماجہ (۳۲۶۴)

صحیح ابن حبان (۱۳۴۱) المستدرک (۱۰۸/۴) وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی.

مسند ابی داود الطیالسی (۱۵۶۶، نسخہ محققہ ۱۶۷۱)

فائدہ: اُم کلثوم کو ترمذی، ابن حبان، حاکم اور ذہبی نے تصحیح کے ذریعے سے ثقہ قرار دیا ہے، لہٰذا انھیں مجہولہ قرار دینا غلط ہے۔

شرح و فوائد:

۱: کھانے پینے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بجائے صرف بسم اللہ کہنے کا ثبوت ملتا ہے، لہٰذا اسی پر عمل افضل ہے۔

۲: بھول جانا ضعیف ہونے کی دلیل نہیں، بلکہ بھول جانے کے بعد غلط روایت بیان کرنا مثلاً ایک کی روایت دوسرے کے نام لگا دینا ضعف کی دلیل ہے اور اگر ایسی حرکت بہت زیادہ ہو تو راوی ضعیف ہو جاتا ہے۔

۳: بسم اللہ نہ پڑھنے سے کھانے پینے کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔

۱۸۹) حدثنا عبد اللّٰه بن الصباح الهاشمي البصري : أنا عبد الأعلى عن معمر عن هشام بن عروة عن أبيه عن عمر بن أبي سلمة رضي اللّٰه عنه أنه دخل على رسول اللّٰه ﷺ و عنده طعام فقال: ((**ادن يا بني! فسم اللّٰه تعالى و كل بيمينك و كل مما يليك .**))

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ کے پاس کھانا موجود تھا۔ آپ نے فرمایا: اے بیٹے! قریب ہو جا، پھر اللہ کا نام لے اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے (سامنے) قریب میں سے کھا۔

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی:۱۸۵۷)

سنن ابن ماجہ (۳۲۶۵)

صحیح بخاری (۵۳۷۶) وصحیح مسلم (۲۰۲۲) من حدیث عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بہ.

شرح و فوائد:

۱: ہر وقت اپنے شاگردوں اور ارد گرد کے اشخاص کی حتی الوسع اصلاح کرنی چاہیے۔

۲: اگر کسی مجلس میں کھانا کھانے کا موقع ملے تو صرف اپنے سامنے سے کھانا چاہیے اور دوسرے لوگوں کو تکلیف نہیں دینی چاہیے۔

۳: چھوٹے بچوں اور شاگردوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

۴: بائیں ہاتھ سے کھانا ممنوع و ناجائز ہے۔

۱۹۰) حدثنا محمود بن غيلان : أنا أبو أحمد الزبيري : ثنا سفيان الثوري عن أبي هاشم (۱) عن إسماعيل بن رياح عن [أبيه رياح ابن](۲) عبيدة عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه قال : كان رسول اللّٰه ﷺ إذا فرغ من طعامه

....

(۱) من هامش الأصل .

(۲) سقط من الأصل .

قال: ((الحمد لله الذي أطعمنا و سقانا و جعلنا مسلمين .))

ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھانے سے فارغ ہوتے تو کہتے: " الحمد لله الذي أطعمنا و سقانا و جعلنا مسلمين ."

حمد وثنا اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔

تحقیق و تخریج: سنده ضعیف

سنن ابی داود (۳۸۵۰)

اس سند میں وجہ ضعف یہ ہے کہ اسماعیل بن ریاح مجہول ہے۔ (تقریب التہذیب: ۴۴۴)

اور "غیرہ" نامعلوم ہے۔ (عند ابی داود: إسماعيل بن رباح عن أبيه أو غيره)

اس حدیث کے تمام شواہد ضعیف ہیں۔ دیکھئے انوار الصحیفہ (ص ۱۳۷)

۱۹۱) حدثنا محمد بن بشار : أنا يحيى بن سعيد : ثنا ثور بن يزيد : أنا خالد ابن معدان عن أبي أمامة رضي الله عنه قال : كان رسول الله ﷺ إذا رفعت المائدة من بين يديه يقول : ((الحمد لله حمدًا كثيرًا طيبًا مباركًا فيه ، غير مودع ولا مستغنى عنه ربنا .))

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے دسترخوان اُٹھایا جاتا تو آپ فرماتے: ((الحمد لله حمدًا كثيرًا طيّبًا مباركًا فيه ، غير مودع ولا مستغنى عنه ربنا .)) حمد وثنا اللہ کے لئے ہے، بہت زیادہ حمد وثنا، پاک (اور) برکتوں والی، ہم نہ اسے چھوڑ سکتے ہیں اور نہ اس سے بے نیاز ہو سکتے ہیں اے ہمارے رب!

تحقیق و تخریج: سنده صحيح (سنن ترمذی: ۳۴۵۶ وقال: حسن صحیح)

صحیح بخاری (۵۴۵۸) سنن ابی داود (۳۸۴۹)

۱۹۲) حدثنا أبو بكر محمد بن أبان : أنا وكيع : أنا هشام الدستوائي ، عن بديل بن ميسرة العقيلي عن عبد الله بن عبيد بن عمير عن أم كلثوم عن عائشة رضي الله عنها قالت : كان النبي ﷺ يأكل الطعام في ستةٍ من أصحابه فجاء

أعرابي فأكله بلقمتين فقال رسول الله ﷺ : ((**لو سمى لكفاكم .**))

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھ صحابیوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک اعرابی آ گیا اور سارا کھانا دو لقموں میں کھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ اللہ کا نام لیتا تو تمھارے لئے یہ کھانا کافی تھا۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی: ۱۸۵۸ب، وقال: حسن صحیح)

دیکھئے حدیث سابق: ۱۸۸

۱۹۳) حدثنا هناد و محمود بن غيلان قالا: أنا أبو أسامة عن زكريا بن أبي زائدة عن سعيد بن أبي بردة عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : ((**إن الله ليرضى عن العبد أن يأكل الأكلة ، أو يشرب الشربة فيحمده عليها .**))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اپنے اس بندے سے راضی ہوتا ہے جو بندہ کوئی کھانا کھاتا ہے، پھر اس پر اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے یا کوئی مشروب پیتا ہے تو اس پر اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی: ۱۸۱۶، وقال: ھذا حدیث حسن)

صحیح مسلم (۲۷۳۴)

شرح و فوائد:

۱: ہر وقت اللہ کے ذکر سے زبان تر رہنی چاہئے۔

۲: سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کھانا کھائے، پھر پڑھے: ((**الحمد لله الذي أطعمني هذا و رزقنيه من غير حول مني ولا قوة**)) حمد و ثنا اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے کھانا کھلایا اور بغیر میری کسی قوت و طاقت کے رزق نصیب فرمایا۔ تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(سنن ترمذی: ۳۴۵۸ وقال: ''ھذا حدیث حسن غریب'' وسندہ حسن)

۲۸: باب قدح رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے پیالے کا بیان

۱۹۴) حدثنا الحسين بن الأسود البغدادي : أنا عمرو بن محمد : أنا عيسى ابن طهمان عن ثابت قال : أخرج إلينا أنس ابن مالك رضي الله عنه قدح خشب غليظ مضبب بحديدٍ ، فقال : يا ثابت ! هذا قدح النبي ﷺ .

ثابت (بن اسلم البنانی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے لکڑی کا ایک پیالہ نکالا، جو کھردرا سخت تھا، جس پر لوہے کے پترے سے جوڑا گیا تھا، پھر آپ نے فرمایا: اے ثابت! یہ رسول اللہ ﷺ کا پیالہ ہے۔

تحقیق و تخریج: سندہ حسن

شرح السنہ للبغوی (۱۱/۲۷۰ ح ۳۰۳۳) عن الترمذی بہ۔

اس کے راوی حسین بن علی بن اسود العجلی جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے حسن الحدیث تھے، لہٰذا یہ سند حسن ہے۔

۱۹۵) أخبرنا عبد اللّٰه بن عبد الرحمن : أنا عمرو بن عاصم : أنا حماد بن سلمة : أنا حميد و ثابت عن أنس رضي الله عنه قال : لقد سقيت رسول الله ﷺ بهذا القدح الشراب كله : الماء و النبيذ و العسل و اللبن .

انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس پیالے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو تمام مشروبات پلائے: پانی، نبیذ، شہد اور دودھ۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح

صحیح مسلم (۲۰۰۸) من حديث حماد بن سلمة عن ثابت عن أنس رضي الله عنه به

شرح و فوائد:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے پیالے کو بطورِ تبرک اپنے پاس سنبھال کر رکھا ہوا

تھا اور بعض اوقات اپنے شاگردوں کو یہ پیالہ دکھاتے تھے۔

۲: عاصم الاحول رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کے پاس نبی ﷺ کا پیالہ دیکھا، جسے چاندی کے تار کے ساتھ جوڑا گیا تھا، یہ بہترین لکڑی کا بنا ہوا چوڑا پیالہ تھا۔

ابن سیرین سے روایت ہے کہ اس میں لوہے کا ایک حلقہ تھا، پھر انس رضی اللہ عنہ نے یہ ارادہ کیا کہ لوہے کی جگہ سونے یا چاندی کا حلقہ بنالیں تو ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے انھیں کہا: " لا تغيّرن شيئاً صنعه رسول الله ﷺ " رسول اللہ ﷺ نے جو کام کیا ہے، اسے ہرگز نہ بدلنا، تو انھوں نے یہ ارادہ چھوڑ دیا۔ (صحیح بخاری: ۵۶۳۸)

سبحان اللہ! اتباعِ سنت اور حب النبی ﷺ کی کتنی عظیم مثال ہے۔

۳: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "نهي أن نشرب من كسر القدح" منع کیا گیا کہ ہم پیالے کے ٹوٹے ہوئے حصے سے پئیں۔

(المعجم الاوسط للطبرانی: ۶۸۲۹ وسندہ حسن، مجمع البحرین: ۴۱۳۱)

سنن ابی داود میں اس روایت کا ایک ضعیف السند شاہد ہے۔ (ح ۳۷۲۲)

جو اس حدیث کی وجہ سے حسن ہے۔ والحمد للہ

ثابت ہوا کہ پیالے یا برتن کے خاص ٹوٹے ہوئے حصے سے پانی وغیرہ نہیں پینا چاہئے۔

۴: نبی اکرم ﷺ کی سادگی پسندی اور تواضع کے مشروب کے لئے الگ الگ ظرف کی بجائے ایک ہی پیالے سے ہر قسم کے مشروب نوش فرماتے تھے۔

۲۹: باب صفة فاكهة رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے پھلوں کا بیان

۱۹۶) حدثنا إسماعيل بن موسى الفزاري : أنا إبراهيم بن سعد عن أبيه عن عبد الله بن جعفر رضي الله عنهما قال : **كان النبي ﷺ يأكل القثاء بالرطب.**

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ککڑی (یا کھیرے) کو تازہ کھجور کے ساتھ کھاتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی:۱۸۴۴، وقال: حسن صحیح غریب...)
صحیح بخاری (۵۴۴۰) صحیح مسلم (۲۰۴۳)

۱۹۷) حدثنا عبدة بن عبد الله الخزاعي البصري : أنا معاوية بن هشام عن سفيان عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها : **أن النبي ﷺ كان يأكل البطيخ بالرطب.**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ تازہ کھجوروں کے ساتھ تربوز (ہندوانہ) کھاتے تھے۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۱۸۴۳، وقال: حسن غریب)
سنن ابی داود (۳۸۳۶) مسند الحمیدی (بتحقیقی: ۲۵۶) وسندہ صحیح

شرح و فوائد:

۱: مختلف کھانے اور پھل وغیرہ جمع کر کے کھانا جائز ہے۔

۲: بعض راویوں نے اسے مرسل بھی بیان کیا ہے، لیکن متصل سند کے صحیح ہونے کے بعد یہ مضر نہیں ہے۔

۱۹۸) حدثنا إبراهيم بن يعقوب : أنا وهب بن جرير : أنا أبي قال : سمعت حميدًا أو قال : حدثني حميد، قال وهب : وكان صديقًا له عن أنس بن مالك

رضي الله عنه قال : رأيت رسول الله ﷺ **يجمع بين الخربز والرطب .**

حمید (الطّویل رحمہ اللہ) جو بقول وھب بن جریر ان کے والد جریر بن حازم کے دوست تھے، سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، آپ خربوزے کو کھجور کے ساتھ کھا رہے تھے۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح

مسند احمد (۳/۱۴۲ ح ۱۲۴۴۹) النسائی فی الکبریٰ (۶۷۲۶) وقالا: الخربز

صحیح ابن حبان (الاحسان: ۵۲۲۴، نسخہ محققہ: ۵۲۴۸ وقال: البطیخ بدل الخربز)

مسند ابی یعلیٰ (۶/۶۳-۴۶۴ ح ۱۱۱۲، وقال: تجمع بین البطیخ والرطب)

اخلاق النبی ﷺ لابی الشیخ (ص ۲۱۷) من حدیث **مسلم** بن ابراہیم "نا حميد عن أنس: أن النبي ﷺ كان يجمع بين الرطب و البطيخ ، قال مسلم: و ربما قال: الخِرْبِز"

شرح و فوائد:

۱: حدیث کی مذکورہ تخریج سے ظاہر ہے کہ راوی نے دونوں الفاظ: بطیخ اور خربز بیان فرمائے، یعنی رسول اللہ ﷺ نے تربوز اور تازہ کھجوریں اکٹھی تناول فرمائیں، اسی طرح خربوز اور تازہ کھجوریں بھی اکٹھی تناول فرمائیں۔

۲: حمید الطّویل کی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے معنعن روایت اس وجہ سے صحیح ہے کہ وہ ثابت البنانی سے تدلیس کرتے تھے جو کہ ثقہ ثبت تھے۔

۱۹۹) حدثنا محمد بن يحيى : ثنا محمد بن عبد العزيز الرملي : أنا عبد الله ابن يزيد بن الصلت ، عن محمد بن إسحاق عن يزيد بن رومان عن عروة عن عائشة رضي الله عنها : **أن النبي ﷺ أكل البطيخ بالرطب .**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تازہ کھجوروں کے ساتھ تربوز کھایا۔

تحقیق و تخریج: صحیح

السنن الکبریٰ للنسائی (۴/۱۶۷ ح ۶۷۲۷) اخلاق النبی ﷺ (ص ۲۱۶-۲۱۷)

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: عبداللہ بن یزید بن الصلت ضعیف (راوی) ہے۔ (دیکھئے تقریب التھذیب: ۳۷۰۵)

۲: محمد بن اسحاق بن یسار صدوق مدلس تھے اور یہ روایت عن سے ہے۔

حدیث سابق (۱۹۷) اس کا صحیح شاہد ہے، جس کے ساتھ یہ روایت بھی صحیح یا حسن ہے۔

۲۰۰) حدثنا قتيبة عن مالك ح و أخبرنا إسحاق بن موسى : أخبرنا معن : أنا مالك عن سهيل بن أبي صالح [عن أبيه][1] عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال : كان الناس إذا رأوا أول الثمر جاؤوا به إلى رسول الله ﷺ فإذا أخذه رسول الله قال : ((**اللهم بارك لنا في ثمارنا و بارك لنا في مدينتنا و بارك لنا في صاعنا و في مدنا ، اللهم إن إبراهيم عبدك و خليلك و نبيك و إني عبدك و نبيك و إنه دعاك لمكة و إني أدعوك للمدينة بمثل ما دعاك به لمكة و مثله معه** .)) ثم يدعو أصغر و ليد يراه فيعطيه ذلك الثمر .

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو نبی ﷺ کے پاس لے آتے، پھر رسول اللہ ﷺ اسے ہاتھ میں لیتے تو کہتے: اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت ڈال اور ہمارے مدینے میں برکت ڈال اور ہمارے لئے ہمارے صاع (تول کے پیمانے) میں برکت ڈال اور ہمارے مُد (پیمانے) میں برکت ڈال۔ اے اللہ! بے شک ابراہیم (علیہ السلام) تیرے بندے، خلیل اور نبی ہیں اور میں (بھی) تیرا بندہ اور نبی ہوں۔ بے شک انھوں (ابراہیم علیہ السلام) نے تجھ سے مکہ کے لئے دعا کی اور میں تجھ سے مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں، اسی طرح جس طرح انھوں نے مکے کے لئے دعا فرمائی اور اس کے ساتھ اس جتنا اور زیادہ پھر آپ سب سے چھوٹے بچے کو دیکھ کر بلاتے اور اسے یہ پھل دے دیتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح (سنن ترمذی: ۳۴۵۴ وقال: حسن صحیح)

....

(۱) من ب .

صحیح مسلم (۱۳۷۳)

الموطأ للامام مالک (روایۃ یحییٰ ۲/۸۸۵ ح ۱۷۰۲، روایۃ ابن القاسم: ۴۴۷)

شرح و فوائد:

۱: مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ طیبہ بھی حرم ہے۔

۲: نئی فصل تیار ہو تو پہلا پھل بچوں، علماء اور قابلِ احترام نیک لوگوں کو دینا چاہئے۔

۳: تحفہ وصول کرتے وقت تحفہ پیش کرنے والے کے لئے دعا کرنا مسنون ہے۔

۴: نیز دیکھئے الاتحاف الباسم (ص ۵۲۶ ح ۴۴۷)

۲۰۱) حدثنا محمد بن حميد الرازي : ثنا إبراهيم بن المختار عن محمد بن إسحاق عن أبي عبيدة بن محمد بن عمار بن ياسر عن الربيع بنت معوذ بن عفراء رضي الله عنها ، قالت : بعثني معاذ بن عفراء بقناع من رطب و عليه أجر من قثاء زغب و كان النبي ﷺ يحب القثاء فأتيته به و عنده حلية، قدمت عليه من البحرين فملأ يده منها فأعطانيه .

معوذ بن عفراء کی بیٹی ربیع رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ معاذ بن عفراء (رضی اللہ عنہ) نے تازہ کھجوروں کی ایک ٹوکری مجھے بھیجی اور اس پر کچھ روئیں دار چھوٹی ککڑیاں تھیں، نبی ﷺ ککڑیاں پسند فرماتے تھے، پس میں وہ لے کر آپ کے پاس چلی گئی اور آپ کے پاس بحرین سے آئے ہوئے کچھ زیور تھے، آپ نے ان میں سے ایک مٹھی بھر کر مجھے دے دی۔

تحقیق و تخریج: سنده ضعيف

یہ روایت کئی وجہ سے ضعیف ہے، مثلاً:

۱: محمد بن حمید الرازی ضعیف بلکہ سخت مجروح وساقط العدالت راوی ہے۔

۲: محمد بن اسحاق بن یسار مدلس تھے اور یہ سند عن سے ہے۔

۳: ابراہیم بن المختار کو جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

نیز دیکھئے حدیث: ۲۰۲

۲۰۲) حدثنا علي بن حجر : أنا شريك عن عبد الله بن محمد بن عقيل عن الربيع بنت معوذ بن عفراء قالت: **أتيت النبي ﷺ بقناع من رطب و أجر زغب فأعطاني ملء كفه حليًا أو قالت ذهبًا .**

ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں تازہ کھجوروں اور چھوٹی ککڑیوں کی ایک ٹوکری لے کر نبی ﷺ کے پاس گئی تو آپ نے مجھے مٹھی بھر کر زیور یا سونا دیا۔

تحقیق وتخریج: **سنده ضعيف**

مسند احمد (۶/ ۳۵۹)

المعجم الکبیر للطبرانی (۲۴/ ۲۷۳ ح ۶۹۴) وحسنہ الہیثمی فی المجمع (۹/ ۱۳)!

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: عبداللہ بن محمد بن عقیل جمہور کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔

۲: شریک القاضی مدلس تھے اور یہ سند عن سے ہے، لہٰذا اسے حسن قرار دینا غلط ہے۔

نیز دیکھئے حدیث سابق: ۲۰۱

۳۰: باب صفة شراب رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے مشروبات کا بیان

۲۰۳) حدثنا ابن أبي عمر : أنا سفيان عن معمر عن الزهري عن عروة عن عائشة رضي الله عنها قالت : **كان أحب الشراب إلى رسول الله ﷺ الحلو البارد .**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سب سے پسندیدہ مشروب وہ ہوتا تھا جو میٹھا (اور) ٹھنڈا ہو۔

تحقیق وتخریج: سندہ ضعیف (سنن ترمذی:۱۸۹۵)

السنن الکبریٰ للنسائی (۶۸۴۴) مسند احمد (۶/ ۳۸ ح ۲۴۱۰۰۰)

مسند الحمیدی (۲۵۸) وسفیان بن عیینہ صرح بالسماع عندہ.

یہ سند امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ (مدلس) کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے اور مسند احمد (۱/ ۳۳۸) میں اس کا ایک ضعیف شاہد بھی ہے، اس میں "رجل" مجہول ہے۔

اس روایت کے دیگر ضعیف ومردود شواہد کے لئے دیکھئے موسوعۃ حدیثیۃ (۴۰/ ۱۲۰۔۱۲۱)

۲۰۴) حدثنا أحمد بن منيع : أنا إسماعيل بن إبراهيم : أنا علي بن زيد عن عمر هو ابن أبي حرملة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : دخلت مع رسول الله ﷺ أنا و خالد بن الوليد على ميمونة رضي الله عنها ، فجاء تنا بإناءٍ من لبن فشرب رسول الله ﷺ و أنا علي يمينه و خالد رضي الله عنه عن شماله فقال لي : ((**الشربة لك فإن شئت آثرت بها خالدًا**)) فقلت : ما كنت لأوثر على سؤرك أحدًا ثم قال رسول الله ﷺ : ((**من أطعمه الله طعامًا فليقل :اللهم بارك لنا [فيه]**[1] **و أطعمنا خيرًا منه ، و من سقاه الله عز وجل لبنا فليقل :**

....

(۱) من ب .

اللهم بارك لنا فيه و زدنا منه .)) وقال رسول الله ﷺ : **((ليس شيٌ يجزئ مكان الطعام والشراب غير اللبن .))**

قال أبو عيسى : هكذا روى سفيان بن عيينة هذا الحديث عن معمر عن الزهري عن عروة عن عائشة رضي الله عنهم و رواه عبد الله بن المبارك و عبد الرزاق وغير واحد عن معمر عن الزهري عن النبي ﷺ ولم يذكروا [١] فيه : عن عروة عن عائشة . و هكذا روى يونس وغيره واحد عن الزهري عن النبي ﷺ مرسلاً.

قال أبو عيسى : إنما أسنده ابن عيينة من بين الناس .

و ميمونة بنت الحارث رضي الله عنها زوج النبي ﷺ هي خالة خالد بن الوليد و خالة ابن عباس و خالة يزيد بن الأصم .

واختلف الناس في رواية هذا الحديث عن علي بن [زيد بن] [٢] جدعان فروى بعضهم عن علي بن زيد عن عمر بن أبي حرملة و روى بعضهم عن علي ابن زيد عن عمرو بن حرملة و روى شعبة عن علي بن زيد فقال : عن عمر بن حرملة و الصحيح عمر بن أبي حرملة .

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں اور خالد بن ولید (دونوں) میمونہ کے پاس گئے تو وہ دودھ کا ایک برتن لے کر ہمارے پاس آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے پیا اور میں آپ کی دائیں طرف تھا اور خالد بائیں طرف تھے، پھر آپ (ﷺ) نے مجھے فرمایا: پہلے پینا تمھارا حق ہے اور اگر چاہو تو پہلے خالد کو دے دو۔ میں نے کہا: میں آپ کے جُوٹھے پر کسی کو بھی مقدم نہیں کروں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اللہ کوئی کھانا کھلائے تو وہ

....

(١) من ب و جاء في الأصل "يذكر".

(٢) من الهامش .

یوں کہے: اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت ڈال اور اس سے بہتر کھانا نصیب فرما۔ اور جسے اللہ تعالیٰ دودھ پینا نصیب فرمائے تو یہ کہے: اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت ڈال اور اس میں سے مزید عطا فرما۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھانے اور پینے دونوں کے قائم مقام دودھ کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے۔

ابوعیسیٰ (ترمذی) نے فرمایا: سفیان بن عیینہ نے یہ حدیث (۲۰۳) اسی طرح معمر عن الزہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے بیان کی، عبداللہ بن المبارک اور عبدالرزاق وغیرہما نے معمر عن الزہری کی سند سے مرسلاً بیان کی اور سند میں عروہ عن عائشہ کا ذکر نہیں کیا اور اسی طرح یونس وغیرہ نے زہری کی سند سے مرسلاً نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

لوگوں میں اسے صرف ابن عیینہ نے متصل سند سے بیان کیا ہے۔

ابوعیسیٰ (ترمذی) نے کہا: میمونہ بنت الحارث نبی ﷺ کی زوجہ اور خالد بن الولید، ابن عباس اور یزید بن الاصم رضی اللہ عنہم کی خالہ تھیں۔

علی بن زید بن جدعان سے اس حدیث کی روایت میں لوگوں کا اختلاف ہے، بعض نے علی بن زید عن عمر بن ابی حرملہ بیان کی اور شعبہ نے علی بن زید عن عمر بن ابی حرملہ بیان کی تو عمرو بن حرملہ کہہ دیا اور صحیح لفظ عمر بن ابی حرملہ ہے۔

تحقیق و تخریج: سندہ ضعیف (سنن ترمذی: ۳۴۵۵ وقال: حسن...)

سنن ابی داود (۳۷۳۰)

یہ سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: علی بن زید بن جدعان جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

۲: عمر بن ابی حرملہ مجہول (یعنی مجہول الحال) ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۴۸۷۵)

سنن ابن ماجہ (۳۳۲۲) اور الصحیحہ للالبانی (۲۳۲۰) میں اس کا ایک ضعیف شاہد بھی ہے، جس کے باوجود یہ روایت ضعیف ہی ہے۔ دیکھئے انوار الصحیفہ (ص ۴۹۶)

۳۱: باب ما جاء في شرب رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے پینے کی صفت کا بیان

۲۰۵) حدثنا أحمد بن منيع : أنا هشيم : أنا عاصم الأحول [و مغيرة] (۱) عن الشعبي عن ابن عباس رضي الله عنهما : **أن النبي ﷺ شرب من زمزم وهو قائم.**

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کھڑے ہوکر زمزم (کا پانی) پیا۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۱۸۸۲، وقال: حسن صحیح)
صحیح بخاری (۱۶۳۷) صحیح مسلم (۲۰۲۷)

شرح و فوائد:

۱: زمزم کا پانی (زمزم کے کنویں کے پاس) کھڑے ہوکر پینا سنت ہے۔

۲: ہمارے ممالک (بلادِ عجم) میں بعض لوگ جب جزیرۃ العرب سے زمزم لاتے ہیں تو کچھ لوگ اسے کھڑے ہوکر اور قبلے کی طرف رخ کر کے پیتے ہیں، لیکن اس کا کوئی ثبوت مجھے معلوم نہیں ہے۔

۳: کھڑے ہوکر پینے سے ممانعت والی روایت زمزم اور مخصوص مواقع کے علاوہ اور وعید پر محمول ہیں۔

۴: بعض دوسرے مقامات پر بھی کھڑے ہوکر پینے کا ثبوت ہے، مثلاً وضو کا پانی اور مشک کا پانی وغیرہ۔

۲۰۶) حدثنا قتيبة: أنا محمد بن جعفر عن حسين المعلم عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنه قال : **رأيت النبي ﷺ يشرب قائمًا و قاعدًا .**

....

(۱) من ب .

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوکر اور بیٹھے ہوئے (دونوں حالتوں میں) پیتے ہوئے دیکھا۔

تحقیق وتخریج: سندہ حسن (سنن ترمذی: ۱۸۸۳، وقال: حسن صحیح)

مسند احمد (۲/۲۱۵)

جزء الالف دینار لاحمد بن جعفر بن حمدان القطیعی (۱۴۴)

۲۰۷) حدثنا علي بن حجر: أنا ابن المبارك عن عاصم الأحول عن الشعبي عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: **سقيت النبي ﷺ من زمزم فشرب وهو قائم**

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم میں سے پلایا اور آپ نے نوش فرمایا جبکہ آپ کھڑے تھے۔

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح

نیز دیکھئے حدیث سابق: ۲۰۵

۲۰۸) حدثنا أبو كريب محمد بن العلاء و محمد بن طريف الكوفي قالا: أنا ابن الفضيل عن الأعمش عن عبد الملك بن ميسرة عن النزال بن سبرة قال: أتي علي رضي الله عنه بكوز من ماء وهو في الرحبة فأخذ منه كفًا فغسل يديه و مضمض و استنشق و مسح وجهه و ذراعيه و رأسه ثم شرب وهو قائم ثم قال: هذا وضوء من لم يحدث هكذا رأيت رسول الله ﷺ فعل.

نزال بن سبرہ (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس پانی کا ایک کوزہ لایا گیا اور آپ رحبہ (نامی ایک مقام) میں تھے، پھر آپ نے ایک چلو پانی لیا تو دونوں ہاتھ دھوئے، کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، چہرہ تر کیا اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک تر کئے اور سر کا مسح کیا، پھر اس سے کھڑے ہوکر پانی پیا، پھر فرمایا: یہ اس شخص کا وضو ہے جس کا وضو ٹوٹا نہیں (یعنی جو شخص وضو پر وضو کرنا چاہتا ہے) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح
صحیح بخاری (۵۶۱۵۔۵۶۱۶)

شرح و فوائد:

۱: وضو کرنے کے بعد وضو کے برتن میں سے بچا ہوا پانی پینا جائز ہے۔
۲: کھڑے ہو کر پانی پینا منسوخ نہیں بلکہ جائز ہے۔ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۲۰۶
۳: صحابہ کرام علانیہ سنت یعنی حدیث کی تعلیم دیتے تھے۔
۴: وضو پر وضو ہو تو اچھی طرح دھونے کے بجائے اعضائے وضو کو تر کر دینا بھی جائز ہے۔
۵: اعضائے وضو ایک ایک دفعہ دھونا بھی جائز ہے، جبکہ تین تین دفعہ دھونا بہتر ہے، جیسا کہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔

۲۰۹) حدثنا قتيبة و يوسف بن حماد قال: أنا عبد الوارث بن سعيد عن أبي عصام(۱) عن أنس رضي الله عنه: أن النبي ﷺ كان يتنفس في الإناء ثلاثًا إذا شرب و يقول: ((هو أمرأ و أروى .))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب پیتے تو تین سانسوں میں پیتے تھے اور فرماتے: یہ آسانی سے حلق میں اترنے والا اور خوب سیراب کرنے والا طریقہ ہے۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح (سنن ترمذی: ۱۸۸۴، وقال: حسن ...)
صحیح مسلم (۲۰۲۸) وانظر صحیح البخاری (۵۶۳۱)

شرح و فوائد:

۱: دودھ یا مشروب ایک سانس میں پینے کے بجائے تین سانسوں میں پینا مسنون ہے۔

....

(۱) في الأصل " أبي عاصم " وجاء في ب " ابن عصام " و كلاهما خطأ و صوبته من نسخة ماهر ياسين .

۲: سنت پر عمل میں خیر ہی خیر ہے۔

۲۱۰) حدثنا علي بن خشرم : أنا عيسى بن يونس عن رشدين بن كريب عن أبيه عن ابن عباس رضي الله عنه :أن النبي ﷺ **كان إذا شرب تنفس مرتين.**

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب (کوئی مشروب) پیتے تو دو سانسوں میں پیتے تھے۔

تحقیق و تخریج: **سندہ ضعیف** (سنن ترمذی:۱۸۸٦، وقال:حسن غریب...)

سنن ابن ماجہ (۳۴۱۷)

اس روایت کا راوی رشدین بن کریب **ضعیف** ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب:۱۹۴۳)

جمہور محدثین نے اس پر جرح کی ہے، لہٰذا امام ترمذی رحمہ اللہ کا اس کی اس منفرد روایت کو حسن غریب قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

۲۱۱) حدثنا ابن أبي عمر : أنا سفيان عن يزيد بن يزيد بن جابر عن عبدالرحمن بن أبي عمرة عن جدته كبشة رضي الله عنها قالت : **دخل علي النبي ﷺ فشرب من في قربة معلقة قائمًا فقمت إلى فيها فقطعته .**

کبشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو آپ نے ایک لٹکے ہوئے مشکیزے کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی پیا، پھر میں نے اٹھ کر مشکیزے کے منہ کو کاٹ (کر رکھ) لیا۔

تحقیق و تخریج: **سندہ حسن** (سنن ترمذی:۱۸۹۲، وقال:حسن صحیح غریب)

سنن ابن ماجہ (۳۴۲۳)

مسند الحمیدی (۳۵۵)

شرح و فوائد:

۱: بعض حالات میں کھڑے ہو کر پانی پینا بھی جائز ہے۔

۲: صحابۂ کرام نبی کریم ﷺ سے بیحد محبت کرتے تھے اور آپ کے تبرکات کی بھی خوب

حفاظت کرتے تھے۔

۳: سیدہ کبشہ بنت ثابت بن المنذر رالبرساء سیدنا حسان بن ثابت کی بہن تھیں۔ رضی اللہ عنہا

۴: رسول اللہ ﷺ کے اقوال کی طرح افعال بھی حجت ہیں۔

۵: ضروریاتِ زندگی کی اشیاء اکٹھی کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔

۲۱۲) حدثنا محمد بن بشار : ثنا عبد الرحمن بن مهدي : أنا عزرة بن ثابت الأنصاري عن ثمامة بن عبد الله قال : كان أنس بن مالك رضي الله عنه يتنفس في الإناء ثلاثًا . وزعم أنس أن **النبي** ﷺ **كان يتنفس في الإناء ثلاثًا** .

ثمامہ بن عبداللہ بن انس (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ برتن میں (پانی پیتے وقت) تین مرتبہ سانس لیتے تھے اور انس (رضی اللہ عنہ) فرماتے کہ نبی ﷺ برتن میں (پانی پیتے وقت) تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی:۱۸۸۴، وقال: حسن)
صحیح بخاری (۵۶۳۱) صحیح مسلم (۲۰۲۸)

شرح و فوائد:

۱: جو کام نبی ﷺ نے کیا اور اس میں آپ کی تخصیص ثابت نہیں تو اسے اپنانے میں ہی کل خیر ہے۔ نیز دیکھئے حدیث سابق:۲۰۹

۲۱۳) حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن : أنا أبو عاصم عن ابن جريج عن عبدالكريم عن البراء بن زيد ابن بنت أنس عن أنس رضي الله عنه : **أن النبي** ﷺ **دخل [على أم سليم]**[1] **و قربة معلقة فشرب من فم القرية وهو قائم.** فقامت أم سليم إلى فم القربة فقطعتها .

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ام سُلیم (رضی اللہ عنہا) کے پاس تشریف لے گئے اور (وہاں)

....

(۱) من نسخة ماهر ياسين .

ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا، پھر آپ نے کھڑے ہو کر اس مشکیزے کے منہ سے پانی پیا تو ام سلیم (رضی اللہ عنہا) نے اٹھ کر مشکیزے کا منہ (بطورِ تبرک) کاٹ لیا۔

تحقیق و تخریج: سندہ ضعیف

اخلاق النبی ﷺ (ص ۲۲۶)

یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: براء بن زید ابن بنت انس مجہول الحال راوی ہے، اسے سوائے ابن حبان کے کسی نے ثقہ قرار نہیں دیا۔

۲: ابن جریج مدلس ہیں اور یہ روایت عن سے ہے۔

سفیان ثوری اور شریک القاضی نے بھی یہی روایت عبدالکریم بن مالک الجزری سے بیان کی، لیکن دونوں کی روایات میں سماع کی تصریح نہیں ہے۔

تنبیہ: حدیث سابق (۲۱۱) صحیح ہے اور اس ضعیف روایت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

۲۱۴) حدثنا أحمد بن نصر النيسابوري: أنا إسحاق بن محمد الفروي: حدثنا عبيدة بنت نائل عن عائشة بنت سعد بن أبي وقاص عن أبيها رضي الله عنه: أن النبي ﷺ **كان يشرب قائمًا** و قال بعضهم: عبيدة بنت نابل.

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کھڑے ہو کر پیتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سندہ ضعیف

اخلاق النبی ﷺ (ص ۲۲۶)

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: اسحاق بن محمد الفروی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔

۲: عبیدہ بنت نائل مجہولۃ الحال راویہ ہے، ابن حبان کے علاوہ کسی نے بھی اس کی توثیق نہیں کی اور مجہول الحال یا مجہولۃ الحال کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

تنبیہ: حدیث سابق (۲۰۶) اس ضعیف روایت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

۳۲: باب تعطر رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے عطر استعمال کرنے کا بیان

۲۱۵) حدثنا محمد بن رافع وغير واحد قالوا: أنا أبو أحمد الزبيري : أنا شيبان عن عبد الله بن المختار عن موسى بن أنس بن مالك عن أبيه رضي الله عنه قال : **كانت لرسول الله ﷺ سكة يتطيب منها .**

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عطر دانی تھی، جس سے آپ عطر لگایا کرتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سنده حسن

سنن ابی داود (۴۱۶۲)

شرح و فوائد:

۱: عطر یعنی خوشبو کا استعمال مسنون اور پسندیدہ ہے۔

۲: ضروریاتِ زندگی کا بندوبست کرنا جائز ہے۔

۳: صحابۂ کرام نے نبی کریم ﷺ کی زندگی مبارک کا لمحہ لمحہ یاد رکھا اور ہر نبوی ادا کو اپنے شاگردوں کے سامنے بیان کر کے محفوظ کر دیا۔

۲۱۶) حدثنا محمد بن بشار : ثنا عبد الرحمن بن مهدي : أنا عزرة بن ثابت عن ثمامة بن عبد الله قال : كان أنس بن مالك رضي الله عنه لا يرد الطيب و قال أنس : **أن النبي ﷺ كان لا يرد الطيب .**

انس بن مالک رضی اللہ عنہ عطر (کا تحفہ) واپس نہیں کرتے تھے اور انس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: نبی ﷺ عطر (کا تحفہ) واپس نہیں کرتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سنده صحیح (سنن ترمذی: ۲۷۸۹ وقال: حسن صحیح)

صحیح بخاری (۵۹۲۹)

شرح و فوائد:

ا: بعض تحفے لینے سے انکار بھی کیا جا سکتا ہے، لیکن عطر کا تحفہ رد نہیں کرنا چاہئے۔

۲: ایک دوسرے کو حسبِ استطاعت تحفے دینا باہمی اخوت و محبت کا بہترین ذریعہ ہے۔

۲۱۷) حدثنا قتيبة : أنا ابن أبي فديك عن عبد اللّٰه بن مسلم بن جندب عن أبيه عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال قال رسول اللّٰه ﷺ :

((ثلاث لا ترد :الوسائد والدهن واللبن .))

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں واپس نہیں کی جاتیں:

(۱) تکیے (۲) خوشبودار تیل (۳) اور دودھ

تحقیق و تخریج: سندہ حسن (سنن ترمذی:۲۷۹۰ وقال: غریب)

المعجم الکبیر للطبرانی (۱۲/ ۳۳۶ ح ۱۳۲۷۹) من حدیث اسماعیل بن ابی فدیک بہ۔

۲۱۸۔۲۱۹) حدثنا محمود بن غيلان : أنا أبو داود الحفري عن سفيان عن الجريري عن أبي نضرة عن رجل: هو الطفاوي عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ : **((طيب الرجال ما ظهر ريحه و خفي لونه و طيب النساء ما ظهر لونه و خفي ريحه .))**

حدثنا علي بن حجر : أنا إسماعيل بن إبراهيم عن الجريري عن أبي نضرة عن الطفاوي عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي ﷺ مثله بمعناه .

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ پوشیدہ ہو اور خوشبو پھیلتی ہو۔ عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو پوشیدہ ہو۔

تحقیق و تخریج: سندہ ضعیف (سنن ترمذی:۲۷۸۷ وقال: حسن...)

اس روایت کی سند میں طفاوی نامی راوی مجہول الحال ہے، جس کی توثیق سوائے ترمذی کے کسی نے نہیں کی، لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔

اس روایت کے ضعیف شواہد بھی ہیں۔ مثلاً دیکھئے انوار الصحیفہ (ص ۲۶۹)

۲۲۰) حدثنا محمد بن خليفة و عمرو بن علي قالا : ثنا يزيد بن زريع : ثنا حجاج الصواف عن حنان عن أبي عثمان النهدي رضي الله عنه[۱] قال قال رسول الله ﷺ : ((**إذا أعطي أحدكم الريحان فلا يرده فإنه من الجنة .**))

قال أبو عيسى : ولا نعرف لحنان غير هذا الحديث .

" و قال عبد الرحمن بن أبي حاتم في كتاب الجرح والتعديل : حنان الأسدي من بني أسد بن شريك وهو صاحب الرقيق عم والد مسدد و روى عن أبي عثمان النهدي و روى عنه الحجاج بن أبي عثمان الصواف ، سمعت أبي يقول ذلك . "[۲]

ابوعثمان النہدی رضی اللہ عنہ (تابعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمھیں ریحان (چنبیلی) دی جائے تو اسے واپس نہ کرو، کیونکہ یہ جنت میں سے ہے۔

ابوعیسیٰ (ترمذی) نے فرمایا: ہمیں اس حدیث کے علاوہ حنان (راوی) کی کوئی حدیث معلوم نہیں ہے۔

[الشمائل للترمذی کے کسی راوی نے کہا:] اور عبدالرحمٰن بن ابی حاتم (الرازی) نے کتاب الجرح والتعدیل میں کہا: حنان الاسدی بنو اسد بن شریک میں سے ہے اور وہ مسدد کے والد کے چچا، غلاموں کی تجارت کرنے والے کا ساتھی ہے، اس نے ابوعثمان النہدی سے روایت بیان کی اور حجاج بن ابی عثمان الصواف نے اس سے روایت بیان کی، یہ باتیں میں نے اپنے والد (ابوحاتم الرازی) سے سنی ہیں۔

تحقیق وتخریج: سندہ ضعیف (سنن ترمذی: ۲۷۹۱ وقال: غریب حسن...) کتاب المراسیل لابی داود (۵۰۱)

....

(۱) هو من التابعين و ليس صحابيًا . رحمه الله

(۲) كذا في الأصلين و لعله من زيادات الهيثم بن كليب الشاشي أو من بعده. والله أعلم

ابوعثمان (عبدالرحمٰن بن مل) النہدی ثقہ تابعی تھے اور انھوں نے سند میں صحابی کا نام نہیں لیا، یعنی یہ سند مرسل ہے اور مرسل جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے۔

۲۳۱) حدثنا عمر بن إسماعيل بن مجالد بن سعيد الهمداني ببغداد : ثنا أبي عن بيان عن قيس بن أبي حازم عن جرير بن عبد الله قال : عرضت بين يدي عمر بن الخطاب رضي الله عنه فألقى جرير رداء ه و مشى في إزار ، فقال له : خذ رداء ك ، فقال عمر للقوم : ما رأيت رجلاً أحسن صورة من جرير إلا ما بلغنا من صورة يوسف عليه السلام .

جریر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ مجھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا، پھر جریر (رضی اللہ عنہ) نے اپنی (اوپر والی) چادر اتار کر رکھ دی اور ازار میں چلنے لگے تو انھوں (عمر رضی اللہ عنہ) نے ان (جریر رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: اپنی چادر لے (کر اوڑھ) لو۔

پھر عمر (رضی اللہ عنہ) نے لوگوں سے کہا: میں نے جریر سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں دیکھا، سوائے اس کے کہ ہمیں یوسف علیہ السلام کی صورت کے بارے میں جو معلوم ہوا ہے۔

تحقیق وتخریج: سنده ضعيف جدًا

اس کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: عمر بن اسماعیل بن مجالد بن سعید متروک (یعنی سخت مجروح) راوی ہے۔

(دیکھئے تقریب التہذیب: ۴۸۶۶)

۲: اسماعیل بن مجالد جمہور کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔

۳۳: باب کیف کان کلام رسول الله ﷺ

اس کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ کا اندازِ تکلم کیسا تھا؟

۲۲۲) حدثنا حميد بن مسعدة البصري : أنا حميد بن الأسود عن أسامة بن زيد عن الزهري عن عروة عن عائشة رضي الله عنها قالت : **ما كان رسول الله ﷺ يسرد سرد كم هذا و لكنه كان يتكلم بكلام بين**[1] **فصل يحفظه من جلس إليه .**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمھاری طرح جلدی جلدی گفتگو نہیں کرتے تھے، بلکہ آپ واضح اور علیحدہ علیحدہ کلام فرماتے ، جسے آپ کے پاس بیٹھا ہوا شخص یاد کر لیتا تھا۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۳۶۳۹ وقال:حسن صحیح...)

صحیح مسلم(۲۴۹۳)وعلقہ البخاری(۳۵۶۸)

متفق علیہ(بخاری:۳۵۶۸ومسلم)من حدیث یونس بن یزیدعن الزہری بہ.

شرح و فوائد:

۱: بہترین کلام وہی ہے جسے سامعین سمجھ سکیں اور یاد کرلیں۔

۲: صفتِ کلام میں بھی رسول اللہ ﷺ سب سے اعلیٰ وارفع ہیں۔

۳: رسول اللہ ﷺ بہترین معلم تھے۔

۴: گفتگو ہمیشہ ٹھہر ٹھہر کر اور پرسکون لہجے میں کرنی چاہیے۔

۵: بہترین طرزِ کلام سے انسان پُر وقار اور جاذبِ نظر بن جاتا ہے۔

---

(۱) في الأصل كأنه " بين به " و في ب " بينه " و التصويب من نسخة ماهر ياسين .

۲۲۳) حدثنا محمد بن يحيى : أنا أبو قتيبة سلم بن قتيبة عن عبد الله بن المثنى ، عن ثمامة عن أنس رضي الله عنه قال : **كان رسول الله ﷺ يعيد الكلمة ثلاثًا لتعقل عنه .**

انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بعض اہم حالات میں) ایک بات کو تین دفعہ دھراتے تھے، تاکہ اسے اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۳۶۴۰ وقال: حسن صحیح غریب...)

صحیح بخاری (۹۴۔۹۵، ۶۲۴۴) و سنن الترمذی (۲۷۲۳)

شرح و فوائد:

۱: حالات و معاملات کی نزاکت کے پیشِ نظر گفتگو کے دوران میں بعض اہم جملوں کی تکرار پسندیدہ ہے۔

۲: رسول اللہ ﷺ سامعین کا خوب خیال رکھتے تھے۔

۲۲۴) حدثنا سفيان بن وكيع : أنا جميع بن عمر بن عبد الرحمن العجلي : أخبرني رجل من بني تميم من ولد أبي هالة زوج خديجة يكنى أبا عبد الله عن ابن لأبي هالة عن الحسن بن علي رضي الله عنهما قال : سألت خالي هند بن أبي هالة و كان وصافًا قلت : صف لي منطق رسول الله ﷺ، قال :

كان رسول الله ﷺ متواصل الأحزان، دائم الفكرة، ليست له راحة، طويل السكت، لا يتكلم في غير حاجةٍ، يفتتح الكلام و يختمه بأشداقه و يتكلم بجوامع الكلم، فصل، لا فضول و لا تقصير، ليس بالجافي و لا المهين، يعظم النعمة و إن دقت، لا يذم منها شيئًا غير أنه لم يكن يذم ذواقًا و لا يمدحه و لا تغضبه الدنيا و لا ما كان لها، فإذا تعدي الحق لم يقم لغضبه شيء حتى ينتصر له و لا يغضب لنفسه و لا ينتصر لها ، إذا أشار أشار بكفه كلها و إذا تعجب قلبها و إذا تحدث اتصل بها و ضرب براحة اليمنى بطن

إبهامه اليسرى و إذا غضب أعرض و أشاح [و إذا فرح غض ☆ طرفه](١)
جل ضحكه التبسم [يفتر عن مثل حب الغمام](١)

حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ماموں ھند بن ابی ہالہ سے پوچھا اور وہ کثرت سے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان فرماتے تھے: آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی گفتگو کے بارے میں بتائیں، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ مسلسل غمگین رہتے، ہمیشہ متفکر رہتے، آپ کو راحت و آرام میسر نہیں تھا، لمبی دیر تک خاموش رہتے، ضرورت کے بغیر گفتگو نہ کرتے، کلام کرتے تو صاف اور واضح کلام کرتے، آپ کا کلام جامع ہوتا، علیحدہ علیحدہ اور اس میں کمی بیشی نہ ہوتی، آپ جفا کار اور حقیر نہیں تھے، نعمت کو عظیم سمجھتے اگرچہ تھوڑی ہوتی، وہ اس میں کسی چیز کی مذمت نہ فرماتے، سوائے اس کے کہ آپ چکھی جانے والی چیزوں کی نہ تو مذمت کرتے اور نہ بہت مدح فرماتے، آپ کو دنیا اور دنیاوی امور پر کبھی غصہ نہیں آتا تھا، پس اگر حق سے تجاوز ہوتا تو پھر آپ کے غصے کے سامنے کوئی چیز ٹھہر نہیں سکتی تھی حتیٰ کہ آپ حق دار کی مدد کر لیتے۔

آپ اپنی جان کے لئے غصہ نہ فرماتے اور نہ انتقام لیتے، جب ہتھیلی سے اشارہ کرتے تو پوری ہتھیلی سے اشارہ کرتے اور جب تعجب فرماتے تو ہتھیلی کو الٹتے پلٹتے، جب کلام کرتے تو ہتھیلیاں ملا لیتے، دائیں ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے اندرونی حصے پر مارتے، اور اگر غصہ آتا تو اپنا چہرہ مبارک پھیر کر اعراض فرماتے اور جب خوش ہوتے تو نظریں جھکا لیتے، آپ کا زیادہ ہنسنا تبسم ہوتا تھا جس میں آپ کے دندان مبارک بادل سے برسنے والے اولوں کی طرح چمکتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سندہ ضعیف

یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ دیکھئے ح ۸

....

(١) من ب . ☆ من نسخة ماهر ياسين و جمع الوسائل (١٧/٢) و سقط من الأصل و جاء في ب : "غضب" . و في جمع الوسائل زيادة : " و كان الحدر تلاحك وجهه ."

٣٤: باب ضحك رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی ہنسی مبارک کا بیان

٢٢٥) حدثنا أحمد بن منيع : أنا عباد بن العوام : أنا الحجاج وهو ابن أرطاة عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة رضي الله عنه :

كان في ساقي رسول الله ﷺ حموشة و كان لا يضحك إلا تبسمًا فكنت إذا نظرت إليه قلت: أكحل العينين و ليس بأكحل .

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پنڈلیاں کچھ باریک تھیں اور آپ تبسم کے سوا ہنسی نہیں فرماتے تھے، پس میں جب آپ کو دیکھتا تو کہتا: آپ نے سرمہ لگا رکھا ہے، حالانکہ آپ نے سرمہ نہیں ڈالا ہوتا تھا۔

تحقیق و تخریج: **سنده ضعيف** (سنن ترمذی: ٣٦٤٥ وقال: حسن صحیح غریب)

مسند احمد (٥/ ١٠٥)

مستدرک للحاکم (٢/ ٦٠٦) وصححه فقال الذہبی: "حجاج (بن أرطاة) لين الحديث"

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

١: حجاج بن ارطاۃ مدلس تھے اور یہ سند معنعن ہے۔

٢: حجاج بن ارطاۃ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہیں۔

تنبیہ: پتلی پنڈلیوں کے الفاظ کے علاوہ اس روایت کے شواہد ہیں لیکن اس متن کے ساتھ یہ روایت ضعیف ہی ہے۔ دیکھئے انوار الصحیفہ (ص ٣٠٤)

٢٢٦) حدثنا قتيبة : أنا ابن لهيعة عن عبيد الله بن المغيرة عن عبد الله بن الحارث بن جزء رضي الله عنه، قال :

ما رأيت أحدًا أكثر تبسمًا من رسول الله ﷺ .

عبداللہ بن الحارث (بن جزء) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ

مسکرانے والا کوئی نہیں دیکھا۔

تحقیق وتخریج: سنده ضعیف (سنن ترمذی:۳۶۴۱ وقال: غریب)

مسند احمد (۴/ ۱۹۰۔۱۹۱)

اس روایت کے راوی عبداللہ بن لہیعہ نے یہ حدیث اختلاط سے پہلے بیان کی، لیکن وہ مدلس تھے اور سماع کی تصریح ثابت نہیں، لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔ نیز دیکھئے ح ۲۲۷

۲۲۷) حدثنا أحمد بن خالد الخلال : ثنا يحيى بن إسحاق السيلحاني : ثنا ليث بن سعد عن يزيد بن أبي حبيب عن عبد الله بن الحارث رضي الله عنه قال: **ما كان ضحك رسول الله ﷺ إلا تبسمًا .**

قال أبو عيسى : هذا حديث غريب من حديث ليث بن سعد .

عبداللہ بن الحارث (بن جزء الزبیدی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہنسی مبارک صرف مسکرانا تھا۔ ابوعیسیٰ الترمذی نے کہا: یہ حدیث لیث بن سعد کی سند سے غریب ہے۔

تحقیق وتخریج: سنده صحيح (سنن ترمذی:۳۶۴۲ وقال: صحیح غریب...)

فائدہ: اگر اصول حدیث کی رو سے سند صحیح ہو تو غریب روایت بھی صحیح ہوتی ہے۔

۲۲۸) ثنا أبو عمار الحسين بن حريث : أنا وكيع : أنا الأعمش عن المعرور ابن سويد عن أبي ذر رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : **((إني لأعلم أول رجل يدخل الجنة و آخر رجل يخرج من النار، يؤتى بالرجل يوم القيامة فيقال :أعرضوا عليه صغار ذنوبه و يخبأ عنه كبارها، فيقال له :عملت يوم كذا و كذا، كذا و كذا ؟ وهو مقر لا ينكر وهو مشفق من كبارها، فيقال : أعطوه مكان كل سيئةٍ عملها حسنة فيقول :إن لي ذنوبًا ما أراها ههنا !؟))**

قال أبو ذر رضي الله عنه : فلقد رأيت رسول الله ﷺ ضحك حتى بدت نواجذه .

ابوذر (الغفاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ میں جانتا ہوں کہ جنت میں پہلا آدمی کون داخل ہوگا اور جہنم سے آخری آدمی کون باہر نکلے گا۔ ایک آدمی کو قیامت کے دن حاضر کیا جائے گا پھر کہا جائے گا: اس کے سامنے اس کے چھوٹے گناہوں کا ذکر کرو اور بڑے گناہ بیان نہ کرو، پس اسے کہا جائے گا: تو نے فلاں دن وہ وہ کام کیا تھا؟ وہ اقرار کرے گا، انکار نہیں کرے گا اور وہ اپنے گناہوں کے بارے میں ڈرا ہوا ہوگا، پھر کہا جائے گا: اسے اس کے کیے ہوئے ہر گناہ کے بدلے میں ایک نیکی دے دو، پھر وہ کہے گا: میں نے ایسے گناہ بھی کیے ہیں جنھیں یہاں بیان نہیں کیا گیا ہے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔

تحقیق وتخریج: صحیح

صحیح مسلم (۱۹۰)

سنن ترمذی (۲۵۹۶) من حدیث الأعمش به و قال: " حسن صحیح ".

شرح وفوائد:

۱: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت اور ایک گناہ گار مسلمان کی جہنم سے خلاصی پر اس قدر خوش ہوئے کہ اس خوشی کی وجہ سے آپ خوب ہنسے۔

۲: کبیرہ گناہ کرنے والوں کی دو قسمیں ہیں:

اول: وہ لوگ جو اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل کیے جائیں گے اور بعد میں انھیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا، یعنی کبیرہ گناہوں کے مرتکب صحیح العقیدہ مسلمان جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔

دوم: بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرما کر جہنم کے عذاب سے بالکل بچا لے گا، اگرچہ انھوں نے بعض کبیرہ وصغیرہ گناہوں کا ارتکاب بھی کیا ہوگا۔

۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر تبسم فرماتے اور بعض اوقات ہنستے بھی تھے۔

۴: سچ بولنا ہمیشہ مفید ہے۔

۵: جہنم سے نکلنے والے آخری آدمی کے لئے دیکھئے حدیث:۲۳۱۔

۲۲۹) حدثنا أحمد بن منيع : أنا معاوية بن عمرو : أنا زائدة عن بيان عن قيس ابن أبي حازم عن جرير بن عبد الله رضي الله عنه قال : **ما حجبني رسول الله ﷺ منذ أسلمت ولا رآني إلا ضحك .**

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جب سے مسلمان ہوا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے (اپنی مجلس سے) کبھی نہیں روکا اور جب بھی آپ مجھے دیکھتے تو ہنستے تھے۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح (سنن ترمذی:۳۸۲۰ وقال: حسن صحیح)

صحیح بخاری (۳۸۲۲)

صحیح مسلم (۲۴۷۵)

۲۳۰) حدثنا أحمد بن منيع : ثنا معاوية بن عمرو : ثنا زائدة عن إسماعيل بن أبي خالد عن قيس عن جرير رضي الله عنه قال : **ما حجبني رسول الله ﷺ مذ أسلمت ولا رآني إلا تبسم .**

جریر (بن عبداللہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جب سے مسلمان ہوا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے (اپنی مجلس سے) کبھی نہیں روکا اور جب بھی آپ مجھے دیکھتے تو تبسم فرماتے تھے۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۳۸۲۱ وقال: حسن صحیح)

صحیح بخاری (۳۰۳۵)

صحیح مسلم (۲۴۷۵)

شرح و فوائد:

۱: جس طرح قرآن مجید کی ایک آیت کو سمجھنے کے لئے دوسری آیات، احادیث، اجماع اور متفقہ تفاسیرِ سلف صالحین کو مدنظر رکھنا ضروری ہے، اسی طرح حدیث کو سمجھنے کے لئے دوسری احادیث، اجماع اور متفقہ فہمِ محدثین کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اس حدیث اور سابقہ

حدیث دونوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے عرض ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو عام طور پر تبسم فرماتے اور بعض اوقات تبسم نما ہنسی فرماتے یعنی انھیں خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔

۲: سیدنا جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ بڑی فضیلتوں والے صحابی ہیں۔

۲۳۱) حدثنا هناد بن السري : أنا أبو معاوية عن الأعمش عن إبراهيم عن عبيدة السلماني عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ :

((إني لأعرف آخر أهل النار خروجًا رجل يخرج منها زحفًا، فيقال له : انطلق فادخل الجنة . قال :فيذهب ليدخل فيجد الناس قد أخذوا المنازل فيرجع فيقول :يا رب قد أخذ الناس المنازل فيقال له :أتذكر الزمان الذي كنت فيه ؟ فيقول :نعم . فيقال له :تمن فيتمنى . فيقال له :فإن لك الذي تمنيت و عشرة أضعاف الدنيا . قال :فيقول :تسخر بي و أنت الملك !))

قال : فلقد رأيت رسول الله ﷺ ضحك حتى بدت نواجذه .

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا، وہ گھسٹتے ہوئے باہر آئے گا، پھر اسے کہا جائے گا: جا اور جنت میں داخل ہو جا، وہ داخل ہونے کے لئے جائے گا تو دیکھے گا کہ لوگوں نے جنت میں اپنے مقامات لے رکھے ہیں، پھر وہ واپس آکر عرض کرے گا: اے میرے رب! جنت کے مقامات تو لوگوں نے لے رکھے ہیں۔ اسے کہا جائے گا: کیا تجھے اپنا سابقہ زمانہ یاد ہے؟ تو وہ کہے گا: جی ہاں! پھر کہا جائے گا: (جو چاہو) خواہش کرو، تو وہ خواہش کرے گا، پھر اسے کہا جائے گا: تو نے جو خواہش کی ہے تجھے عطا کر دی گئی ہے اور دنیا کی مثل دس گنا اور بھی عطا کر دیا گیا ہے، وہ کہے گا: (اے اللہ) تو بادشاہ ہے اور میرے ساتھ تمسخر فرماتا ہے؟

(ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: پس میں نے دیکھا، رسول اللہ ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ کے

دندان مبارک نظر آنے لگے۔

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۲۵۹۵ وقال: حسن صحیح)

صحیح بخاری (۶۵۷۱)

صحیح مسلم (۱۸۶)

شرح وفوائد:

۱: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سیدنا محمد ﷺ کو غیب کی بعض باتیں بذریعۂ وحی بتا دیں اور اطلاعِ غیب کے بعد آپ ﷺ ان باتوں کو یقینی طور پر جانتے تھے۔

۲: صحیح العقیدہ مسلمان گناہ گاروں میں سے بعض کو جہنم میں داخل کیا جائے گا، لیکن وہ اس میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔

۳: اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کسی چیز کی کوئی کمی نہیں ہے۔

۲۳۲) حدثنا قتيبة بن سعيد : أنا أبو الأحوص عن أبي إسحاق عن علي بن ربيعة قال : شهدت عليا رضي الله عنه أتي بدابة ليركبها ، فلما وضع رجله في الركاب قال: بسم الله فلما استوى على ظهرها قال : الحمد لله . ثم قال :

﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾

[الزخرف :۱۳ ـ ۱٤] ثم قال : الحمد لله ثلاثًا والله أكبر ثلاثًا . سبحانك إني ظلمت نفسي فاغفرلي فإنه لا يغفر الذنوب إلا أنت ثم ضحك، فقلت : من أي شيءٍ ضحكت يا أمير المؤمنين ؟ قال : رأيت رسول الله ﷺ صنع كما صنعت ثم ضحك فقلت : من أي شيءٍ ضحكت يا رسول الله ؟ قال :

((إن ربك ليعجب من عبده إذا قال :رب اغفرلي ذنوبي ، يعلم إنه لا يغفر الذنوب أحد غيري .))

علی بن ربیعہ (رحمہ اللہ، تابعی) سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ کے پاس سوار ہونے کے لئے سواری لائی گئی، جب آپ نے رکاب میں پاؤں رکھا تو کہا: بسم اللہ

(اللہ کے نام کے ساتھ) پھر جب اس کی پیٹھ پر سوار ہو گئے تو فرمایا: الحمد للہ (سب حمد وثنا اللہ کے لئے ہے) پھر فرمایا:

پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لئے مسخر فرمایا اور ہم اسے قابو کرنے والے نہیں تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ (زخرف:۱۳۔۱۴)

پھر کہا: الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ، اللہ اکبر، اللہ اکبر اللہ اکبر، اے اللہ! تو پاک ہے، میں نے اپنی جان پر زیادتی کی، لہٰذا مجھے بخش دے، کیونکہ تیرے سوا بخشنے والا کوئی نہیں۔ پھر آپ ہنسے تو میں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ کس وجہ سے ہنسے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: میں نے اسی طرح کیا ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ آپ ہنسے تو میں نے پوچھا تھا: یارسول اللہ! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ آپ نے فرمایا: بے شک تمھارا رب اپنے اس بندے سے خوش ہوتا ہے جب بندہ کہتا ہے: اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما دے (اللہ فرماتا ہے:) بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں ہے۔

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی:۳۴۴۶ وقال: حسن صحیح)

سنن ابی داود (۲۶۰۲)

امام ابواسحاق السبیعی نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔ (دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۵۲/۵)

اور امام دارقطنی نے اس روایت کو ایسی علت کے ساتھ معلول قرار دیا جو علتِ قادحہ نہیں ہے، نیز اس حدیث کے شواہد بھی ہیں۔

شرح وفوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ کی سنت پر حتی الوسع عمل کرنے کا التزام کرنا چاہئے۔

۲: جتنا بھی نیک اور مغفور لہ شخص ہو، اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے ہر وقت عاجزی اختیار کرنی چاہئے۔

۳: دین اسلام مکمل ہے۔

۴: بعض اوقات ہنسنا بھی جائز ہے۔

:۵ صحابۂ کرام قرآن کی طرح حدیث کو بھی حجت سمجھتے تھے۔

:٦ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔

:٧ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امیر المومنین تھے اور خلفائے راشدین میں سے تھے۔

:٨ اگر مدلس کی ایک روایت معنعن (عن والی) ہو اور دوسری سند میں سماع کی تصریح ہو تو معنعن روایت بھی صحیح ہوتی ہے، الا یہ کہ تخصیص پر کوئی صریح دلیل قائم ہو۔

٢٣٣) حدثنا محمد بن بشار : أنا محمد بن عبد الله الأنصاري : أنا ابن عون عن محمد بن محمد بن الأسود عن عامر بن سعد قال قال سعد رضي الله عنه: لقد رأيت رسول الله ﷺ ضحك يوم الخندق حتى بدت نواجذه . قال قلت : كيف كان ؟ قال : كان رجل معه ترس و كان سعد راميًا و كان يقول كذا و كذا بالترس يغطي جبهته (١) فنزع له سعد بسهم فلما رفع رأسه رماه ، فلم تخطئ هذه منه ، يعني جبهته و انقلب وأشال برجله **فضحك رسول الله** ﷺ **حتى بدت نواجذه** . قلت : من أي شيء ضحك؟ قال : من فعله بالرجل .

سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے غزوۂ خندق والے دن دیکھا، رسول اللہ ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک نظر آ گئے۔

(شاگرد نے صحابی سے) پوچھا: یہ کیسے ہوا تھا؟ انھوں نے جواب دیا کہ ایک (کافر) شخص کے پاس ڈھال تھی اور سعد تیر انداز تھے۔ وہ شخص اس اس طرح اپنی ڈھال کے ساتھ اپنی پیشانی کو چھپا لیتا تھا، پھر سعد نے ایک تیر نکالا، جب اس نے سر اوپر کیا تو انھوں نے اسے تیر مارا، یہ نشانہ چوکا نہیں یعنی اس کی پیشانی سے اور وہ چکرا کر گر گیا اور اس کی ٹانگ اوپر اٹھ گئی تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کے دندان مبارک نظر آ گئے۔ میں نے پوچھا: آپ ﷺ کس وجہ سے ہنسے تھے؟ انھوں نے فرمایا: سعد (رضی اللہ عنہ) نے اس (کافر) شخص

(١) و فی الأصل هاهنا زيادة كأنها " بالترس " والله أعلم .

کے ساتھ جو سلوک کیا اس پر ہنسے تھے۔

تحقیق و تخریج: سندہ ضعیف

مسند احمد (۱/۱۸۶)

اس روایت کے راوی محمد بن محمد بن اسود کی توثیق معلوم نہیں اور باقی سند صحیح ہے، ابن عون سے مراد عبداللہ بن عون ہیں، یعنی یہ سند ابن الاسود مجہول الحال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۳۵: باب صفة مزاح رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی صفتِ مزاح کا بیان

۲۳۴) حدثنا محمود بن غيلان : ثنا أبو أسامة عن شريك عن عاصم الأحول عن أنس بن مالك رضي الله عنه : أن النبي ﷺ قال له : ((**يا ذا الأذنين .**))

قال محمود : قال أبو [أسامة :] (۱) يعني بمازحه .

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں کہا تھا: اے دو کانوں والے!

ابواسامہ (راوی) نے فرمایا: یعنی آپ نے مزاح کرتے ہوئے ایسا فرمایا تھا۔

تحقیق و تخریج: حسن (سنن ترمذی:۱۹۹۲، وقال: حسن غریب صحیح)

سنن ابی داود (۵۰۰۲)

مسند احمد (۳/ ۱۲۷)

اس روایت کی سند قاضی شریک رحمہ اللہ (مدلس) کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن المعجم الکبیر للطبرانی (۱/ ۲۴۰ ح ۶۶۲) میں اس کا ایک حسن لذاتہ شاہد ہے، جس کے ساتھ یہ روایت بھی حسن ہے۔

شرح و فوائد:

۱: ایسا مزاح جائز ہے جس میں دوسرے شخص کی توہین نہ ہو، دل شکنی نہ ہو، بلکہ وہ اس پر خوش ہو۔

۲: چونکہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی ہر بات کان لگا کر سنتے اور یاد رکھتے تھے، لہٰذا آپ ﷺ نے ان کا لقب ''ذو الاُذنین'' یعنی دو کانوں والا قرار دیا۔

....

(۱) من ب وجاء في هامش الأصل : " أبو سلمة " !

۲۳۵) حدثنا هناد بن السري : أنا وكيع عن شعبة عن أبي التياح عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال : إن كان رسول الله ﷺ ليخالطنا حتى يقول لأخ لي صغير : ((**يا أبا عمير! ما فعل النغير ؟**))

قال أبو عيسى : وفقه هذا الحديث أن النبي ﷺ كان يمازح و فيه أنه كنى غلامًا صغيرًا فقال له : يا أبا عمير! و فيه أنه لا بأس أن يعطى الصبي الطير ليلعب به . و إنما قال له النبي ﷺ : يا أبا عمير! ما فعل النغير ؟ لأنه كان له نغير يلعب به ، فمات فحزن الغلام عليه فمازحه النبي ﷺ فقال :يا أبا عمير! ما فعل النغير؟

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ گھل مل جاتے تھے، حتیٰ کہ آپ میرے ایک چھوٹے بھائی سے کہتے: اے ابوعمیر! تمھاری نُغیر (نامی چڑیا) کا کیا ہوا؟

ابوعیسیٰ (ترمذی) نے فرمایا: اس حدیث کا یہ فقہ ہے کہ نبی ﷺ مزاح فرماتے تھے، اور اس میں ہے کہ آپ نے ایک چھوٹے بچے کو کنیت سے پکارا: اے ابوعمیر!

اور اس میں ہے کہ چھوٹے بچے کو کھیلنے کے لئے پرندہ دینا جائز ہے۔

نبی ﷺ نے اس وجہ سے ''اے ابوعمیر! تمھاری نغیر (چڑیا) کا کیا ہوا؟'' فرمایا تھا کہ اس (میرے بھائی) نے ایک چڑیا رکھی ہوئی تھی جس کے ساتھ وہ کھیلتا تھا، جب وہ مرگئی تو وہ لڑکا غمگین ہوا، نبی ﷺ نے مزاح فرماتے ہوئے اس سے کہا: اے ابوعمیر! نغیر کا کیا ہوا؟

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی:۳۳۳، ۱۹۸۹، وقال: حسن صحیح) صحیح بخاری (۶۱۲۹)

شرح و فوائد:

۱: صحیح و حسن حدیث سے مختلف مسائل نکالنا فقہ الحدیث اور اصل تفقہ ہے۔

۲: کبوتر کے علاوہ دوسرے پرندے پالنا جائز ہے۔

۳: حرمِ مدینہ میں بھی اگر کوئی بچہ کوئی پرندہ پکڑ کر پالے تو جائز ہے۔

۴: بچوں کے ساتھ پیار وشفقت افضل عمل ہے۔

۵: اولاد نہ ہونے کے باوجود کنیت رکھنا جائز ہے۔

۶: نقصان پر غمگین ہو جانا فطرتِ انسانی میں شامل ہے۔

۷: نبی کریم ﷺ انتہائی مہربان اور رحمت للعالمین تھے۔

۸: چونکہ وہ بچہ مذکورہ پرندے کا مالک بن گیا تھا، لہٰذا ثابت ہوا کہ پرندوں کی خرید و فروخت جائز ہے، بشرطیکہ شر وفساد کا مقصد نہ ہو۔

۹: پیار ومحبت والا مزاح جائز ہے، بشرطیکہ دوسرے کی دل شکنی نہ ہو۔

۱۰: بعض علماء نے فقہ الحدیث کی نعمت سے مالا مال ہونے کی وجہ سے اس حدیث سے بہت سے مسائل نکالے ہیں اور حق یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں غور وتدبر کر کے مسائل کا استنباط کرنا ہی تفقہ ہے۔

۲۳۶) حدثنا عباس بن محمد الدوري : أنا علي بن الحسن بن شقيق : أنا عبد اللّٰه بن المبارك عن أسامة بن زيد عن سعيد المقبري عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قالوا: يا رسول الله ! إنك تداعبنا؟

قال : ((**إني لا أقول إلا حقًا .**))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ہمارے ساتھ (بعض اوقات) مذاق بھی کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں حق کے علاوہ کچھ نہیں کہتا۔

تحقیق وتخریج: سندہ حسن (سنن ترمذی: ۱۹۹۰، وقال: حسن صحیح) مسند احمد (۲/۳۶۰)

شرح وفوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ کے قول وعمل سے ثابت ہر بات حق ہے۔

۲: حدیث بھی وحی ہے اور ﴿ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴾ کی تفسیر ہے۔

۳: جائز اور پیار ومحبت والا مزاح مسنون ہے۔

۲۳۷) حدثنا قتيبة : أخبرنا خالد بن عبد الله عن حميد عن أنس رضي الله عنه أن رجلاً استحمل رسول الله ﷺ فقال : ((**إني حاملك على ولد ناقةٍ .**)) فقال : يا رسول الله ! ما أصنع بولد الناقة ؟ فقال رسول الله ﷺ : ((**وهل تلد الإبل إلا النوق .**))

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سواری مانگی تو آپ نے فرمایا: میں تجھے سواری کے لئے اونٹنی کا ایک بچہ دیتا ہوں تو اس شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں بچے کو لے کر کیا کروں گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی:۱۹۹۱، وقال صحیح غریب)

سنن ابی داود (۴۹۹۸)

وصححہ البغوی فی شرح السنۃ (۱۳/ ۱۸۱۔۱۸۲ ح ۳۶۰۵)

شرح وفوائد:

۱: بعض اوقات ذو معنی کلام بھی جائز ہے۔

۲: رسول اللہ ﷺ بے حد سخی تھے۔

۳: ضرورت کے وقت متعلقہ شخص سے کوئی چیز مانگنا جائز ہے۔

۲۳۸) حدثنا إسحاق بن منصور : أنا عبد الرزاق : أنا معمر عن ثابت عن أنس رضي الله عنه : أن رجلا من أهل البادية كان اسمه زاهرًا و كان يهدي للنبي (۱) ﷺ هدية من البادية فيجهزه النبي ﷺ إذا أراد أن يخرج فقال النبي ﷺ: ((**إن زاهرًا باديتنا و نحن حاضروه .**)) و كان رسول الله ﷺ يحبه و كان رجلاً دميمًا فأتاه النبي ﷺ يومًا وهو يبيع متاعه فاحتضنه من خلفه وهو لا يبصره

....

(۱) و في ب " إلى النبي ﷺ ".

فقال : من هذا؟ أرسلني، فالتفت فعرف النبي ﷺ فجعل لا يألو ما ألصق ظهره صدر النبي ﷺ [حين عرفه][1] وجعل النبي ﷺ يقول : ((**من يشتري العبد ؟**)) فقال الرجل : يا رسول الله ! إذا والله تجدني كاسدًا . فقال النبي ﷺ : ((**لكن عند الله لست بكاسدٍ .**)) أو قال : ((**أنت عند الله غالٍ .**))

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی شخص کا نام زاہر تھا اور وہ دیہات سے نبی ﷺ کے لئے تحفہ لاتا تھا، جب وہ واپس جانے کا ارادہ کرتا تو نبی ﷺ بھی اسے تحفے تحائف دیتے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: زاہر ہمارا بادیہ (دیہاتی) ہے اور ہم اس کے شہری ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اس سے محبت کرتے تھے، حالانکہ وہ شخص خوبصورت نہیں تھا۔ ایک دن وہ اپنا سامان بیچ رہا تھا کہ نبی ﷺ تشریف لائے تو اس کے پیچھے سے اس کی آنکھوں پر اپنے ہاتھ رکھ دیئے۔ وہ آپ کو دیکھ نہیں رہا تھا، لہٰذا کہنے لگا: یہ کون ہے؟ مجھے چھوڑ دے۔ پھر جب اس نے چہرہ پھیرا تو نبی ﷺ کو پہچان لیا اور اپنی پشت نبی ﷺ کے سینے سے ملانے لگا۔

نبی ﷺ فرمانے لگے: اس بندے کو کون خریدتا ہے؟ تو اس آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! آپ مجھے بہت کم قیمت سودا پائیں گے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: لیکن تو اللہ کے نزدیک کم قیمت نہیں یا فرمایا: تو اللہ کے نزدیک بہت قیمتی ہے۔

تحقیق و تخریج: **سندہ صحیح**

صحیح ابن حبان (۲۲۷۶)

نیز دیکھئے اضواء المصابیح (۴۸۸۹)

شرح و فوائد:

۱: بعض محدثین نے اس روایت کو معلول قرار دیا، لیکن ان کی بیان کردہ علت علتِ قادحہ نہیں، لہٰذا یہ سند صحیح ہے۔

....

(۱) من ب .

۲: اپنے پیارے دوست کے ساتھ پیار ومحبت والا مزاح جائز ہے، مثلاً پیچھے سے آکر اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دینا کہ وہ پہچانتا ہے یا نہیں؟ وغیرہ۔

۳: ایک دوسرے کو تحفے تحائف دینا مسنون ہے۔

۴: نیکی کا بدلہ نیکی سے دینا چاہئے۔

۲۳۹) حدثنا عبد بن حميد : أنا مصعب بن المقدام : أخبرنا المبارك بن فضالة عن الحسن رضي الله عنه[۱] قال : أتت عجوز النبي ﷺ فقالت : يا رسول الله! ادع الله أن يدخلني الجنة . فقال : ((**يا [أم فلان! الجنة لا تدخلها**[۲] **عجوز .**)) . قال : فولت تبكي . فقال : ((**أخبروها أنها لا تدخلها و هي عجوز ، أن الله تعالى يقول :** ﴿ إِنَّا أَنْشَأْنٰهُنَّ إِنْشَآءً ○ فَجَعَلْنٰهُنَّ أَبْكَارًا ○ عُرُبًا أَتْرَابًا ﴾)) [الواقعة: ۳۵۔۳۷]

حسن (بصری) رضی اللہ عنہ (تابعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک بڑھیا آئی تو کہا: یارسول اللہ! آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے جنت میں داخل فرمائے۔ آپ نے فرمایا: اے ام فلان! جنت میں بوڑھی داخل نہیں ہوگی تو وہ عورت روتے ہوئے واپس پلٹی۔ آپ نے فرمایا: اسے بتاؤ کہ وہ بوڑھاپے کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگی (بلکہ جوان ہوکر جنت میں داخل ہوگی)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر تیار کیا ہے وہ کنواریاں، اپنے شوہروں سے محبت کرنے والیاں اور ہم عمر ہیں۔ (الواقعہ:۳۵۔۳۷)

تحقیق وتخریج: سنده ضعيف

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

---

(۱) من ب و هي نسخة مملوءة بالأخطاء .

(۲) الأصل غير واضح هاهنا وجاء في ب " لا يدخلها عجوز "!

۱: مرسل ہے۔

۲: مبارک بن فضالہ مدلس ہیں اور یہ سند عن سے ہے۔

یاد رہے کہ مصعب بن المقدام جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے حسن الحدیث راوی ہیں۔

اس روایت کا ایک ضعیف شاہد بھی ہے۔ (دیکھئے اضواء المصابیح:۴۸۸۸)

[۳۶: باب ما جاء في صفة كلام رسول الله ﷺ في الشعر

اشعار کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی گفتگو میں جو آیا ہے، اس کا بیان

۲۴۰) حدثنا علي بن حجر : ثنا شريك عن المقدام بن شريح عن أبيه عن عائشة قال قيل لها : هل كان رسول الله ﷺ يتمثل بشيء من الشعر ؟ قالت : **كان يتمثل بشعر ابن رواحة و يتمثل بقوله :و يأتيك بالأخبار من لم تزود .**

عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کسی قسم کے اشعار بطورِ مثال ذکر کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ ابن رواحہ کے شعر سے مثال دیا کرتے تھے، آپ فرماتے تھے:

اور تیرے پاس ایسی خبریں آئیں گی جن کی تو نے تیاری نہیں کی

تحقیق و تخریج: سندہ ضعیف (سنن ترمذی: ۲۸۴۸ وقال: حسن صحیح)

عمل الیوم واللیلۃ للنسائی (۹۹۷)

اس روایت کی سند اس وجہ سے ضعیف ہے کہ اس کے راوی شریک القاضی مدلس تھے اور یہ سند معنعن ہے۔ اس کے ضعیف شواہد بھی ہیں۔ دیکھئے انوار الصحیفہ (ص ۲۷۰)

۲۴۱) ثنا محمد بن بشار : ثنا عبد الرحمن بن مهدي : ثنا سفيان الثوري عن عبد الملك بن عمير : ثنا أبو سلمة عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ :

((إن أصدق كلمة قالها الشاعر كلمة لبيد :ألا كل شيء ما خلا الله باطل .

و كاد أمية بن أبي الصلت أن يسلم .))

ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہے وہ لبید کا قول ہے: خبردار سن لو! اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔

اور قریب تھا کہ امیہ بن ابی الصلت مسلمان ہو جاتا۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۲۸۴۹ وقال: حسن صحیح)

صحیح بخاری (۶۴۸۹)

صحیح مسلم (۲۲۵٦)

شرح و فوائد:

۱: لبید شاعر کے مذکورہ کلام کے دو معنی ہو سکتے ہیں:

اول: اللہ کے سوا ہر چیز کی عبادت باطل ہے۔

دوم: اللہ کے سوا ہر شے آخر فنا ہونے والی ہے اور یہی معنی یہاں راجح ہے۔

۲: رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے اگرچہ اشعار نہیں سکھائے، جیسا کہ سورۃ یاسین کی آیت نمبر ٦۹ سے ثابت ہے، لیکن آپ بعض اوقات کسی شعر کا ایک حصہ یا مقفیٰ و مسجیٰ کلام بھی بیان فرما دیتے تھے جو کہ اس آیت کے منافی نہیں، کیونکہ آپ شاعر نہیں تھے۔

۳: عہدِ جاہلیت کے مشہور شاعر اور معلقات سبعہ (سات قصیدوں) میں سے ایک کے مصنف لبید بن ربیعہ بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ رضی اللہ عنہ

ان کے شعر مذکور کا بقیہ مصرعہ درج ذیل ہے:

و كُلُّ نَعِيمٍ لا مَحالةَ زائِل. اور ہر نعمت ضرور بالضرور ختم ہونے والی ہے۔

۴: امیہ بن ابی الصلت بھی عہدِ جاہلیت کا مشہور شاعر تھا مگر اسلام و ایمان سے محروم رہا اور حالتِ کفر میں ہی مر گیا۔

۲٤۲۔۲٤۳) ثنا محمد بن المثنى : ثنا محمد بن جعفر : ثنا شعبة عن الأسود ابن قيس عن جندب بن سفيان البجلي ، قال : أصاب حجر أصبع رسول الله ﷺ فدميت فقال : ((**هل أنت إلا اصبع دميت و في سبيل الله ما لقيت** .))

ثنا ابن أبي عمر : ثنا سفيان بن عيينة عن الأسود ابن قيس عن جندب بن عبدالله البجلي نحوه .

جندب بن عبداللہ البجلی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ (کسی غزوے میں) پتھر لگنے سے رسول اللہ ﷺ کی انگلی زخمی ہوگئی تو آپ نے فرمایا:

تو ایک انگلی ہی تو ہے جو خون آلود ہوگئی ہے، اللہ کے راستے میں تجھے یہ تکلیف پہنچی ہے۔

تحقیق و تخریج: سنده صحیح (سنن ترمذی:۳۳۴۵وقال:حسن صحیح)
صحیح بخاری (۴۹۵۱)
صحیح مسلم (۱۷۹۶۔۱۷۹۷)

شرح و فوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔

۲: رسول اللہ ﷺ مشکل کشا نہیں تھے۔

۳: رسول اللہ ﷺ بشر ہیں۔

۴: رسول اللہ ﷺ جہادی مہموں میں خود بھی شریک ہوتے تھے۔

۲۴۴) ثنا محمد بن [illegible] بن سعید : ثنا سفیان الثوري : ثنا أبو إسحاق عن البراء بن عازب ، قال قال له رجل : أفررتم عن رسول الله ﷺ یا أبا عمارة! ؟ قال : لا والله ! ما ولی رسول الله ﷺ و لکن ولی سرعان الناس تلقتهم هوازن بالنبل و رسول الله ﷺ علی بغلته البیضاء و أبو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب آخذ بلجامها و رسول الله ﷺ یقول :

((أنا النبي لا کذب أنا ابن عبد المطلب .))

ابو اسحاق (السبیعی تابعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ براء بن عازب (رضی اللہ عنہ) سے ایک آدمی نے کہا: اے ابو عمارہ! کیا تم رسول اللہ ﷺ سے بھاگ گئے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نہیں بھاگے تھے، لیکن جب بنو ہوازن نے (غزوۂ حنین میں) انھیں سامنے سے تیر مارے تو جلد باز قسم کے لوگ بھاگنے لگے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی سفید خچر پر سوار تھے اور ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب (رضی اللہ عنہ) نے خچر کی لگام پکڑ رکھی تھی اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے:

میں نبی ہوں، اس میں کوئی جھوٹ نہیں اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۱۶۸۸، وقال:حسن صحیح)

صحیح بخاری (۲۸۷۴)

صحیح مسلم (۱۷۷۶)

شرح و فوائد:

۱: نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ دلیر تھے۔

۲: اپنے دادا کی طرف نسبت جائز ہے، مثلاً امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، جو کہ احمد بن محمد بن حنبل تھے۔

۳: بعض اوقات ضرورت کے وقت ذو معنی کلام جائز ہے۔

۴: ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی اسلام لانے کے بعد مجاہد اور دلیر تھے۔

۵: بعد میں صحابۂ کرام واپس آ گئے اور بنو ہوازن کو شکست دے دی گئی۔

۶: عبدالمطلب بہت بہادر اور دلیر تھے۔

۲٤٥) ثنا إسحاق بن منصور : ثنا عبد الرزاق : ثنا جعفر بن سليمان : ثنا ثابت عن أنس : أن النبي ﷺ دخل مكة في عمرة القضاء] (۱) و ابن رواحة يمشي (۲) بين يديه وهو يقول :

خلوا بني الكفار عن سبيله　　اليوم نضربكم على تنزيله

ضربا يزيل الهام عن مقيله　　ويذهل الخليل عن خليله

فقال له عمر رضي الله عنه : يا ابن رواحة! بين يدي رسول الله ﷺ تقول شعرًا و في حرم الله ؟! فقال النبي ﷺ : ((**خل عنه يا عمر! فلهي أسرع فيهم من نضح النبل** .))

انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عمرۂ قضاء میں (۷ھ کو) مکہ میں داخل ہوئے اور

....

(۱) من آخر حديث (۲۳۹) إلى هاهنا من ب و أما الأصل فغير واضح.

(۲) و في ب " ينشئ ".

(عبداللہ) بن رواحہ (رضی اللہ عنہ) آپ کے آگے چل رہے تھے اور (یہ اشعار) پڑھ رہے تھے:

اے کفار کی اولاد! نبی ﷺ کا راستہ کھلا چھوڑ دو

آج ہم تمھیں نزولِ قرآن پر ایسی ضرب لگائیں گے

جو کھوپڑیوں کو جسموں سے جدا کر دے گی

اور یہ مار یار کو یار سے غافل کر دے گی

پھر عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا: اے ابن رواحہ! رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور اللہ کے حرم میں تم اشعار پڑھ رہے ہو؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اسے چھوڑ دو، یہ اشعار کافروں پر تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ اثر انداز ہیں۔

تحقیق و تخریج: سندہ حسن (سنن ترمذی: ۲۸۴۷ وقال: حسن غریب صحیح)

المجتبیٰ یعنی السنن الصغریٰ للنسائی (۵/۲۰۲ ح ۲۸۷۶)

شرح السنۃ للبغوی (۱۲/ ۳۷۵ ح ۳۴۰۴) وحسنہ۔

شرح و فوائد:

۱: دینِ اسلام کے دفاع اور مسلمانوں کی صحیح تربیت و اخلاق کے لئے بعض اوقات اشعار پڑھنا بھی جائز بلکہ مفید ہے۔

۲: بعض علماء کا یہ دعویٰ کہ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ عمرۃ القضاء سے پہلے جنگِ موتہ میں شہید ہو گئے تھے، اس وجہ سے غلط ہے کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث سے عمرۃ القضاء کا پہلے ہونا اور جنگِ موتہ کا بعد میں ہونا ثابت ہے۔ (دیکھئے ح ۲۶۹۹)

جنگِ موتہ ۸ھ میں ہوئی تھی اور حدیث میں مذکورہ واقعہ ۷ھ کا ہے۔

۳: صحیح العقیدہ مسلمان حکمرانوں کی اجازت اور متوقع ضرر سے محفوظ رہنے کی حالت میں حکمران کے سامنے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جائز ہے۔

۲٤٦) حدثنا علي بن حجر : أنا شريك عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة رضي الله عنه قال : **جالست النبي** ﷺ **أكثر من مئة مرة** و كان أصحابه

يتناشدون الشعر و يتذاكرون شيئًا من أمر الجاهلية وهو ساكت و ربما تبسم معهم .

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو سے زیادہ دفعہ بیٹھا ہوں، آپ کے ساتھی اشعار پڑھتے اور جاہلیت کی بعض باتیں بطورِ تذکرہ بیان کرتے تھے، آپ خاموش رہتے اور بعض اوقات ان کے ساتھ تبسم فرماتے تھے۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۲۸۵۰ وقال: حسن صحیح)

صحیح مسلم (۲۳۲۲) من حديث سماك بن حرب به .

شرح و فوائد:

۱: ترغیب کے لئے اور فکرِ آخرت کے بارے میں اشعار کہنا جائز ہیں۔

۲: عہدِ جاہلیت کے ان امور کا تذکرہ کرنا جائز ہے جن سے شریعتِ اسلامیہ پر زد نہ آتی ہو۔

۲۴۷) حدثنا علي بن حجر : أنا شريك عن عبد الملك بن عمير عن أبي سلمة عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال : ((**أشعر كلمة تكلمت بها العرب كلمة لبيد : ألا كل شيءٍ ما خلا الله باطل .**))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عربوں میں سے شعریت کا سب سے زیادہ حامل مصرع لبید (بن ربیعہ) کا یہ مصرع ہے: خبردار سن لو! اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔

تحقیق و تخریج: صحیح

دیکھئے حدیث سابق: ۲۴۱

۲۴۸) حدثنا أحمد بن منيع : أنا مروان بن معاوية عن عبد الله بن عبدالرحمن أي الطائفي عن عمرو بن الشريد عن أبيه رضي الله عنه قال : كنت ردف رسول الله ﷺ فأنشدته مئة قافية من قول أمية بن أبي الصلت، كلما أنشدته

بيتًا قال النبي ﷺ : ((هيه !)) حتى أنشدته مئة يعني بيتًا . فقال النبي ﷺ :

((إن كاد ليسلم .))

شرید (بن سوید الثقفی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے آپ کو امیہ بن ابی الصلت کے سو (۱۰۰) اشعار سنائے اور میں جب بھی ایک شعر پڑھتا تو نبی ﷺ فرماتے: اور پڑھو۔

حتیٰ کہ میں نے آپ کو سو (۱۰۰) اشعار سنا دیئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: قریب تھا کہ وہ مسلمان ہو جاتا۔

تحقیق و تخریج: صحیح

صحیح مسلم (۲۲۵۵) من حديث عبد الله بن عبد الرحمن الطائفي به و هو صدوق حسن الحديث وثقه الجمهور.

شرح و فوائد:

۱: با مقصد اور اچھے اشعار سننا اور پڑھنا جائز ہے۔

۲: سواری پر دو آدمیوں کا بیٹھنا جائز ہے۔

۳: نبی کریم ﷺ یہ چاہتے تھے کہ تمام لوگ مسلمان ہو جائیں اور جہنم کے عذاب سے بچ جائیں۔

۴: نیز دیکھئے حدیث سابق: ۲۴۱

۲۴۹۔۲۵۰) حدثنا إسماعيل بن موسى الفزاري و علي بن حجر المعنى واحد ، قالا : أخبرنا عبد الرحمن بن أبي الزناد عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها، قالت : كان رسول الله ﷺ يضع لحسان [بن ثابت] (۱) منبرًا في المسجد يقوم عليه قائمًا يفاخر عن رسول الله ﷺ أو

....

(۱) من ب .

قالت: ينافح عن رسول الله ﷺ و يقول رسول الله ﷺ : ((**إن الله يؤيد حسان بروح القدس ما ينافح أو يفاخر عن رسول الله ﷺ .))**

حدثنا إسماعيل بن موسى و علي بن حجر قالا : أنا ابن أبي الزناد عن أبيه عن عروة عن عائشة رضي الله عنها عن النبي ﷺ مثله .

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کے لئے رسول اللہ ﷺ ایک منبر رکھواتے تھے، جس پر کھڑے ہو کر وہ رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں فخر یہ اشعار پڑھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے: اللہ تعالیٰ حسان (رضی اللہ عنہ) کی روح القدس کے ذریعے سے تائید فرماتا رہے گا، جب تک یہ اللہ کے رسول کی طرف سے دفاع کرتے رہیں گے یا اُن کی مدح میں فخر یہ اشعار کہتے رہیں گے۔

تحقیق و تخریج: سندہ حسن (سنن ترمذی: ۲۸۴۶ وقال: حسن غریب صحیح)

سنن ابی داود (۵۰۱۵)

وعلقہ البخاری فی صحیحہ (۳۵۳۱) وصححہ الحاکم (۳/ ۴۸۷) ووافقہ الذہبی۔

شرح و فوائد:

۱: اس حدیث میں شاعرِ اسلام سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ہے۔

۲: اسلام کے دفاع میں بعض اوقات فخر کرنا بھی جائز ہے۔

۳: بہترین اشعار پڑھنا جائز ہے اور کفریہ، شرکیہ اور فحش اشعار پڑھنا حرام ہے۔

۴: اس حدیث کے راوی عبدالرحمٰن بن ابی الزناد جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث تھے۔ دیکھئے میری کتاب علمی مقالات (ج ۴ ص ۳۷۱۔ ۳۷۷)

۳۷: باب كلامِ رسول الله ﷺ في السمر

عشاء کے بعد رسول اللہ ﷺ کے کلام فرمانے کا بیان

۲۵۱) حدثنا الحسن بن صباح البزار(۱) : ثنا أبو النضر : ثنا أبو عقيل الثقفي عبد الله بن عقيل عن مجالد عن الشعبي عن مسروق عن عائشة رضي الله عنها قالت : حدّث رسول الله ﷺ ذات ليلة نساء ه حديثًا فقالت امرأة منهن : كأن الحديث حديثُ خرافة . فقال : **((أتدرون ما خرافة ؟ إن خرافة كان رجلاً من عذرة أسرته الجن في الجاهلية فمكث فيهم دهرًا ثم ردوه إلى الإنس ، فكان يحدث الناس ما (۲) رأى فيهم من أعاجيب فقال الناس : حديث خرافة .))**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات اپنی بیویوں کے سامنے ایک قصہ بیان کیا تو ان میں سے ایک عورت بولی: گویا کہ یہ خرافہ کی حدیث ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا تمھیں پتا ہے کہ خرافہ کیا ہے؟ عذرہ قبیلے کا ایک آدمی خرافہ تھا، جسے عہدِ جاہلیت میں جنوں نے قید کر لیا تھا، وہ ایک لمبا عرصہ جنوں کے درمیان رہا، پھر انھوں نے اسے (آزاد کر کے) انسانوں کے پاس بھیج دیا تو وہ لوگوں کے سامنے عجیب وغریب قصے بیان کرتا، جو کہ اس نے جنوں میں رہتے ہوئے دیکھے تھے، تو لوگ کہتے: یہ خرافہ کا بیان کردہ قصہ ہے۔

تحقیق وتخریج: سنده ضعيف

اس روایت کی سند میں مجالد بن سعید الہمدانی بُرے حافظے کی وجہ سے جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہے، لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔

....

(۱) من ب و جاء في الأصل " البزاز " ! .

(۲) في ب " بما " .

بطورِ فائدہ عرض ہے کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نمازِ عشاء سے پہلے سونا اور بعد میں باتیں کرنا مکروہ وممنوع ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۵۶۸)

اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے عشاء کے بعد گفتگو فرمائی ہے۔

دیکھئے صحیح بخاری (۱۱۶، ۱۱۷) وصحیح مسلم (۲۵۳۷، ۷۶۳)

ان دونوں احادیث میں تطبیق یہ ہے کہ عشاء کے بعد فضول و بے فائدہ گفتگو منع ہے اور ضروری اور مفید گفتگو جائز ہے۔ واللہ اعلم

۳۸: حدیث أم زرع

اُم زرع کا قصہ

۲۵۲) حدثنا علي بن حجر : أنا عيسى بن يونس عن هشام بن عروة عن أخيه عبد اللّٰه بن عروة عن عروة عن عائشة ، قالت : جلست إحدى عشرة امرأة تعاقدن و تعاقدن أن لا يكتمن من أخبار أزواجهن شيئًا.

قالت الأولى : زوجي لحم جملٍ غث، على رأس جبلٍ وعرٍ لا سهل فيرتقى و لا سمين فيثقل (۱) .

قالت الثانية : زوجي لا أبث خبره ، إني أخاف أن لا أذره إن أذكره أذكر عجره و بجره .

قالت الثالثة : زوجي العشنق ، إن أنطق أطلق و أن أسكت أعلق .

قالت الرابعة : زوجي كليل تهامة لاحرّ و لا قرّ ولا مخافة ولا سآمة .

قالت الخامسة : زوجي إن دخل فهد و إن خرج أسد ولا يسأل عما عهد.

قالت السادسة : زوجي إن أكل لف و إن شرب اشتف و إن اضطجع التف ولا يولج الكف ليعلم البث .

قالت السابعة : زوجي عياياء أو غياياء طباقاء ، كل داءٍ له داء، شجك أو فلك أو جمع كلًّا لك .

قالت الثامنة : زوجي المس مس أرنب والريح ريح زرنب .

قالت التاسعة : زوجي رفيع العماد، عظيم الرماد، طويل النجاد، قريب البيت من الناد .

(۱) من ب و جاء في الأصل كلمة غير واضحة

قالت العاشرة : زوجي مالك . و ما مالكٌ؟ مالك خير من ذلك، له إبل كثيرات المبارك، قليلات المسارح إذا سمعن صوت المزهر أيقن أنهن هوالك .

قالت الحادية عشرة : زوجي أبو زرع فما[1] أبو زرع ؟ أناس من حلي أذني وملأ من شحمٍ عضدي و بجحني فبجحت إليّ نفسي، وجدني في أهل غنيمةٍ بشق فجعلني في أهل صهيل و أطيطٍ ودائس و منق، فعنده أقول فلا أقبح ، و أرقد فأتصبح و أشرب فأتقمح، أم أبي زرع فما أم أبي زرع؟ عكومها رداح و بيتها فساح، ابن أبي زرع فما ابن أبي زرع؟ مضجعه كمسل شطبة و تشبعه ذراع الجفرة، بنت أبي زرع فما بنت أبي زرع؟ طوع أبيها و طوع أمها، مل ء كسائها و غيظ جارتها، جارية أبي زرع فما جارية أبي زرع ؟ لا تبث حديثنا تبثيثًا ولا تنقث ميرتنا تنقيثًا و لا تملأبيتنا تعشيشًا . قالت : خرج أبو زرع والأوطاب تمخض فلقي امرأة معها ولدان لها كالفهدين يلعبان من تحت خصرها برمانتين فطلقني و نكحها فنكحت بعده رجلاً سريًا ركب شريًا و أخذ خطيًّا و أراح علي نعمًا ثريًا و أعطاني من كل رائحة زوجًا و قال : كلي أم زرع و ميري أهلك فلو جمعت كل شيءٍ أعطانيه ما بلغ أصغرآنية أبي زرع .

قالت عائشة : فقال لي رسول الله ﷺ : **((كنت لك كأبي زرع لأم زرع .))**

عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) گیارہ عورتیں بیٹھیں اور آپس میں یہ پختہ معاہدہ کیا کہ وہ اپنے شوہروں کے بارے میں کوئی چیز بھی نہیں چھپائیں گی۔

پہلی نے کہا: میرا شوہر بیمار و کمزور اونٹ کا گوشت ہے جو دشوار گزار (بے آب و گیاہ) پہاڑ کی چوٹی پر پڑا ہے، نہ تو آسان ہے کہ وہاں چڑھا جائے اور نہ وہ موٹا تازہ (قیمتی) ہے کہ کوئی اس کے لئے چڑھائی کی تکلیف برداشت کرے۔

(۱) و في ب "و ما أبو زرع".

دوسری نے کہا: میں اپنے شوہر کا حال نہیں پھیلاتی، مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر میں بیان کروں تو کچھ بھی نہیں چھوڑوں گی، اس کے چھوٹے بڑے سب عیب بیان کر دوں گی۔

تیسری بولی: میرا خاوند بے ڈول لمبا آدمی ہے، اگر میں کچھ بولوں تو (فوراً) طلاق مل جائے اور اگر خاموش رہوں تو لٹکی رہوں۔

چوتھی بولی: میرا شوہر تہامہ کی رات کی طرح (معتدل) ہے، نہ گرم نہ سرد، نہ خوف نہ اکتاہٹ۔

پانچویں نے کہا: میرا شوہر جب گھر میں آتا ہے تو چیتا ہے (خوب سوتا ہے) اور اگر باہر جائے تو شیر ہے، وہ جو کچھ چھوڑ کر جائے تو اس کے بارے میں نہیں پوچھتا۔

چھٹی نے کہا: میرا شوہر جب کھاتا ہے تو سب کچھ لپیٹ لیتا ہے اور جب پیتا ہے تو ایک بوند تک باقی نہیں چھوڑتا اور جب لیٹتا ہے تو (کپڑا لپیٹ کر) اکیلے ہی پڑا رہتا ہے اور میرے کپڑے میں ہتھیلی تک داخل نہیں کرتا، کہ دکھ سکھ معلوم کر سکے۔

ساتویں بولی: میرا شوہر احمق یا مست و نامرد ہے، ہر بیماری اسے لگی ہوئی ہے، وہ یا تو تیرا سر زخمی کر دے گا، یا ہاتھ توڑ دے گا یا دونوں کام کر دے گا۔

آٹھویں بولی: میرے شوہر کا چھونا خرگوش کا چھونا ہے اور خوشبو زعفران جیسی ہے۔

نویں نے کہا: میرا شوہر بلند ستونوں (والے خیموں یا محلات) والا سر بلند بہادر ہے، راکھ کے بڑے ڈھیروں والا (یعنی بہت سخی و مہمان نواز) ہے، لمبے قد والا ہے، اس کا گھر (صائب القول ہونے کی وجہ سے) لوگوں کی مجلس کے قریب ہے۔

دسویں بولی: میرا شوہر مالک ہے، اور مالک کیا ہے؟ مالک اس سے بہتر ہے، اس کے (گھر کے) اردگرد اونٹ ہی اونٹ بیٹھے ہوتے ہیں جو چرنے کے لئے کم جاتے ہیں، یہ جب باجے بانسری کی آواز سنتے ہیں تو انھیں یقین ہو جاتا ہے کہ وہ اب ذبح کئے جانے والے ہیں۔ [یعنی جب مجلس جمتی ہے تو یہ اپنے دوستوں کو خوب گوشت کھلاتا ہے۔]

گیارہویں نے کہا: میرا شوہر ابوزرع ہے، پس ابوزرع کیا ہی اچھا ہے؟ اس نے میرے

کان زیوروں سے جھکا دیئے اور بازو چربی سے بھر دئے، اس نے مجھے اتنا خوش رکھا کہ میں ناز ونخرہ کرنے لگی، اس نے مجھے تھوڑی سی بھیڑ بکریوں میں حالتِ مشقت میں پایا تھا، پھر مجھے گھوڑوں، اونٹوں اور رزق واناج اور کھلیانوں والی بنا دیا، میں جب بات کرتی تو اس کا بُرا نہ منایا جاتا، میں سوتی تو صبح تک سوتی رہتی اور پیتی تو خوب سیر ہو کر پیتی، ابوزرع کی ماں، پس کیا ہی اچھی ہے ام زرع کی ماں؟ اس کی تھیلیاں بھری ہوئی ہیں اور اس کا گھر بہت ہی وسیع وعریض ہے، ابوزرع کا بیٹا تو کیا ہے ابوزرع کا بیٹا؟ وہ برہنہ تلوار کی طرح لیٹتا ہے اور چار ماہ کی بکری کے بازو سے پیٹ بھرتا ہے۔ ابوزرع کی بیٹی پس کیا ہے ابوزرع کی بیٹی؟ ماں باپ کی فرماں بردار، بھرپور کپڑے پہننے والی اور اپنی پڑوسن یا سوکن کی جلن کا باعث ہے۔ ابوزرع کی لونڈی پس کیا ہے ابوزرع کی لونڈی؟ وہ ہماری باتیں باہر نہیں نکالتی تھی، وہ ہمارا کھانا نہیں چُراتی تھی اور ہمارے گھر میں کسی قسم کا کوڑا کچرا نہیں چھوڑتی تھی۔ ایک دن دودھ کے برتن دودھ سے چھلک رہے تھے کہ ابوزرع باہر نکلا تو اس کی ملاقات ایک عورت سے ہوئی جس کے دو بچے تھے جیسے دو چیتے ہوں، وہ اس کی کمر سے نیچے دو اناروں (پستانوں) سے کھیل رہے تھے، تو ابوزرع نے مجھے طلاق دے دی اور اس عورت سے نکاح کرلیا، پھر اس کے بعد میں نے ایسے آدمی سے شادی کی جو شریف سردار اور سخی انسان ہے، بہترین گھڑسوار ہے، بہترین نیزہ باز ہے، اس نے مجھے بہت زیادہ نعمتوں اور مال و دولت سے نوازا، ہر طرح کے مال واسباب کے جوڑے عنایت کئے اور کہا: اے ام زرع! کھاؤ پیو اور اپنے گھر والوں کو بھی دو، یہ سب کچھ جو اس نے مجھے دیا ہوا ہے اگر اسے اکٹھا کیا جائے تو ابوزرع کے سب سے چھوٹے برتن جتنا نہیں ہے۔

عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا: میں تمھارے لئے (خیر اور نفع میں) ایسا ہوں جیسا کہ ام زرع کے لئے ابوزرع تھا۔

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح

صحیح بخاری (۵۱۸۹) صحیح مسلم (۲۴۴۸)

شرح و فوائد:

۱: یہ روایت اگرچہ موقوف لفظاً ہے، لیکن اس کے آخری الفاظ یعنی نبی کریم ﷺ کی تائید سے مرفوع حکماً ہے اور بعض (غیر ثابت) روایات میں اسے صریحاً مرفوع بھی بیان کیا گیا ہے۔

۲: وہ شوہر سب سے بہترین ہے جو اپنی بیوی بچوں سے حسن سلوک کا برتاؤ مسلسل کرتا ہے۔

۳: امام ترمذی کی تبویب سے یہ ظاہر ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث میں مذکورہ قصہ رات کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کیا تھا، لہٰذا رات کو میاں بیوی کے درمیان گفتگو مکروہ نہیں بلکہ جائز ہے۔

۴: جب کسی کو کسی سے تشبیہ دی جائے تو ہر لحاظ سے مشابہت ضروری نہیں ہے۔

۵: اگر طلاق کی نیت نہ ہو تو شوہر کے غیر صریح الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہو جاتی۔

۶: بعض اوقات مسجّٰی و مقفّٰی کلام بھی جائز ہے۔

۷: حدیث میں مذکورہ گیارہ عورتیں شعر و شاعری اور فصاحت و بلاغت میں ایک مقام رکھتی تھیں، اس وجہ سے ہر عورت نے اپنے شوہر کا تذکرہ و حال انتہائی فصیح و ادبی الفاظ میں بیان کیا۔

۸: یہ روایت ان مشکل الالفاظ احادیث میں سے ہے کہ علماء کو بھی بعض الفاظ کے مفہوم کے لئے عربی لغات کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور اسے محدثین کی اصطلاح میں غریب الحدیث کا علم کہا جاتا ہے۔

٣٩: باب صفة نوم رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی نیند کا بیان

٢٥٣-٢٥٤) حدثنا محمد بن المثنى : أنا عبد الرحمن بن مهدي : أنا إسرائيل عن أبي إسحاق عن عبد الله بن يزيد عن البراء بن عازب رضي الله عنه : أن رسول الله ﷺ كان إذا أخذ مضجعه وضع كفه اليمنى تحت خده الأيمن وقال : ((**رب قني عذابك يوم تبعث عبادك .**))

حدثنا محمد بن المثنى : أنا عبد الرحمن : أنا إسرائيل عن أبي إسحاق عن أبي عبيدة عن عبد الله مثله وقال : ((**يوم تجمع عبادك .**))

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (سونے کے لئے) لیٹے تو اپنی دائیں ہتھیلی اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور کہتے : اے اللہ! جس دن تو اپنے بندوں کو (دوبارہ) زندہ کرے گا تو اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچانا۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا۔

تحقیق و تخریج: صحیح

السنن الکبریٰ للنسائی (١٠٥٩١)

روایتِ مذکورہ میں اگرچہ ابو اسحاق السبیعی مدلس ہیں، لیکن سنن ترمذی (٣٣٩٨) اور مسند الحمیدی (٤٤٤) میں اس کے صحیح شواہد ہیں، جن کے ساتھ یہ روایت بھی صحیح ہے۔

شرح و فوائد:

١: سوتے وقت دائیں کروٹ لیٹنا مسنون ہے۔

٢: اللہ تعالیٰ کے سامنے ہر وقت عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔

٣: دعا کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے، اس کے لئے کوئی خاص اور حتمی وقت مقرر نہیں ہے۔

٤: اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ قبر و حشر کے عذاب سے عافیت مانگنی چاہیے۔

۲۵۵) حدثنا محمود بن غيلان : ثنا عبد الرزاق : أنا سفيان عن عبد الملك بن عمير عن ربعي بن حراش عن حذيفة رضي الله عنه قال : كان النبي ﷺ إذا أوى إلى فراشه قال : ((**اللهم باسمك أموت و أحيا.**)) و إذا استيقظ قال : ((**الحمد لله الذي أحيانا بعدما أماتنا و إليه النشور .**))

حذیفہ (بن الیمان) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب (سونے کے لئے) بستر پر جاتے تو کہتے: اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ ہی میں مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں۔ اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو کہتے: حمد وثنا اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں (نیند کی) موت دینے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف (ہم سب نے) اُٹھائے جانا ہے۔

تحقیق وتخریج: صحیح

صحیح بخاری (۶۳۱۲)

سنن ترمذی (۳۴۱۷) من حديث عبد الملك بن عمير به وقال: " حسن صحيح"

۲۵۶) حدثنا قتيبة بن سعيد : أنا المفضل بن فضالة عن عقيل [أراه][۱] عن الزهري عن عروة عن عائشة رضي الله عنها، قالت: **كان رسول الله ﷺ إذا أوى إلى فراشه كل ليلةٍ جمع كفيه فنفث فيهما و قرأ فيهما قل هو الله أحد و قل أعوذ برب الفلق و قل أعوذ برب الناس ، ثم مسح بهما ما استطاع من جسده يبدأ بهما رأسه ووجهه و ما أقبل من جسده يصنع ذلك ثلاث مرات.**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو اپنے بستر پر لیٹتے تو اپنی ہتھیلیاں اکٹھی کر کے ان میں پھونک مارتے اور ان میں سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھتے، پھر جہاں تک ہوسکتا اپنے جسم پر پھیرتے، پہلے سر اور چہرے سے شروع کرتے

....

(۱) سقط من الأصل وزدته من ب .

اور جسم کے سامنے والے حصے پر پھیرتے تھے، آپ ایسا تین بار کرتے تھے۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۳۴۰۲ وقال: حسن غریب صحیح)
صحیح بخاری (۵۰۱۷) عن قتیبة به .

شرح و فوائد:

۱: نیند ہو یا بیداری ہر وقت اللہ کے ذکر میں مصروف رہنا چاہیے۔

۲: دینِ اسلام ہر لحاظ سے مکمل دین ہے۔

۳: حافظ ابن حجر العسقلانی نے فرمایا: ''أي يقرأ هذه السور و ينفث حال القراءة في الكفين المجتمعين'' یعنی یہ سورتیں تلاوت فرماتے اور تلاوت کے دوران میں دونوں اکٹھی ہتھیلیوں پر پھونک مارتے تھے۔ (جمع الوسائل ج۲ ص۷۶)

۴: سونے سے پہلے شریر مخلوق کے شر سے پناہ طلب کرنا مسنون ہے۔

۲۵۷) حدثنا محمد بن بشار : أنا عبد الرحمن بن مهدي : أنا سفيان عن سلمة بن كهيل عن كريب عن ابن عباس رضي الله عنهما : **أن رسول الله ﷺ نام حتى نفخ و كان إذا نام نفخ** . فأتاه بلال رضي الله عنه فآذنه بالصلاة فقام و صلى ولم يتوضأ و في الحديث قصة .

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سو گئے حتیٰ کہ آپ خراٹے لینے لگے اور آپ جب سوتے تو خراٹے لیتے تھے، پھر آپ کے پاس بلال رضی اللہ عنہ آئے تو نماز (پڑھانے) کی اطلاع دی، پھر آپ کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھائی اور (دوبارہ) وضو نہیں کیا۔

اس حدیث میں ایک قصہ (بھی) مذکور ہے۔

تحقیق و تخریج: صحیح (وعلقہ الترمذی فی سننہ: ۳۴۱۹ مختصراً)
صحیح بخاری (۶۳۱۶) صحیح مسلم (۷۶۳)

شرح و فوائد:

۱: احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مثلاً دیکھئے سنن ترمذی (۳۵۳۵ وقال: ''حسن صحیح'' وھو حدیث حسن)

اور اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ نے نیند سے اٹھنے کے بعد دوبارہ وضو نہیں کیا تھا۔ ان دونوں احادیث میں تطبیق یہ ہے کہ عام لوگوں کا وضو نیند یا سونے سے ٹوٹ جاتا ہے، لیکن نبی ﷺ کا نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا، یہ آپ کا خاصہ ہے۔

۲: نیند میں خراٹے لینا کوئی عیب نہیں۔

۳: حدیث میں مذکورہ قصے کے لئے دیکھئے صحیح بخاری (۶۳۱۶) صحیح مسلم (۷۶۳) اور شمائل ترمذی (۲۶۴)

۲۵۸) حدثنا إسحاق بن منصور : أنا عفان : أنا حماد بن سلمة : ثنا ثابت عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ كان إذا أوى إلى فراشه قال :

((الحمد لله الذي أطعمنا و سقانا و كفانا و آوانا، فكم ممن لا كافيَ له ولا مؤوي .))

انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو کہتے: تمام حمد و ثنا اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا، (ہر ضرورت میں) کفایت کی اور پناہ گاہ (جائے سکونت) عطا فرمائی، پس کتنے ہی ایسے ہیں جن کے لئے نہ تو کوئی کفایت ہے اور نہ کوئی پناہ گاہ ہے۔

تحقیق و تخریج: **سنده صحيح** (سنن ترمذی: ۳۳۹۶ وقال: حسن غریب صحیح) صحیح مسلم (۲۷۱۵)

۲۵۹) حدثنا الحسن(۱) بن محمد الجريري : ثنا سليمان بن حرب: ثنا حماد ابن سلمة عن حميد عن بكر بن عبد الله المزني عن عبد الله بن رباح عن أبي قتادة رضي الله عنه : **أن النبي ﷺ كان إذا عرس بليل اضطجع على شقه**

....

(۱) و في ب " الحسين ".

الأيمن و إذا عرس قبيل الصبح نصب ذراعه ووضع رأسه على كفه .

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے پچھلے پہر سفر سے پڑاؤ کرتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے اور جب صبح سے کچھ پہلے پڑاؤ کرتے تو اپنی ذراع (بازو) کھڑی کرتے اور اپنا سر مبارک اپنی ہتھیلی پر رکھتے تھے۔

تحقیق و تخریج: صحیح (شرح السنۃ للبغوی عن الترمذی ۱۳/ ۳۲۵)

صحیح مسلم (۶۸۳)

نیز دیکھئے اضواء المصابیح (۴۷۱۶)

شرح و فوائد:

۱: ضرورت کے وقت رات کو سفر کرنا جائز ہے۔

۲: سوتے وقت صبح کی نماز کا فکر و ارادہ کر کے سونا چاہیے۔

۳: صحابۂ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا محفوظ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی و فعلی ہر حدیث (بشرطیکہ تخصیص کی دلیل نہ ہو) حجت ہے، لہٰذا وہ لوگ باطل و گمراہ ہیں جو قرآن کو بلا رسول (یعنی سنت کے بغیر) سمجھنا چاہتے ہیں۔

۴: نیند سے پہلے احتیاطی تدبیر کرنا مسنون ہے۔

٤٠: باب في عبادة رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی عبادت کا بیان

٢٦٠) حدثنا قتيبة بن سعيد و بشر بن معاذ، قالا: أنا أبو عوانة عن زياد بن علاقة عن المغيرة بن شعبة رضي الله عنه قال: صلى رسول الله ﷺ حتى انتفخت قدماه، فقيل له: أتتكلف [هذا](1) و قد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك و ما تأخر؟ قال: ((أفلا أكون عبدًا شكورًا.))

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی حتیٰ کہ آپ کے پاؤں سوج گئے، پھر آپ سے کہا گیا: آپ اتنی محنت کرتے ہیں اور تکلیف اٹھاتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی سب لغزشیں بھی معاف کر دی ہیں؟ آپ نے فرمایا: تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی:٤١٢ وقال: حسن صحیح)

صحیح مسلم (٨١٩) عن قتیبہ بہ.

صحیح مسلم (١١٣٠)

شرح و فوائد:

١: فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی خوب اہتمام کرنا چاہیے۔

٢: ہر وقت عاجزی اور تواضع سے کام لینا چاہیے۔

٣: نبی کریم ﷺ ہر خصلتِ محمودہ میں اعلیٰ مقام پر تھے اور عاجزی و تواضع کا بہترین نمونہ تھے۔

٤: حدیثِ مذکور میں ذنوب سے مراد بعض خلافِ اولیٰ کام یا بعض اجتہادی لغزشیں ہیں،

....

(١) من ب.

جیسا کہ غزوۂ بدر میں قید شدہ مشرکینِ مکہ کو فدیہ لے کر رہا کر دینا وغیرہ۔

یاد رہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ ہر قسم کے کبیرہ اور صغیرہ گناہ سے قطعی ویقینی معصوم ہیں، بلکہ تمام انبیاء ورسل گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اور ہمارا (اہل حدیث کا) یہی عقیدہ ہے۔

٢٦١) حدثنا أبو عمار الحسين بن حريث : أنا الفضل بن موسى عن محمد ابن عمرو عن أبي سلمة عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : كان رسول الله ﷺ يصلي حتى ترم قدماه، قال فقيل له: أتفعل هذا و قد جاءك : أن الله قد غفر لك ما تقدم من ذنبك و ما تأخر ؟ قال : ((**أفلا أكون عبدًا شكورًا .**))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (رات کو نفل) نماز پڑھتے حتیٰ کہ آپ کے پاؤں میں ورم آجاتا (یعنی سوج جاتے) آپ سے کہا گیا: آپ ایسا (کیوں) کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی اجتہادی لغزشیں بھی معاف فرما دی ہیں؟ آپ نے فرمایا: تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

تحقیق و تخریج: سنده حسن

صحیح ابن خزیمہ (١١٨٤)

٢٦٢) حدثنا عيسى بن عثمان بن عيسى بن عبد الرحمن الرملي : أنا عمي يحيى بن[1] عيسى الرملي عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال : كان رسول الله ﷺ يقوم يصلي حتى تنتفخ قدماه فقيل له : يا رسول الله ! تفعل هذا و قد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك و ما تأخر ؟ قال : ((**افلا اكون عبدًا شكورًا .**))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (رات کو) قیام کرتے حتیٰ کہ آپ کے قدم

(١) قوله " يحيى بن عيسى " صوبته من ب .

مبارک سوج جاتے ، پھر آپ سے کہا گیا: یا رسول اللہ! آپ ایسا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی تمام لغزشیں معاف فرما دی ہیں؟ آپ نے فرمایا: تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

تحقیق و تخریج: صحیح

سنن ابن ماجہ (۱۴۲۰)

اس سند میں اگرچہ سلیمان بن مہران الاعمش ثقہ مدلس ہیں اور ابو صالح سے بھی ان کی معنعن روایت مشکوک ہوتی ہے، لیکن یہ حدیث اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

مثلاً دیکھئے حدیث سابق: ۲۶۰

۲۶۳) حدثنا محمد بن بشار : أنا محمد بن جعفر : أنا شعبة عن أبي إسحاق عن الأسود بن يزيد ، قال : سألت عائشة رضي الله عنها عن صلاة رسول الله ﷺ بالليل فقالت : **كان ينام أول الليل ثم يقوم فإذا كان من السحر أوتر ثم أتى فراشه فإن كانت له حاجة ألم بأهله فإذا سمع الأذان وثب فإن كان جنباً أفاض عليه من الماء و إلا توضأ و خرج إلى الصلاة .**

اسود بن یزید (رحمہ اللہ، تابعی) سے روایت ہے کہ میں نے (سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ رات کے شروع حصے میں سو جاتے، پھر جب سحری کا وقت ہوتا تو وتر (تہجد) پڑھتے، پھر اپنے بستر پر آ جاتے، اگر کوئی ضرورت ہوتی تو گھر والوں کے پاس تشریف لے جاتے، پھر جب اذان سنتے تو فوراً اُٹھ جاتے، اگر جنبی ہوتے تو اپنے بدن پر پانی بہاتے (یعنی غسل کرتے) ورنہ وضو کر کے نماز کے لئے باہر (مسجد میں) تشریف لے جاتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح

صحیح بخاری (۱۱۴۶)

صحیح مسلم (۷۳۹)

شرح و فوائد:

۱: ساری رات قیام کرنا مسنون نہیں بلکہ رات کے کچھ حصوں میں یا آخری پہر میں قیام کرنا مسنون ہے۔

۲: تمام دلائل کو مدنظر رکھتے ہوئے عرض ہے کہ رات کے بالکل آخری حصے میں وتر پڑھنا بہتر ہے۔

۳: نبی ﷺ پر بھی غسلِ جنابت فرض تھا۔

۴: میاں بیوی کے تعلقات رات کے ہر حصے میں جائز ہیں، بشرطیکہ پردے اور راز داری کا مکمل اہتمام ہو، بلکہ غیر رمضان میں دن کو بھی شرائط مذکورہ کے ساتھ یہ تعلقات جائز ہیں۔

۲٦٤) حدثنا قتيبة بن سعيد عن مالك بن أنس ح و حدثنا إسحاق بن موسى: أنا معن عن مالك عن مخرمة بن سليمان ، عن كريب عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه أخبره أنه بات عند ميمونة رضي الله عنها وهي خالته ، قال: فاضطجعت في عرض الوسادة واضطجع رسول الله ﷺ في طولها :

فنام رسول الله ﷺ حتى إذا انتصف الليل أو قبله بقليل أو بعده بقليل استيقظ رسول الله ﷺ فجعل يمسح النوم عن وجهه ثم قرأ العشر الآيات الخواتيم من سورة آل عمران ، ثم قام إلى شن معلق فتوضأ منها فأحسن وضوءه ثم قام يصلي .قال عبد الله بن عباس :فقمت إلى جنبه فوضع يده اليمنى على رأسي ثم أخذ بأذني اليمنى ففتلها فصلى ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ، قال معن :ست مراتٍ ثم أوتر ثم اضطجع ثم جاءه المؤذن فقام فصلى ركعتين خفيفتين ، ثم خرج فصلى الصبح .

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (ایک رات) وہ اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں سو گئے،

انھوں نے فرمایا: میں سرہانے کی چوڑائی میں لیٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ اس کی لمبائی میں لیٹ گئے، پھر رسول اللہ ﷺ سو گئے حتیٰ کہ جب آدھی رات یا اس سے کچھ پہلے یا بعد کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے، اپنے چہرے سے نیند کے اثرات دور کرنے لگے، پھر آپ نے سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرمائیں، پھر ایک لٹکے ہوئے مشکیزے کے پاس گئے اور اس سے وضو کیا اور بہت اچھے طریقے سے (مکمل) وضو کیا، پھر کھڑے ہو کر (نفل) نماز پڑھنے لگے۔

عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: پھر (وضو کرنے کے بعد) میں بھی آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا دایاں کان پکڑ کر مروڑا (اور مجھے اپنی دائیں طرف کر لیا) پس آپ نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں۔

معن (بن عیسیٰ راوی) نے کہا: رکعتیں کا لفظ چھ دفعہ ہے۔

پھر آپ نے وتر پڑھا اور آپ لیٹ گئے۔ جب مؤذن (بلال رضی اللہ عنہ) آئے تو آپ نے اُٹھ کر دو ہلکی رکعتیں (صبح کی سنتیں) پڑھیں، پھر باہر تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح

(صحیح بخاری: ۱۸۳) صحیح مسلم (۷۶۳)

موطأ امام مالک (روایۃ یحییٰ ۱/ ۱۲۱۔۱۲۲ ح ۲۶۴، روایۃ ابن القاسم: ۱۹۳)

شرح و فوائد:

۱: نبی ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے کان اس وجہ سے مروڑے تھے کہ وہ مقتدی ہونے کی حالت میں سنت کے خلاف امام کی دائیں طرف کھڑے ہو گئے تھے، حالانکہ دو نمازیوں کی حالت میں مقتدی دائیں طرف اور امام بائیں طرف ہوتا ہے، لہٰذا آپ ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنی دائیں طرف کر دیا۔

۲: غیر رمضان میں بھی رات کے نوافل (تہجد) کی نماز با جماعت جائز ہے، جیسا کہ صحیح

روایت میں آیا ہے کہ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو ان کے کفن و دفن کے کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے باجماعت وتر پڑھائے تھے۔

دیکھئے شرح معانی الآثار للطحاوی (۱/۲۹۳ وسندہ حسن)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جمادی الاولیٰ ۱۳ھ میں فوت ہوئے تھے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۳۴۶۷)

۳: عملِ قلیل سے نماز باطل نہیں ہوتی اور خاص طور پر جو عمل سنت سے ثابت ہے، اس سے نماز کے باطل ہونے کا فتویٰ بذاتِ خود باطل و مردود ہے۔

۴: چھوٹے بچے کی نماز اگر سنت کے مطابق ہو تو صحیح ہوتی ہے اور وہ بھی بالغ مقتدی کی طرح امام کی دائیں طرف کھڑا ہوگا۔

۵: قرآن کی زبانی تلاوت بے وضو جائز ہے۔

۶: رات کی نماز یعنی تہجد (اور رمضان میں تراویح) دو دو رکعت ہے، لہٰذا جن روایات میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار چار رکعتیں پڑھتے تھے، ان سے مراد دو دو کر کے دو سلاموں کے ساتھ چار چار رکعتیں ہیں، نہ کہ ایک سلام سے چار اکٹھی رکعتیں پڑھنا۔

۷: تہجد اور وتر کے بعد لیٹ جانا اور آرام کرنا جائز ہے۔

۸: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نیند سے نہیں ٹوٹتا تھا۔ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۲۵۷

۹: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بڑی فضیلتوں والے اور علم سے محبت کرنے والے متبعِ سنت صحابی تھے۔ رضی اللہ عنہ

۱۰: علم حاصل کرنے کے لئے خوب محنت کرنی چاہئے۔ **وغير ذلك من الفوائد**

نیز دیکھئے الاتحاف الباسم (ص ۲۸۷)

۲۶۵) حدثنا أبو كريب [محمد بن العلاء](۱) : أنا وكيع : ثنا شعبة عن أبي جمرة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : **كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي من الليل ثلاث عشرة ركعة .**

....

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔

تحقیق وتخریج: سنده صحیح (سنن ترمذی:۴۴۲ وقال: حسن صحیح)

صحیح بخاری (۱۱۳۸)

صحیح مسلم (۷۶۴)

شرح وفوائد:

۱: مسند الحمیدی (بتحقیقی:۴۷۴، وسندہ صحیح، نسخہ دیوبندیہ:۴۷۳) سے ثابت ہے کہ حدیث مذکور میں تیرہ رکعتوں سے مراد گیارہ رکعات قیامِ لیل اور صبح کی دو سنتیں ہیں، لہٰذا ملا علی قاری کا اسے ''تأويل ضعيف جدًا'' کہنا (جمع الوسائل ۲/ ۸۷) محلِ نظر ہے۔

۲: حدیث حدیث کی تشریح کرتی ہے۔

۳: مختلف احادیث میں قیامِ لیل کی مختلف تعداد مختلف اوقات پر محمول ہے۔

۲۶۶) حدثنا قتيبة بن سعيد : أنا أبو عوانة عن قتادة عن زرارة بن أوفى [1] عن سعد بن هشام عن عائشة رضي الله عنها : **أن النبي ﷺ كان [إذا لم يصل][2] بالليل منعه من ذلك النوم أو غلبته عيناه صلى من النهار ثنتي عشرة ركعة.**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نیند کے غلبے کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکتے تو دن کو بارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی:۴۴۵ وقال: حسن صحیح)

صحیح مسلم (۷۴۶)

(۱) من ب و جاء في الأصل " زرارة بن أبي أوفى " وهو خطأ قديم .

(۲) من ب .

شرح و فوائد:

۱:	ایسا کبھی کبھار ہوتا تھا اور اس سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ عالم الغیب اور مشکل کشا نہیں تھے بلکہ اللہ ہی عالم الغیب اور مشکل کشا ہے۔

۲:	ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اپنے رات والے وظیفے سے سو یارہ جائے تو اسے فجر اور ظہر کے درمیان میں پڑھ لے، تو وہ ایسے ہی ہے جیسا کہ اس نے رات کو پڑھا ہو۔ (صحیح مسلم: ۷۴۷)

ثابت ہوا کہ نوافل کی قضا جائز بلکہ مستحب ہے۔

۲۶۷) [ثنا محمد بن العلاء] : أنا أبو أسامة عن هشام بن حسان ، عن محمد ابن سيرين عن أبي هريرة رضي الله عنه [عن النبي ﷺ][1] قال :

((إذا قام أحدكم من الليل فليفتتح صلاته بركعتين خفيفتين .))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (نبی ﷺ نے) فرمایا: جو شخص رات کو قیام کرے تو شروع نماز میں دو ہلکی رکعتیں پڑھے۔

تحقیق و تخریج: صحیح

صحیح مسلم (۷۶۸)

۲۶۸) حدثنا [قتيبة بن سعيد][2] عن مالك بن أنس ح و أنا إسحاق بن موسى : أنا معن : أنبأ مالك عن [عبد الله بن أبي بكر عن أبيه][2] أن عبد الله ابن قيس بن مخرمة أخبره عن زيد بن خالد الجهني رضي الله عنه [أنه قال : لأرمقن][2] صلاة رسول الله ﷺ قال : فتوسدت عتبته [أو فسطاطه **فصلى رسول الله ﷺ**][2] **ركعتين خفيفتين ثم صلى ركعتين طويلتين**

....

(۱) من ب .

(۲) من نسخة ماهر ياسين .

[طويلتين طويلتين ثم صلى ركعتين وهما دون][١] اللتين قبلهما ، ثم صلى ركعتين و هما دون اللتين قبلهما ، [ثم صلى ركعتين و هما دون اللتين قبلهما][١] ثم صلى ركعتين وهما دون اللتين قبلهما ،ثم أوتر [فذلك ثلاث عشرة ركعة][١]

زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: میں آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ضرور غور سے دیکھوں گا، چنانچہ میں نے آپ کی دہلیز پر یا خیمے کے پاس ٹیک لگا لی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں، پھر دو بہت لمبی لمبی رکعتیں پڑھیں، پھر ان سے تھوڑی کم دو رکعتیں پڑھیں، پھر ان سے تھوڑی کم دو رکعتیں پڑھیں، پھر ان سے تھوڑی کم دو رکعتیں پڑھیں، پھر ان سے تھوڑی کم دو رکعتیں پڑھیں، پھر (ایک) وتر پڑھا۔

(تو یہ کل تیرہ رکعتیں ہوگئیں)

تحقیق وتخریج: سنده صحيح

صحیح مسلم (٧٦٥)

موطأ امام مالک (روایۃ یحییٰ ۱/۱۲۲ ح ۲۶۵ ، روایۃ ابن القاسم: ۳۱۲)

شرح و فوائد:

۱: ہر وقت حتی الوسع علم حاصل کرنے میں مصروف رہنا چاہیے۔

۲: صحابۂ کرام کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں اور وہ حقیقتاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دینِ اسلام کے جان نثار تھے۔

۳: ایک رکعت وتر پڑھنا جائز ہے۔

۴: یہ واقعہ غالباً سفر میں ہوا تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ازواج مطہرات میں سے کوئی بھی موجود نہیں تھیں۔ دیکھئے جمع الوسائل (۲/۸۹)

(١) من نسخة ماهر ياسين .

۵: عشاء کی دوسنتوں کو ملا کر رات کی نفل نماز کل تیرہ رکعتیں ہیں جن میں سے گیارہ رکعتیں عوام میں تہجد کے نام سے مشہور ہیں۔ یہی رکعتیں رمضان میں تراویح کہلاتی ہیں۔

۶: صحابۂ کرام دین سیکھنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتے تھے۔

۷: دین سیکھنے سکھانے کے لئے صحابۂ کرام ہر وقت مستعد رہتے تھے۔

۸: علم سیکھنے سکھانے کے دوران میں جو سختیاں آئیں، اُن پر صبر کرنا چاہئے۔

۲۶۹) [حدثنا إسحاق بن] (۱) موسى : أنا معن : أنا مالك عن سعيد بن أبي سعيد المقبري عن [أبي سلمة بن عبد الرحمن أنه أخبره] (۱) أنه سأل عائشة: كيف كانت صلاة رسول [الله ﷺ في رمضان ؟](۱) فقالت :

ما كان رسول الله ﷺ يزيد في رمضان [ولا في غيره على إحدى عشرة] (۱) ركعة، يصلي أربعًا لا تسأل عن حسنهن و طولهن ثم [يصلي أربعًا لا تسأل عن حسنهن و طولهن](۱) ثم يصلي ثلاثًا . قالت عائشة رضي الله عنها قلت : يا رسول [الله ! أتنام قبل أن توتر ؟ فقال : ((**يا عائشة !**] **إن عيني تنامان ولا ينام قلبي .**))

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن (بن عوف رحمہ اللہ، ثقہ تابعی) سے روایت ہے کہ انھوں نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی؟ تو انھوں نے فرمایا: رمضان ہو یا غیر رمضان، رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، آپ چار رکعتیں پڑھتے جن کی خوبصورتی اور لمبائی کے بارے میں نہ پوچھو، پھر چار رکعتیں پڑھتے تھے جن کی خوبصورتی اور لمبائی کے بارے میں نہ پوچھو، پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سو جاتی ہیں، لیکن دل نہیں سوتا (یعنی

....

(۱) من نسخة ماهر ياسين .

بیدار رہتا ہے۔)

تحقیق و تخریج: سنده صحيح (سنن ترمذی: ۴۳۹ وقال: حسن صحیح)

صحیح بخاری (۲۰۱۳) صحیح مسلم (۷۳۸)

موطأ امام مالک (روایۃ یحییٰ ۱/۱۲۰ ح ۲۶۲، روایۃ ابن القاسم: ۴۱۷)

شرح و فوائد:

۱: اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ رمضان میں تراویح کی نماز گیارہ رکعتیں ہے اور یہی نماز غیر رمضان میں تہجد کہلاتی ہے۔ اس حدیث سے درج ذیل علماء نے تراویح کا مسئلہ ثابت کیا ہے:

بخاری (صحیح بخاری مع عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۲۸ ح ۲۰۱۳) بیہقی (۲/۴۹۵، ۴۹۶) زیلعی (نصب الرایہ ۲/۱۵۳) ابن حجر العسقلانی (الدرایہ ۱/۲۰۳) عینی (عمدۃ القاری ۱۱/ ۱۲۸) سیوطی (الحاوی للفتاوی ۱/۳۴۸) اور ابن ہمام (فتح القدیر ۱/۴۶۷)

ابو العباس احمد بن ابراہیم القرطبی (متوفی ۶۵۶ھ) فرماتے ہیں: اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ گیارہ رکعات پڑھنی چاہئیں، انھوں نے اس (مسئلے) میں عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی حدیثِ سابق سے استدلال کیا ہے۔ (المفہم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم ج ۲ ص ۳۹۰)

۲: مزید تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب "تعداد رکعاتِ قیامِ رمضان کا تحقیقی جائزہ"

۲۷۰) حدثنا إسحاق بن موسى : أنا معنٌ : أنا مالك عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة رضي الله عنها : **أن رسول الله ﷺ كان يصلي [من الليل]**(۱) **إحدىٰ عشرة ركعة، يوتر منها بواحدة فإذا فرغ منها اضطجع على شقه الأيمن.**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعتیں پڑھتے، ان میں سے ایک رکعت وتر پڑھتے تھے، پھر جب اس سے فارغ ہو جاتے تو دائیں کروٹ لیٹ جاتے۔

....

(۱) من ب.

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی:۴۴۰)

موطأ امام مالک (روایۃ یحییٰ ۱/۱۲۰ ح ۲۶۱، روایۃ ابن القاسم: ۳۵)

امام زہری کے سماع کی تصریح صحیح ابن حبان (الاحسان: ۲۴۲۲، دوسرا نسخہ: ۲۴۳۱) میں موجود ہے۔

شرح و فوائد:

۱: رات کی نماز گیارہ رکعات اس طرح پڑھنی چاہئے کہ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا جائے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر (کی اذان) تک گیارہ رکعات پڑھتے تھے اور اسی نماز کو لوگ عتمہ بھی کہتے تھے۔ آپ ہر دو رکعات پر سلام پھیرتے تھے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔ الخ (صحیح مسلم: ۱۲۲/۷۳۶)

۲: اس حدیث اور دیگر متواتر احادیث سے ایک رکعت وتر کا جواز صراحت سے ثابت ہے۔

۳: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک رکعت وتر کا ثبوت قولاً و فعلاً دونوں طرح ثابت ہے۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۹۹۶ و صحیح مسلم: ۷۴۵۔۷۵۱)

۴: سیدنا ابو ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وتر حق ہے، جو چاہے پانچ وتر پڑھے، جو چاہے تین وتر پڑھے اور جو چاہے ایک وتر پڑھے۔ (سنن النسائی ۳/۲۳۹ ح ۱۷۱۳، وسندہ صحیح)

۵: سلف صالحین میں سے سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا معاویہ بن ابی سفیان اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم وغیرہم سے ایک وتر پڑھنا ثابت ہے۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۶۳۵۶، ۳۷۶۴، ۳۷۶۵، شرح معانی الآثار للطحاوی ۱/۲۹۴ و سنن الدارقطنی ۲/۳۴ ح ۱۶۵۷، وسندہ حسن وقال النیموی فی آثار السنن: ۶۰۴ ''وإسنادہ حسن'')

۶: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی طرح تین وتر پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(دیکھئے صحیح ابن حبان، الاحسان: ۲۴۲۰ وإسنادہ صحیح، والمستدرک للحاکم ۱/۳۰۴ ونقل النیموی عن العراقی قال: ''إسنادہ صحیح''/ آثار السنن: ۵۹۲)

۷: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ دو رکعت علیحدہ اور ایک رکعت علیحدہ پڑھتے تھے۔

(دیکھئے صحیح بخاری:۹۹۱)

یہ حدیث مرفوع بھی ہے۔ دیکھئے ابن حبان (الاحسان:۲۴۲۶[۲۴۳۵] وسندہ حسن)

نیز دیکھئے حدیث:۲۷۱

۲۷۱) حدثنا ابن أبي عمر : أنا معن عن مالك عن ابن شهاب نحوه و ثنا قتيبة عن مالك عن ابن شهاب نحوه .

امام مالک کی سند سے گیارہ رکعتوں والی روایت مروی ہے۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۴۴۱)

صحیح مسلم(۷۳۶)

شرح و فوائد:

۱: نبی ﷺ کا رات کا عام قیام زیادہ سے زیادہ گیارہ رکعتیں ہوتا تھا اور آپ بعض اوقات اس سے کم مثلاً نو یا سات رکعات بھی پڑھتے تھے۔

۲: یہ گیارہ رکعتیں دو دو کر کے ہوتی تھیں اور ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرا جاتا تھا، جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھئے ح ۷۳۶

۳: نیز دیکھئے حدیث سابق:۲۷۰

۲۷۲-۲۷۳) حدثنا هناد : أنا أبو الأحوص عن الأعمش عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة رضي الله عنها قالت : كان رسول الله ﷺ يصلي من الليل تسع ركعات .

حدثنا محمود بن غيلان : أنا يحيى بن آدم : أنا سفيان [الثوري] [1] عن الأعمش نحوه .

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نو رکعتیں پڑھتے تھے۔

....

(۱) من ب .

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی:۲۶۲ وقال:حسن غریب)
سنن ابن ماجہ(۱۳۶۰)سنن نسائی(۳/۲۶۳ ح۱۷۲۶)صحیح ابن حبان(۲۶۰۶)
اس روایت کی سند میں سلیمان بن مہران الاعمش اور ابراہیم بن یزید النخعی کا عنعنہ ہے،لیکن صحیح مسلم(۷۳۰)وغیرہ میں اس کے شواہد ہیں،جن کے ساتھ یہ روایت بھی صحیح ہے۔

۲۷٤) حدثنا محمد بن المثنى : أنا محمد بن جعفر : أنا شعبة عن عمرو بن مرة عن أبي حمزة: رجل من الأنصار عن رجل من بني عَبس عن حذيفة بن اليمان رضي اللّٰه عنه أنه صلى مع النبي ﷺ من الليل ، قال : فلما دخل في الصلاة قال : ((**اللّٰه أكبر ذو الملكوت والجبروت والكبرياء و العظمة .**)) ثم قرأ البقرة ثم ركع فكان ركوعه نحوًا من قيامه و كان يقول : ((**سبحان ربي العظيم ، سبحان ربي العظيم .**)) ثم رفع رأسه فكان قيامه نحوًا من ركوعه و كان يقول : ((**لربي الحمد لربي الحمد**)) ثم سجد فكان سجوده نحوًا من قيامه و كان يقول : ((**سبحان ربي الأعلى ، سبحان ربي الأعلى**)) ثم رفع رأسه فكان ما بين السجدتين نحوًا من السجود و كان يقول : ((**رب اغفر لي رب اغفر لي**)) حتى قرأ البقرة و آل عمران و النساء والمائدة أو الأنعام ، شعبة الذي شك في المائدة و الأنعام .

أبو حمزة اسمه طلحة بن يزيد و أبو [حمزة الضبعي اسمه نصر بن عمران][1]

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ **ایک رات نماز پڑھی، پھر جب آپ نماز میں داخل ہوئے تو فرمایا: اللہ اکبر،حکومت طاقت کبریائی اور عظمت والا اللہ سب سے بڑا ہے۔**

پھر آپ نے سورۃ البقرہ کی قراءت کی، پھر قراءت کے برابر رکوع کیا اور رکوع میں

(۱) من ب .

"سبحان ربی العظیم سبحان ربی العظیم" پاک ہے میرا رب سب سے عظیم۔ پڑھتے، پھر رکوع سے سر اٹھایا تو رکوع کے برابر کھڑے رہے اور" لربي الحمد، لربي الحمد " حمد وثنا میرے رب کے لئے ہی ہے۔ پڑھتے رہے، پھر قیام کے برابر سجدہ کیا اور سجدے میں فرماتے رہے:"سبحان ربي الأعلىٰ سبحان ربي الأعلىٰ" پاک ہے میرا رب سب سے اعلیٰ۔ پھر سر اٹھایا تو دونوں سجدوں کے درمیان اتنا ہی ٹھہرے رہے اور پڑھتے رہے:"ربّ اغفرلي ربّ اغفرلي" اے میرے رب! مجھے بخش دے۔

حتیٰ کہ آپ نے (نماز میں) سورۃ البقرہ، آلِ عمران، نساء اور مائدہ یا انعام پڑھیں۔

شعبہ (راوی) کو مائدہ یا انعام میں شک ہے۔

تحقیق وتخریج: صحیح

سنن ابی داود (۸۷۴) سنن نسائی (۱۰۷۰)

فائدہ: اس روایت میں" رجل من بني عبس " سے مراد صلہ بن زفر (ثقہ راوی) ہیں۔ دیکھئے سنن ابن ماجہ (۸۹۷) اور مسند الطیالسی (۴۱۶)

لہٰذا یہ حدیث صحیح ہے۔

شرح و فوائد:

۱: نفل نماز انتہائی سکون سے اور خوب لمبے قیام سے پڑھنا مستحب ہے، جبکہ فرض نماز میں عام صحیح العقیدہ مقتدیوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۲: دو سجدوں کے درمیان" رب اغفرلي " والی دعا صرف دو دفعہ نہیں بلکہ بار بار پڑھنا سنت اور مستحب ہے، جبکہ کم از کم تعداد دو دفعہ ہے۔ نیز دیکھئے ح ۳۱۲

۲۷۵) حدثنا أبو بكر محمد بن نافع البصري : أنا عبد الصمد بن عبد الوارث عن إسماعيل بن [مسلم] (۱) العبدي ، عن أبي المتوكل عن عائشة رضي الله عنها قالت : **قام رسول [الله ﷺ بآيةٍ من القرآن ليلة]**(۱)

(۱) من ب .

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات ایک آیت (بار بار) پڑھتے ہوئے ہی قیام کیا۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی: ۴۴۸ وقال: حسن غریب من ھذا الوجہ)
سنن ابن ماجہ (۱۳۵۰) اور سنن نسائی (۲/ ۱۷۷ ح ۱۰۱۱) میں اس حدیث کا ایک حسن لذاتہ شاہد بھی ہے۔

شرح و فوائد:

۱: سورۂ فاتحہ کے علاوہ ایک آیت ہی پڑھ لینا یا بار بار پڑھنا جائز ہے اور سورۃ الفاتحہ کی تخصیص اس وجہ سے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب ."

جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (صحیح بخاری: ۷۵۶)

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: " و إن لم تزد على أمّ القرآن أجزأت و إن زدت فهو خير " اور اگر تم سورۂ فاتحہ سے زیادہ نہ پڑھو تو جائز ہے اور اگر زیادہ پڑھو تو بہتر ہے۔ (صحیح بخاری: ۷۷۲)

۲: یہ آیتِ کریمہ درج ذیل ہے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار پڑھا تھا:

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

(اے اللہ!) اگر تو انھیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں معاف کر دے تو بے شک تو زبردست (اور) حکیم ہے۔ (المائدہ: ۱۱۸)

حوالے کے لئے دیکھئے سنن ابن ماجہ (۱۳۵۰)

۳: بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ نے یہ آیت مبارکہ رکوع وسجود میں بھی پڑھی، جبکہ رکوع وسجود میں قرآن پڑھنا ممنوع ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۴۸۰)

لہٰذا یہ عمل ممانعت سے پہلے پر محمول ہے۔ دیکھئے جمع الوسائل (۲/ ۹۶)

یا بعض کے نزدیک ممانعت سے مراد تحریم نہیں بلکہ ممانعت تنزیہی ہے۔ واللہ اعلم

اسی طرح یہ مسئلہ بھی مستنبط ہوسکتا ہے کہ رکوع اور سجود میں قرآنی دعائیں پڑھی جاسکتی ہیں۔

۴: ابوبکر محمد بن نافع البصری سے مراد محمد بن احمد بن نافع رحمہ اللہ ہیں۔

۲۷۶۔۲۷۷) ثنا محمود بن غیلان : ثنا سلیمان بن حرب : أنا شعبة عن الأعمش عن أبي وائل عن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه قال :

صليت ليلة مع رسول اللّٰه ﷺ فلم يزل قائمًا حتى هممت بأمر سوء، قيل [له :][1] و ما هممت به ؟ قال : هممت أن أقعد و أدع النبي ﷺ .

حدثنا سفیان بن وكيع : أنا جرير عن الأعمش نحوه .

عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ مسلسل حالتِ قیام میں رہے حتیٰ کہ میں نے ایک بُری بات کا ارادہ کرلیا۔ ان سے پوچھا گیا: آپ نے کیا ارادہ کیا تھا؟ انھوں نے جواب دیا: میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ (نماز میں) نبی ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر خود بیٹھ جاؤں۔

تحقیق وتخریج: سنده صحيح

صحیح بخاری (۱۱۳۵) صحیح مسلم (۷۷۳)

شرح و فوائد:

۱: صحابۂ کرام کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے افعال مبارکہ کو ترک کردینا بھی بُرا یعنی ناجائز کام تھا۔

۲: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت فضیلتوں والے اور متبع سنت صحابی تھے اور تمام صحابہ سے محبت رکھنا ایمان کے اجزاء میں سے ایک اہم جزء ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

۳: قیامِ لیل میں نماز باجماعت جائز ہے۔

۴: حتی الوسع افعالِ خیر میں خوب محنت کرنی چاہیے۔

....

(۱) من ب .

۲۷۸) حدثنا إسحاق بن موسى الأنصاري : ثنا معن : أنا مالك عن أبي النضر عن أبي سلمة عن عائشة رضي الله عنها : **أن النبي ﷺ كان يصلي جالسًا فيقرأ وهو جالس فإذا بقي من قراء ته قدر ما يكون ثلاثين أو أربعين آية قام فقرأ وهو قائم ثم ركع و سجد ثم صنع فى الركعة الثانية مثل ذلك .**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے تو بیٹھ کر قراءت کرتے تھے اور پھر جب قراءت میں سے تیس یا چالیس آیات کے برابر باقی رہتا تو قیام میں اٹھ کر قراءت کرتے تھے، پھر رکوع کرتے اور سجدہ کرتے تھے، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح (سنن ترمذی:۳۷۴وقال:حسن صحیح)
صحیح بخاری (۱۱۱۹) صحیح مسلم (۷۳۱)

شرح و فوائد:

۱: نماز کے فرائض میں قیام فرض ہے اور نوافل وسنن میں حسبِ استطاعت قیام ضروری ہے۔

۲: آپ ﷺ قیام میں طویل قراءت کرتے تھے۔

۲۷۹) حدثنا أحمد بن منيع : ثنا هشيم : أنا خالد الحذاء عن عبد الله بن شقيق قال : سألت عائشة رضي الله عنها عن صلاة رسول الله ﷺ عن تطوعه؟ فقالت : **كان يصلي ليلاً طويلاً قائمًا وليلاً طويلاً قاعدًا ، فإذا قرأ وهو قائم ركع و سجد وهو قائم و إذا قرأ وهو جالس ركع و سجد وهو جالس .**

عبداللہ بن شقیق (رحمہ اللہ، ثقہ تابعی) سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نفل نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا:

آپ رات کے لمبے حصے میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور لمبے حصے میں بیٹھ کر نماز پڑھتے

تھے، جب قیام میں قراءت کرتے تو قیام سے رکوع وسجدہ کرتے اور جب بیٹھ کر قراءت کرتے تو بیٹھے ہوئے ہی رکوع اور سجدہ کرتے تھے۔

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی:۳۷۵وقال:حسن صحیح)
صحیح مسلم(۷۳۰)

شرح و فوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر بھی نماز تہجد پڑھی ہے اور (عذر کی وجہ سے) بیٹھ کر بھی پڑھی ہے۔ آپ نے نماز کا بعض حصہ قیام میں اور بعض بیٹھ کر بھی پڑھا ہے۔

۲: رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ ہر حدیث پر عمل کرنے میں ثواب ہی ثواب ہے، اِلا یہ کہ تخصیص کی کوئی صریح دلیل ہو۔

یاد رہے کہ نبی ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھنے میں پورا ثواب ملتا تھا۔

۲۸۰) حدثنا [إسحاق بن موسى الأنصاري] (۱) : ثنا معن : ثنا مالك عن ابن شهاب عن السائب بن يزيد عن المطلب بن أبي وداعة السهمي عن حفصة زوج النبي ﷺ قالت : **كان رسول الله ﷺ يصلي في سبحته قاعدًا و يقرأ بالسورة و يرتلها حتى تكون أطول من أطول منها .**

نبی ﷺ کی زوجہ حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر (بھی) نفل پڑھتے تھے اور اس میں کوئی سورت ٹھہر ٹھہر کر ترتیل سے پڑھتے حتیٰ کہ وہ (ترتیل کے سبب) اس سے لمبی سورت سے بھی لمبی ہو جاتی تھی۔

تحقیق وتخریج: صحیح (سنن ترمذی:۳۷۳وقال:حسن صحیح)
صحیح مسلم(۷۳۳)

موطأ امام مالک(روایۃ یحییٰ ۱/۱۳۷ح ۳۰۷، روایۃ ابن القاسم: ۷)

....

(۱) من ب .

شرح و فوائد:

۱: قرآن مجید کی تلاوت تیز تیز نہیں بلکہ ٹھہر ٹھہر کر ترتیل اور اچھے طریقے سے کرنی چاہئے اور آیات پر غور وتدبر بھی کرنا چاہئے۔

۲: اگر عذر ہو تو بیٹھ کر نوافل پڑھنا بھی جائز ہے۔

۳: رسول اللہ ﷺ کا بیٹھ کر نوافل ادا کرنا آپ کے آخری دور اور بڑھاپے پر یعنی شرعی عذر پر محمول ہے۔

۴: حافظ ابن عبدالبر نے کہا: ''**وفي اللغة أن الصلوٰة أصلها الدعاء ، لكن الأسماء الشرعية أولٰى لأنها قاضية على اللغوية**'' لغت میں نماز کی اصل دعا ہے لیکن شرعی نام اَولیٰ (بہتر) ہیں، کیونکہ وہ لغوی ناموں پر قاضی ہیں۔ (التمہید ۶/ ۲۲۱)

۵: نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور بغیر کسی شرعی عذر کے نفل نماز قصداً بیٹھ کر پڑھنا قرینِ صواب نہیں ہے۔

۶: نوافل کا قیام حتی الوسع طویل ہونا چاہئے۔

۷: نوافل میں کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت مستحب ہے۔

۸: بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے، لیکن نبی ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھنے سے بھی پورا ثواب ملتا تھا۔

۹: نیز دیکھئے حدیث: ۲۸۱

۲۸۱) حدثنا الحسن بن محمد الزعفراني : أنا الحجاج بن محمد عن ابن جريج قال : أخبرني عثمان بن أبي سليمان أن أبا سلمة بن عبد الرحمن أخبره أن عائشة رضي الله عنها أخبرته : **أن النبي ﷺ لم يمت حتى كان أكثر صلاته وهو جالس .**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وفات سے پہلے زیادہ تر (نفل) نماز بیٹھ کر پڑھی۔

تحقیق و تخریج: سنده صحیح
صحیح مسلم (۷۳۲)

۲۸۲) حدثنا أحمد بن منیع : أنا إسماعیل بن إبراهیم : ثنا أیوب عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال : **صلیت مع رسول الله ﷺ رکعتین قبل الظهر و رکعتین بعدها و رکعتین بعد المغرب في بیته و رکعتین بعد العشاء في بیته .**

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (یعنی آپ کی اتباع میں) ظہر سے پہلے دو رکعتیں، ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھی ہیں اور آپ نے مغرب کے بعد دو رکعتیں اپنے گھر میں اور عشاء کے بعد دو رکعتیں اپنے گھر میں پڑھی ہیں۔

تحقیق و تخریج: سنده صحیح (سنن ترمذی: ۴۲۵ وقال: حسن صحیح)
صحیح بخاری (۴۳۳ من حدیث ایوب السختیانی)
مسند احمد (۲/۶ عن اسماعیل بن ابراہیم) صحیح ابن خزیمہ (۱۱۹۷، عن احمد بن منیع)
وللحدیث طریق آخر عند مسلم فی صحیحہ (۷۲۹)

شرح و فوائد:

۱: اس حدیث کے عموم سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور بعد والی دو رکعتیں مسجد میں پڑھیں، لہٰذا مسجد میں سنن و نوافل پڑھنا جائز ہے۔
دیکھئے جمع الوسائل (۲/۱۰۰)

۲: تحیۃ المسجد تو مسجد کے ساتھ خاص ہیں، لیکن دیگر نوافل و سنن مسجد میں جائز ہیں اور گھر میں پڑھنا افضل ہے، جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے۔

۳: نوافل و سنن میں بھی حتی الوسع نبی کریم ﷺ کی اتباع کرنی چاہیے اور اس میں بہت بڑے اجر کی امید ہے۔ ان شاء اللہ

۲۸۳) حدثنا أحمد بن منیع : ثنا إسماعیل بن أبراهیم : ثنا أیوب عن نافع عن

ابن عمر رضي الله عنهما قال ابن عمر : و أخبرتني حفصة : أن رسول الله ﷺ كان يصلي ركعتين حين يطلع الفجر و ينادي المنادي .

قال أيوب : أراه قال : خفيفتين .

حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کے طلوع ہونے اور صبح کی اذان کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ ایوب السختیانی راوی نے کہا: میرا خیال ہے کہ انھوں (نافع) نے دو رکعتوں کے ساتھ ہلکی (نماز) کا لفظ بھی کہا۔

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح

صحیح مسلم (۷۲۳)

اسے امام بخاری نے دوسری سند کے ساتھ امام نافع عن ابن عمر عن حفصہ رضی اللہ عنہا... بیان کیا ہے۔

شرح و فوائد:

۱: صبح کی اذان کے بعد صرف دو سنتوں اور فرض نماز کا ثبوت ہے۔

۲: جو شخص تحیۃ المسجد ضروری سمجھتا ہے تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ گھر میں دو رکعتیں پڑھے اور اقامتِ نماز سے ایک منٹ پہلے مسجد میں پہنچ جائے اور اگر اس حالت میں اقامت سے پہلے چلا جاتا ہے تو مسجد میں کھڑا رہے اگر وہ اقامتِ نماز سے بہت پہلے مسجد جانا چاہتا ہے تو یہ دو رکعتیں گھر میں نہ پڑھے بلکہ مسجد میں جا کر پڑھ لے۔

۳: گھر میں صبح کی سنتیں پڑھ کر مسجد میں جا کر تحیۃ المسجد پڑھنے کا کوئی صریح ثبوت مجھے معلوم نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۴: بعض دلائل سے ثابت ہے کہ تحیۃ المسجد ضروری نہیں بلکہ مباح و مستحب ہے۔

۲۸۴) حدثنا قتيبة : ثنا مروان بن معاوية الفزاري عن جعفر بن برقان عن ميمون بن مهران عن ابن عمر رضي الله عنهما قال : **حفظت من رسول الله ﷺ ثماني ركعات ، ركعتين قبل الظهر و ركعتين بعدها و ركعتين بعد**

المغرب و رکعتین بعد العشاء . قال ابن عمر : و حدثتني حفصة رضي الله عنها بركعتي الغداة و لم أكن أراهما من النبي ﷺ .

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آٹھ رکعات یاد رکھی ہیں: دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد، دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کے بعد۔

ابن عمر نے فرمایا: اور مجھے حفصہ رضی اللہ عنہا نے دو رکعتوں کے بارے میں بتایا، حالانکہ میں نے خود انھیں نبی ﷺ سے نہیں دیکھا تھا۔

تحقیق و تخریج: **سنده ضعيف**

اس روایت کی سند اس وجہ سے ضعیف ہے کہ اس کے راوی مروان بن معاویہ الفزاری مدلس تھے۔ (طبقات المدلسین ۳/۱۰۵)

اور یہ سند عن سے ہے۔

اس روایت کا پہلا حصہ (دو رکعتیں عشاء کے بعد تک) سابقہ حدیث (۲۸۲) کی وجہ سے صحیح ہے اور دوسرا حصہ ''حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے دو رکعتوں کے بارے میں بتایا'' بھی سابق حدیث (۲۸۳) کی رُو سے صحیح ہے۔

آخری حصہ ''میں نے انھیں نبی ﷺ سے نہیں دیکھا تھا'' محلِ نظر ہے اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں آیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ یہ دو رکعتیں ایسے وقت میں پڑھتے تھے جب میں آپ کے پاس نہیں جاتا تھا۔ (دیکھئے ح ۱۱۷۳)

۲۸۵) حدثنا أبو سلمة يحيى بن خلف : أنا بشر بن المفضل عن خالد الحذاء عن عبد الله بن شقيق قال : سألت عائشة رضي الله عنها عن صلاة رسول الله ﷺ ؟ قالت : **كان يصلي قبل الظهر ركعتين و بعدها ركعتين و بعد المغرب ثنتين و بعد العشاء ركعتين و قبل الفجر ثنتين .**

عبداللہ بن شقیق (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی

نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ ظہر سے پہلے دو رکعتیں، ظہر کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں، عشاء کے بعد دو رکعتیں اور (نمازِ) فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

تحقیق وتخریج: سنده صحيح

دیکھئے حدیث سابق: ۲۷۹

۲۸۶) حدثنا محمد بن المثنى : أنا محمد بن جعفر : أنا شعبة عن أبي إسحاق قال : سمعت عاصم بن ضمرة يقول : سألنا عليًّا عن صلاة رسول الله ﷺ من النهار فقال : إنكم لا تطيقون ذلك . قال قلنا(۱) : من أطاق منا ذلك صلى، فقال : **كان إذا كانت الشمس من ههنا كهيئتها من ههنا عند العصر(۲) صلى ركعتين و يصلي قبل الظهر أربعًا و بعدها ركعتين و قبل العصر أربعًا يفصل بين كل ركعتين بالتسليم على الملائكة المقربين والنبيين و من تبعهم من المؤمنين والمسلمين .**

عاصم بن ضمرہ (رحمہ اللہ، تابعی) سے روایت ہے کہ میں نے علی (ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ) سے رسول اللہ ﷺ کی دن کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ ہم نے کہا: جو شخص اس کی طاقت رکھے گا وہ پڑھ لے گا۔ تو انھوں نے فرمایا: جس وقت مشرق میں سورج اس طرح ہوتا جس طرح کہ عصر کے وقت مغرب کی طرف ہوتا ہے تو آپ دو رکعتیں پڑھتے تھے اور چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں اس کے بعد پڑھتے اور چار رکعات عصر سے پہلے بھی پڑھتے تھے، ہر دو رکعتوں میں مقرب فرشتوں، انبیاء اور مومنین و مسلمین میں سے متبعینِ انبیاء پر سلام سے جدائی ڈالتے تھے۔

(۱) و في ب " فقلنا " .

(۲) من جمع الوسائل (۲/۱۰۳) و جاء في هامش الأصل و ب هاهنا : "الظهر" بدل العصر والله أعلم.

تحقیق وتخریج: سندہ حسن (سنن ترمذی:۵۹۹ وقال: حدیث حسن)
سنن نسائی (۲/ ۱۱۹۔۱۲۰ ح ۸۷۵)

شرح و فوائد:

۱: اس حدیث میں پہلی دو رکعتوں سے مراد اشراق یا چاشت کی نماز ہے۔

۲: تسلیم سے مراد تشہد مع الفصل یعنی دونوں طرف سلام پھیر دینا مراد ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ مذکورہ نوافل دو دو رکعت کر کے پڑھنے چاہئیں، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رات اور دن کی (نفل) نماز دو دو رکعت ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/ ۴۸۷ وسندہ صحیح)
نیز دیکھئے موطأ امام مالک بتحقیقی (روایۃ ابن القاسم ص ۲۹۳ ح ۲۰۰)

۳: عاصم بن ضمرہ جمہور محدثین کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث تھے۔ رحمہ اللہ

[٤١: باب صلاة النبي ﷺ الضحى](١)

نبی ﷺ کے نمازِ چاشت پڑھنے کا بیان

٢٨٧) حدثنا محمود بن غيلان : أنا أبو داود الطيالسي : [أخبرنا شعبة](١) عن يزيد الرشك قال : سمعت معاذة، قالت قلت لعائشة رضي الله عنها : أكان النبي ﷺ يصلي الضحى ؟ قالت : نعم ! أربع ركعاتٍ و يزيد ما شاء الله [عزو جل](١)

معاذہ (بنت عبداللہ العدویہ رحمہا اللہ، تابعیہ) سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: کیا نبی ﷺ نمازِ چاشت پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا: جی ہاں! چار رکعتیں یا جو اللہ چاہتا زیادہ پڑھتے تھے۔

تحقیق وتخریج: سنده صحيح

صحیح مسلم (٧١٩) مسند ابی داود الطیالسی (١٥٧١، نسخہ محققہ: ١٦٧٦)

٢٨٨) حدثنا محمد بن المثنى : أنا حكيم بن معاوية الزيادي : ثنا زياد بن عبيد الله بن الربيع الزيادي عن حميد الطويل عن أنس بن مالك رضي الله عنه : **أن النبي ﷺ كان يصلي الضحى ست ركعات .**

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ چاشت کی نماز چھ رکعتیں پڑھتے تھے۔

تحقیق وتخریج: سنده ضعيف

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

١: حکیم بن معاویہ الزیادی مستور یعنی مجہول الحال راوی ہے۔

٢: عبیداللہ بن الربیع الزیادی مستور یعنی مجہول الحال ہے۔

....

(١) من ب ۔ ۹

٢٨٩) حدثنا محمد بن المثنى : أنا محمد بن جعفر : أنا شعبة عن عمرو بن مرة عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، قال: ما أخبرني أحد أنه رأى النبي ﷺ يصلي الضحى إلا أم هانئ رضي الله عنها فإنها حدثت **أن رسول الله ﷺ دخل بيتها يوم فتح مكة فاغتسل فسبح ثماني ركعات**. ما رأيته ﷺ صلى صلاةً قط أخف منها غير أنه كان يتم الركوع والسجود .

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ (رحمہ اللہ، ثقہ تابعی) سے روایت ہے کہ مجھے ام ہانی رضی اللہ عنہا کے سوا کسی نے بھی نہیں بتایا کہ اس نے نبی ﷺ کو نمازِ چاشت پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، انھوں (ام ہانی رضی اللہ عنہا) نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ان کے گھر میں فتح مکہ والے دن داخل ہوئے تو غسل فرمایا، پھر آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ میں نے اتنی مختصر نماز پڑھتے ہوئے آپ کو اس کے علاوہ کبھی نہیں دیکھا، سوائے یہ کہ آپ رکوع اور سجود پوری طرح ادا فرما رہے تھے۔

تحقیق وتخریج: سنده صحيح (سنن ترمذی: ٤٧٤ وقال: حسن صحیح)
صحیح مسلم (٣٣٦) عن محمد بن المثنیٰ
صحیح بخاری (١١٧٦) من حدیث شعبہ بہ.

شرح وفوائد:

١: نمازِ چاشت مستحب ومباح ہے اور اس کا پڑھنا باعثِ اجر وثواب ہے۔

٢: نمازِ چاشت کی تعدادِ رکعات دو سے لے کر آٹھ تک ہے۔

٢٩٠) حدثنا ابن أبي عمر : ثنا وكيع : ثنا كهمس بن الحسن [١] عن عبد الله ابن شقيق قال قلت لعائشة رضي الله عنها : أكان النبي ﷺ يصلي الضحى ؟ قالت : **لا ، إلا أن يجيء من مغيبه** .

عبداللہ بن شقیق (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا نبی ﷺ

---

(١) من ب و جاء في الأصل: "الحسين" !

نمازِ چاشت پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا: نہیں، اِلا یہ کہ جب آپ سفر سے واپس آتے تو پڑھتے تھے۔

تحقیق و تخریج: **سندہ صحیح**

صحیح مسلم (۷۱۷)

شرح و فوائد:

۱: نمازِ چاشت کی فضیلت واہمیت کے لئے دیکھئے حدیث: ۲۹۴

۲: صحابۂ کرام کی طرح تابعین عظام میں بھی علم حاصل کرنے کا بہت بڑا جذبہ تھا۔

اللہ ان سب سے راضی ہو اور ان پر رحمتوں کی بارش نازل فرمائے۔ آمین

۲۹۱) حدثنا زياد بن أيوب : أنا محمد بن ربيعة عن فضيل بن مرزوق عن عطية عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال : **كان النبي ﷺ يصلي الضحى حتى نقول لا يدعها و يدعها حتى نقول لا يصليها .**

ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نمازِ چاشت پڑھتے حتیٰ کہ ہم کہتے: آپ (اب) اسے (کبھی) نہیں چھوڑیں گے اور ترک کر دیتے حتیٰ کہ ہم کہتے کہ آپ اب اسے کبھی نہیں پڑھیں گے۔

تحقیق و تخریج: **سندہ ضعیف** (سنن ترمذی: ۴۷۷ وقال: حسن غریب)

مسند احمد (۲۱/۳)

اس روایت کی سند کئی وجہ سے ضعیف ہے:

۱: عطیہ بن سعد العوفی ضعیف مدلس ہے۔ (دیکھئے طبقات المدلسین ۱۲۲/۴)

۲: ابوسعید الخدری سے مراد مشہور جلیل القدر صحابی سیدنا ابوسعید سعد بن مالک بن منذر الخدری رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ ابوسعید محمد بن السائب الکلبی (کذاب راوی) تھا۔ وغیر ذلک

امام ترمذی کا اس روایت کو حسن قرار دینا مرجوح اور محلِ نظر ہے۔

۲۹۲_۲۹۳) حدثنا أحمد بن منيع : أنا هشيم : أنا عبيدة عن إبراهيم عن

سهـم بن منجاب عن قرثع الضبي أو عن قزعة عن قرثع عن أبي أيوب الأنصاري: أن النبي ﷺ كان يدمن أربع ركعات عند الزوال فقلت : يا رسول الله! إنك تدمن هذه الأربع ركعات عند زوال الشمس؟ فقال : ((**إن أبواب السماء تفتح عند زوال الشمس فلا ترتج حتى تصلي الظهر فأحب أن يصعد لي في تلك الساعة خير .**)) قلت : أفي كلهن قراءة ؟ قال : ((**نعم**)) قلت : هل فيهن تسليم فاصل؟ قال : ((**لا** .))

حدثنا أحمد بن منيع : أنا أبو معاوية : أنا عبيدة عن إبراهيم عن سهم بن منجاب عن قزعة عن القرثع عن أبي أيوب رضي الله عنه عن النبي ﷺ نحوه .

ابوایوب الانصاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ زوال کے وقت چار رکعتیں ہمیشہ پڑھتے تھے، تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ زوالِ آفتاب کے وقت ہمیشہ یہ چار رکعتیں پڑھتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: زوالِ آفتاب کے وقت آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور نمازِ ظہر پڑھے جانے تک بند نہیں ہوتے، لہٰذا میں پسند کرتا ہوں کہ اس وقت میرا بہترین عمل اوپر جائے۔ میں نے پوچھا: کیا ان سب رکعتوں میں قراءت ہے؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں! میں نے پوچھا: کیا ان میں یہ فصل والا سلام ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔

تحقیق وتخریج: **سنده ضعيف**

سنن ابی داود (۱۲۷۰) وقال: "**عبيدة ضعيف**"

سنن ابن ماجہ (۱۱۵۷) مسند عبد بن حمید (۲۲۶)

اس کے راوی عُبیدہ بن معتب کے بارے حافظ ابن حجر العسقلانی نے فرمایا: ضعیف اور آخری عمر میں مختلط (یعنی مخبوط الحواس) ہو گیا تھا... (تقریب التہذیب: ۴۴۱۶، بحوالہ انوار الصحیفہ ص ۵۳)

یہ روایت اپنے تمام شواہد کے ساتھ ضعیف ہی ہے، نیز حدیث سابق (۲۸۶) بھی اس کے خلاف ہے۔

۲۹٤) حدثنا محمد بن المثنى : أنا أبو داود : أنا محمد بن مسلم بن أبي

الوضاح عن عبد الكريم الجزري عن مجاهد عن عبد الله بن السائب رضي الله عنهما : أن رسول الله ﷺ كان يصلي أربعًا بعد أن تزول الشمس قبل الظهر وقال : ((**إنها ساعة تفتح فيها أبواب السماء فأحب أن يصعد لي فيها عمل صالح** .))

عبداللہ بن السائب (المخزومی) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ زوالِ آفتاب کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور فرماتے: اس وقت آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، لہٰذا میں پسند کرتا ہوں کہ اس وقت میرا اچھا عمل بلند ہو۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی: ۴۷۸ وقال: "حسن غریب" وعنہ البغوی فی شرح السنۃ ۳/ ۴۶۵ ح ۸۹۰) السنن الکبریٰ للنسائی (۳۳۱)

۲۹۵) حدثنا أبو سلمة يحيى بن خلف : أنا عمر [1] بن علي المقدمي عن مسعر ابن كدام عن أبي إسحاق عن عاصم بن ضمرة عن علي رضي الله عنه : أنه كان يصلي قبل الظهر أربعًا و ذكر **أن النبي ﷺ كان يصليها عند الزوال و يمد فيها.**

عاصم بن ضمرہ (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور بیان کرتے کہ نبی ﷺ یہ چار رکعتیں پڑھتے تھے اور ان میں لمبی قراءت کرتے تھے۔

تحقیق و تخریج: حسن (سنن ترمذی: ۴۲۴ باَ صلہ مختصراً وقال: حدیث حسن) سنن ابن ماجہ (۱۱۶۱) السنن الکبریٰ للنسائی (۲/ ۱۱۹ ح ۸۷۵) صحیح ابن خزیمہ (۱۲۱۱)

فائدہ: اسے امام شعبہ نے بھی ابو اسحاق السبیعی سے بیان کیا ہے۔

دیکھئے سنن ترمذی (۵۹۸، ۵۹۹)

اور شعبہ کی ابو اسحاق سے روایت سماع پر محمول ہوتی ہے۔

....

(۱) من ب و جاء في الأصل: " عمرو بن علي المقدمي " !

٤٢: باب صلاة التطوع في البيت

رسول اللہ ﷺ کا گھر میں نفل نماز پڑھنے کا بیان

٢٩٦) حدثنا عباس العنبري : ثنا عبد الرحمن بن مهدي عن معاوية بن صالح عن العلاء بن الحارث عن حرام بن معاوية عن عمه عبد الله بن سعد رضي الله عنه قال : سألت رسول الله ﷺ عن الصلاة في بيتي و عن الصلاة في المسجد قال : ((**قد ترى أقرب بيتي من المسجد فلأن أصلي في بيتي أحب إلي من أن أصلي في المسجد إلا أن تكون صلاة مكتوبة** .))

عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے گھر اور مسجد میں نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: تم دیکھتے ہو کہ میرا گھر سب سے زیادہ مسجد کے قریب ہے، پس مجھے اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ پسند ہے، سوائے فرض نماز کے۔

تحقیق وتخریج: حسن

سنن ابن ماجہ (١٣٧٨)

فائدہ: علاء بن الحارث سے معاویہ بن صالح کا سماع قبل از اختلاط ہے۔ واللہ اعلم

شرح وفوائد:

١: اگر شرعی عذر نہ ہو تو فرض نماز مسجد میں ضروری ہے اور نوافل وسنن اگرچہ مسجد میں پڑھنا جائز ہے، لیکن گھر میں نوافل وسنن پڑھنا بہتر ہے اور اس طریقے سے تمام روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

٢: صحابہ کرام خیر کے کاموں میں ہمیشہ سبقت اور مقدم رہنے کی کوشش کرتے تھے۔

٤٣: باب ما جاء في صوم رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے روزوں کا بیان

٢٩٧) حدثنا قتيبة بن سعيد : أنا حماد بن زيد عن أيوب عن عبد الله بن شقيق، قال : سألت عائشة رضي الله عنها عن صيام النبي ﷺ قالت :
كان يصوم حتى نقول قد صام و يفطر حتى نقول قد أفطر . قالت : و ما صام رسول الله ﷺ شهرًا كاملاً منذ قدم المدينة إلا رمضان .

عبداللہ بن شقیق (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کے روزوں کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ روزے رکھتے رہتے تھے حتیٰ کہ ہم کہہ دیتے: آپ یہ مہینہ روزے ہی رکھیں گے، اور آپ روزے نہیں بھی رکھتے تھے حتیٰ کہ ہم کہنے لگتے: آپ نے بہت افطار کرلیا ہے (یعنی اس مہینے میں روزہ نہیں رکھیں گے۔)
آپ جب سے مدینہ (طیبہ) تشریف لائے تو رمضان کے سوا کسی مہینے کے مکمل روزے نہیں رکھے۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح (سنن ترمذی: ٧٦٧ وقال: حدیث حسن)
صحیح مسلم (١١٦٢)

شرح و فوائد:

١: اس حدیث میں مذکورہ روزوں سے مراد رمضان کے علاوہ نفلی روزے ہیں۔

٢: رسول اللہ ﷺ خیر کے کاموں میں ہمیشہ سب سے آگے اور سب سے بڑھ کر تھے اور آپ کے کسی کام تک کوئی امتی کبھی نہیں پہنچ سکتا، کجا یہ کہ آپ سے بڑھ جائے؟!

٣: نفلی روزے مسلسل نہیں رکھنے چاہئے۔

٢٩٨) حدثنا علي بن حجر : أنا إسماعيل بن جعفر عن حميد عن أنس رضي الله عنه أنه سئل عن صوم النبي ﷺ فقال : **كان يصوم من الشهر حتى نرى**

أن(۱) لا يريد أن يفطر منه ، و يفطر حتى نرى أنه لا يريد أن يصوم منه شيئاً و كنت لا تشاء أن تراه من الليل مصلياً إلا رأيته مصلياً و لا نائماً إلا رأيته نائماً .

انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: آپ کسی مہینے میں روزے رکھنا شروع کر دیتے حتیٰ کہ ہم یہ سمجھتے آپ پورا مہینہ روزے رکھیں گے اور افطار کرنا شروع کر دیتے حتیٰ کہ ہم سمجھتے آپ اس مہینے میں کوئی روزہ نہیں رکھیں گے۔ اگر تم (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو) رات کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہتے تو دیکھ لیتے اور اگر رات کو سویا ہوا دیکھنا چاہتے تو دیکھ سکتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی: ۷۶۹ وقال: حسن صحیح)
صحیح بخاری (۱۹۷۲)

شرح و فوائد:

۱: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ میں کچھ دنوں کے نفلی روزے رکھتے اور کچھ دنوں کے نہیں بھی رکھتے تھے، نیز رات کو سوتے بھی تھے اور قیام بھی کرتے تھے۔

۲: نوافل کی ادائیگی میں بہت زیادہ ثواب ہے، لہٰذا حتی الوسع ان کا اہتمام کرنا چاہیے۔

۲۹۹) حدثنا محمود بن غيلان : أنا أبو داود : ثنا شعبة عن أبي بشر قال : سمعت سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما ، قال :

كان النبي ﷺ يصوم حتى نقول ما يريد أن يفطر منه و يفطر حتى نقول ما يريد أن يصوم و ما صام شهراً كاملاً منذ قدم المدينة إلا رمضان .

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے، حتیٰ کہ ہم کہتے: آپ (اس مہینے میں) افطار کرنا نہیں چاہتے اور افطار کرتے تھے، حتیٰ کہ ہم کہتے: آپ (اس مہینے میں)

....

(۱) و لعله "أنه" في الأصل و أما ب فواضح "ان"

روزے رکھنا نہیں چاہتے، آپ جب سے مدینہ تشریف لائے رمضان کے علاوہ کبھی پورا مہینہ روزے نہیں رکھے۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح

صحیح مسلم (۱۱۵۷) من حدیث شعبہ.

صحیح بخاری (۱۹۷۱) من حدیث ابی بشر بہ.

مسند ابی داود الطیالسی (۲۶۲۶، نسخہ محققہ: ۲۷۴۸)

۳۰۰) حدثنا محمد بن بشار : أنا عبد الرحمن بن مهدي عن سفيان عن منصور عن سالم بن أبي الجعد عن أبي سلمة عن أم سلمة رضي الله عنها قالت: **ما رأيت النبي ﷺ يصوم شهرين متتابعين إلا شعبان و رمضان .**

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شعبان اور رمضان کے علاوہ کبھی دو مہینوں کے مسلسل روزے نہیں رکھے۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۷۳۶ وقال: ''حدیث حسن'')

سنن نسائی (۴/۱۵۰ ح ۲۱۷۷)

اس حدیث کی سند اگرچہ سفیان ثوری کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن سنن نسائی (۲۱۲۸) وغیرہ میں اس کے صحیح شواہد ہیں، جن کے ساتھ یہ بھی صحیح ہے۔

۳۰۱) حدثنا هناد : ثنا عبدة عن محمد بن عمرو : أنا أبو سلمة عن عائشة رضي الله عنها ، قالت : **لم أرَ رسول الله ﷺ يصوم في شهرٍ أكثر من صيامه في شعبان ، كان يصوم شعبان إلا قليلاً بل كان يصومه كله .**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے شعبان کے سوا کسی مہینے میں رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ (نفلی) روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، آپ شعبان میں تھوڑے سے روزے چھوڑتے، بلکہ شعبان کا پورا مہینہ روزے رکھتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سندہ حسن (سنن ترمذی: ۷۳۷)

نیز اسے بخاری (۱۹۶۹) اور مسلم (۱۱۵۶) نے دوسری سند کے ساتھ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے۔

شرح و فوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں سے شعبان میں کثرت سے نفلی روزے رکھتے تھے، گویا سارا شعبان روزوں میں ہی گزرتا تھا۔ باقی رہا رمضان تو اس پورے مہینے کے روزے قرآن، حدیث اور اجماع سے فرض ہیں۔

۲: خاص دلیل عام دلیل پر مقدم ہوتی ہے۔

۳: نفلی روزے کثرت سے رکھنا بڑے ثواب کا کام ہے۔

۳۰۲) حدثنا القاسم بن دينار الكوفي : أنا عبيد الله بن موسى و طلق بن غنام عن شيبان عن عاصم عن زر عن عبد الله رضي الله عنه، قال : **كان النبي ﷺ يصوم من غرة كل شهرٍ ثلاثة أيامٍ و قلّ ما كان يفطر يوم الجمعة .**

عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہر مہینے کے شروع میں تین روزے رکھتے تھے اور بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ جمعہ کے دن آپ حالتِ افطار میں ہوں۔

تحقیق و تخریج: سندہ حسن (سنن ترمذی: ۷۴۲ وقال: حسن غریب)

سنن ابی داود (۲۴۵۰)

صحیح ابن خزیمہ (۲۱۲۹) صحیح ابن حبان (الاحسان: ۳۶۳۷)

تنبیہ: حدیث نمبر ۳۰۳ کے لئے دیکھئے قبل ح ۳۰۸

شرح و فوائد:

۱: جمعرات اور جمعہ ان دونوں کے روزے رکھنا مسنون ہے۔ واضح رہے کہ سوموار اور جمعرات کے علاوہ کوئی ایک دن خاص کر کے روزہ رکھنا ثابت نہیں ہے۔

۲: حدیث مذکور میں غرہ سے مراد مہینے کے شروع والا اور ابتدائی حصہ ہے۔

دیکھئے جمع الوسائل (۱۲۲/۲)

٣٠٤) حدثنا أبو حفص عمرو[١] بن علي : أنا عبد الله بن داود عن ثور بن يزيد عن خالد بن معدان عن ربيعة الجُرَشي عن عائشة رضي الله عنها ، قالت :

كان النبي ﷺ يتحرى صوم الاثنين و الخميس .

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ خاص طور پر رکھتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح (سنن ترمذی:۷۴۵ وقال: حسن غریب)
سنن نسائی (۲۳۶۳)

تنبیہ: حدیث نمبر ۳۰۵ کے لئے دیکھئے بعد ح ۳۰۷

٣٠٦) حدثنا محمد بن يحيى : أنا أبو عاصم عن محمد بن رفاعة عن سهيل ابن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله عنه : أن النبي ﷺ قال :

((تعرض الأعمال يوم الاثنين و الخميس فأحب أن يعرض عملي و أنا صائم .))

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: سوموار اور جمعرات کے دن (بارگاہ الٰہی میں) اعمال پیش کئے جاتے ہیں، لہٰذا میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال روزے کی حالت میں پیش ہوں۔

تحقیق و تخریج: سنده حسن (سنن ترمذی:۷۴۷ وقال: حسن غریب)
واصلہ عند مسلم فی صحیحہ (۲۵۶۵)

شرح و فوائد:

۱: سوموار (پیر) اور جمعرات کا روزہ بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔

۲: اعمال کسی مخلوق پر نہیں بلکہ صرف رب العالمین کے حضور یعنی بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے۔

....

(١) من ب وجاء في الأصل " أبو حفص عمر بن علي " !

۳: رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں امتیوں کے اعمال پیش کئے جانا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" تعرض عليّ أعمالكم فما رأيت من خير حمدت الله عليه و ما رأيت من شر استغفرت الله لكم ." مجھ پر تمھارے اعمال پیش ہوتے ہیں، پس میں جو دیکھتا ہوں کہ بہتر ہیں تو اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں اور جو دیکھتا ہوں کہ بُرے ہیں تو تمھارے لئے استغفار کرتا ہوں۔ (مسند البزار / البحر الزخار ۵/ ۳۰۸۔۳۰۹ ح ۱۹۲۵)

اس روایت کی سند سفیان ثوری مدلس کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس کے باطل شواہد بھی ہیں۔ نیز دیکھئے السلسلۃ الضعیفۃ للالبانی (۲/ ۴۰۶ ح ۹۷۵)

۳۰۷) حدثنا محمود بن غيلان : أنا أبو أحمد و معاوية بن هشام ، قالا: أنا سفيان عن منصور عن خيثمة عن عائشة رضي الله عنها ، قال :

كان النبي ﷺ يصوم من الشهر السبت و الأحد و الاثنين و من الشهر الآخر الثلاثاء و الأربعاء و الخميس .

قال أبو عيسى : يزيد الرشك هو يزيد الضبعي و البصري و هو ثقة، روى عنه شعبة و عبد الوارث بن سعيد و حماد بن زيد و إسماعيل بن إبراهيم و غير واحد من الأئمة، وهو يزيد القاسم ، ويقال له : القسام . و الرشك بلغة أهل البصرة هو القسّام .

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (ایک) مہینے میں ہفتہ، اتوار اور سوموار کے روزے رکھتے تھے اور دوسرے مہینے میں منگل، بدھ اور جمعرات کے روزے رکھتے تھے۔

تحقیق وتخریج: سندہ ضعیف (سنن ترمذی: ۷۴۶ وقال: حسن)

اس روایت کی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے، کیونکہ خیثمہ بن عبدالرحمن رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے (کچھ) نہیں سنا۔

دیکھئے نیل المقصود (۲۱۲۸) وانوار الصحیفہ (ص ۲۰۹)

تنبیہ: روایتِ مذکورہ کے بعد اصل مخطوطے میں درج ذیل اضافہ ہے:

ابوعیسی (ترمذی) نے کہا: یزید الرشک یزید الضبعی البصری ہیں، وہ ثقہ ہیں، ان سے شعبہ، عبدالوارث بن سعید، حماد بن زید، اسماعیل بن ابراہیم اور کئی اماموں نے روایت بیان کی، وہ یزید القاسم ہیں اور انھیں یزید القسام بھی کہا جاتا ہے۔ اہلِ بصرہ کی زبان میں قسام (بہت اچھے طریقے سے تقسیم کرنے والے) کو رشک کہتے ہیں۔

(یہ اضافہ حدیث نمبر ۳۰۳ کے آخر میں ہونا چاہیے۔ واللہ اعلم)

۳۰۵) حدثنا أبو مصعب المديني عن مالك بن أنس عن أبي النضر عن أبي سلمة بن عبد الرحمن عن عائشة رضي الله عنها ، قالت : **ما كان رسول الله ﷺ يصوم في شهرٍ أكثر من صيامه في شعبان .**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کے علاوہ کسی مہینے میں (اتنی) کثرت سے روزے نہیں رکھتے تھے۔

تحقیق وتخریج: سنده صحيح

صحیح بخاری (۱۹۶۹) صحیح مسلم (۱۱۵۶)

موطأ امام مالک (روایۃ یحییٰ ۱/ ۳۰۹ ح ۶۹۵، روایۃ ابن القاسم: ۴۲۴)

شرح وفوائد:

۱: رمضان کے علاوہ بھی دوسرے مہینوں بالخصوص شعبان میں کثرت سے روزے رکھنا مسنون اور بہت ثواب کا کام ہے۔

باب کے مناسبت سے بطورِ فائدہ چند اُمور درج ذیل ہیں:

۲: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس آدمی کے رمضان کے روزے رہ گئے ہوں اور دوسرا رمضان آ جائے تو وہ (رمضان کے بعد) ہر روزے کی قضا بھی ادا کرے گا اور ہر روزے کے بدلے میں مسکین کو کھانا بھی کھلائے گا۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ۴/ ۲۵۳ وسندہ قوی، روایۃ شعبہ عن المدلسین محمولۃ علی السماع)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو (رمضان) حاضر ہے اس کے روزے رکھے اور (بعد میں) دوسرے (قضا) کے روزے رکھے اور ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

(سنن الدارقطنی ۲/۱۹۷ ح ۲۳۲۱ وسندہ حسن وقال الدارقطنی: ''إسناد صحیح''، السنن الکبریٰ للبیہقی ۴/۲۵۳)

۳: قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ نے فرمایا: جس آدمی پر رمضان کے روزوں کی قضا باقی ہو اور وہ روزے رکھنے پر قوت کے باوجود اگلے رمضان تک روزے نہ رکھے حتیٰ کہ رمضان آجائے تو اسے ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہوگا اور اس کے ساتھ قضا بھی رکھنا ہوگی۔ (الموطأ ۱/۳۰۸ ح ۶۹۱ ملخصاً وسندہ صحیح)

۴: اگر بعض نوافل اور ثواب کے کاموں میں ہمیشگی نہ ہو سکے تو یہ قابلِ مواخذہ نہیں ہے، لیکن افضل یہی ہے کہ مستقل مزاجی کے ساتھ ان اُمور کو سرانجام دیا جائے۔

۳۰۲) حدثنا محمود بن غيلان : أنا أبو داود : ثنا شعبة عن يزيد الرشك ، قال: سمعت معاذة قالت : قلت لعائشة رضي الله عنها : أكان النبي ﷺ يصوم ثلاثة أيام من كل شهرٍ ؟ قالت : نعم . قلت : من أيّه كان يصوم؟ قالت : **كان لا يبالي من أيه صام** .

معاذہ (العدویہ رحمہا اللہ) سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: کیا نبی ﷺ ہر مہینے میں تین روزے رکھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں! میں نے کہا: مہینے کے کس حصے میں یہ روزے رکھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ پروانہیں کرتے تھے کہ مہینے کے کسی خاص حصے میں روزے رکھیں (جب چاہتے روزے رکھ لیتے تھے۔)

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی: ۷۶۳ وقال: حسن صحیح)

صحیح مسلم (۱۱۶۰)

مسند ابی داود الطیالسی (۱۵۷۲)

نیز دیکھئے حدیث نمبر ۳۰۷

شرح و فوائد:

۱: اس حدیث اور حدیث نمبر۲ میں یہ تطبیق ہے کہ آپ ﷺ بعض اوقات ہر مہینے کے شروع میں تین روزے رکھتے تھے اور بعض اوقات مہینے کے کسی دوسرے حصے میں یہ تین روزے رکھ لیتے تھے، یعنی یہ احادیث مختلف اوقات پر محمول ہیں۔

۲: احادیث کے فہم کے لئے محدثین کرام کی تشریحات اور متعلقہ تمام صحیح احادیث کو حتی الوسع مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

۳۰۸) حدثنا هارون بن إسحاق الهمداني : أنا عبدة بن سليمان عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها، قالت : كان عاشوراء يومًا تصومه قريش في الجاهلية، و **كان رسول الله ﷺ يصومه** . فلما قدم المدينة صامه وأمر بصيامه ، فلما افترض رمضان كان رمضان هو الفريضة و ترك عاشوراء ، فمن شاء صامه و من شاء تركه .

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عاشوراء ایسا دن تھا جس کا روزہ قریش جاہلیت میں (بھی) رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ (بھی) اس دن کا روزہ رکھتے تھے، پھر جب آپ مدینہ تشریف لائے تو خود بھی یہ روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی دیا۔ جب رمضان فرض ہوا تو اسے ہی فرض قرار دیا گیا اور عاشوراء (کی فرضیت) ساقط ہوگئی، لہٰذا جو چاہے یہ روزہ رکھے اور جو چاہے اسے چھوڑ دے۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی:۷۵۳ وقال: وھو حدیث صحیح)
صحیح بخاری (۲۰۰۲) وصحیح مسلم (۱۱۲۵)

شرح و فوائد:

۱: عاشوراء یعنی دس محرم کا روزہ مستحب اور باعثِ اجر وثواب ہے۔

۲: چونکہ یہودی بھی یہ روزہ رکھتے ہیں اور اسلام میں یہود و کفار کی مخالفت مقصود ہے، لہٰذا اب نو اور دس محرم دونوں کا روزہ رکھنا مستحب و باعثِ اجر وثواب ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”صوموا التاسع والعاشر ولا تشبهوا باليهود“ نو اور دس (محرم) کا روزہ رکھو اور یہودیوں کی مشابہت نہ کرو۔

(السنن المأثورہ للشافعی ص ۳۱۷ ح ۳۳۷ وسندہ صحیح، ولہ شاهد فی السنن الکبریٰ للبیہقی ۴/ ۲۸۷)

یاد رہے کہ اس سلسلے میں مشہور حدیث کے راوی بھی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

۳۰۹) حدثنا محمد بن بشار : أنا عبد الرحمن بن مهدي : أنا سفيان عن منصور عن إبراهيم عن علقمة ، قال : سألت عائشة رضي الله عنها : أكان رسول الله ﷺ يخص شيئًا من الأيام ؟ قالت : **كان عمله ديمة ، وأيكم يطيق ما كان رسول الله ﷺ يطيق ؟**

علقمہ (بن قیس النخعی رحمہ اللہ، تابعی) سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ (عبادات میں) کسی خاص دن (یا دنوں) کی تخصیص کرتے تھے؟

انھوں نے فرمایا: آپ (ﷺ) کا عمل مسلسل ہوتا تھا اور تم میں سے کون وہ طاقت رکھتا ہے جو طاقت رسول اللہ ﷺ رکھتے تھے؟

تحقیق و تخریج: صحیح

صحیح بخاری (۱۹۸۷) وصحیح مسلم (۷۸۳)

شرح و فوائد:

۱: بہتر یہی ہے کہ اعمال صالحہ مسلسل کیے جائیں۔

۲: رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ طاقت رکھتے تھے۔

۳: رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہمہ وقت مسلسل مصروف رہتے تھے۔

۳۱۰) حدثنا هارون بن إسحاق : أنا عبدة عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها، قالت : دخل عليَّ رسول الله ﷺ و عندي امرأة ، فقال : **((من هذه ؟))** قلت : فلانة لا تنام الليل ، فقال رسول الله ﷺ : **((عليكم من**

الأعمال ما تطيقون ، فوالله لا يمل الله حتى تملوا .)) و كان أحب ذلك إلى رسول الله ﷺ الذي يدوم عليه صاحبه .

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس ایک عورت موجود تھی ، آپ نے پوچھا: یہ کون ہے؟

میں نے کہا: فلانی ہے جو رات کو نہیں سوتی ، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اتنے اعمال کرو جن کی طاقت رکھتے ہو۔ اللہ کی قسم ! اللہ نہیں تھکتا ، بلکہ تم تھک جاؤ گے۔

رسول اللہ ﷺ کو اعمال میں سے وہی اعمال پسند تھے جن پر عمل کرنے والا ہمیشگی کرے۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح (سنن ترمذی: ۲۸۵۶ ب مختصراً وقال: صحیح)
صحیح بخاری (۶۴۶۲)

شرح و فوائد:

۱: جس بات کی شریعت میں اجازت ہو تو خوامخواہ اپنے آپ کو مشقت اور تکلف میں نہیں ڈالنا چاہیے۔

۲: ساری رات کے قیام کو معمول بنانا پسندیدہ نہیں ، اس لئے اس پر ہمیشگی نہیں ہو سکتی۔

۳: تمام امور میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیے۔

۳۱۱) أخبرنا أبو هشام محمد بن يزيد الرفاعي : أنا ابن فضيل عن الأعمش عن أبي صالح ، قال : سألت عائشة و أم سلمة رضي الله عنهما : أي العمل كان أحب إلى رسول الله ﷺ ؟ قالتا : **ما ديم عليه و إن قلّ .**

ابو صالح سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ محبوب تھا؟ ان دونوں نے فرمایا: جو ہمیشہ کیا جائے ، اگرچہ تھوڑا ہو۔

تحقیق و تخریج: صحيح (سنن ترمذی: ۲۸۵۶ وقال: حسن صحیح غریب)
مسند احمد (۶/ ۳۲، ۲۸۹)

اس روایت کی سند میں سلیمان الاعمش مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں، لیکن شواہد کے ساتھ یہ حدیث صحیح ہے۔ مثلاً دیکھئے حدیث سابق: ۳۱۰

۳۱۲) حدثنا محمد بن إسماعيل : أنا عبد الله بن صالح : حدثني معاوية بن صالح عن عمرو بن قيس أنه سمع عاصم بن حميد ، قال : سمعت عوف بن مالك رضي الله عنه ، قال : كنت مع رسول الله ﷺ ليلة فاستاك ثم توضأ ثم قام يصلي فقمت معه ، فبدأ فاستفتح البقرة فلا يمر بآية رحمةٍ إلا وقف فسأل، ولا يمر بآية عذابٍ إلا و قف فتعوذ، ثم ركع فمكث راكعًا بقدر قيامه و يقول في ركوعه : ((**سبحان ذى الجبروت و الملكوتِ والكبرياء والعظمة**)) ، ثم سجد بقدر ركوعه و يقول في سجوده : ((**سبحان ذى الجبروت والملكوت والكبرياء والعظمة**)) ، ثم قرأ آل عمران ثم سورة سورة يفعل مثل ذلك .

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، پس آپ نے مسواک کی، پھر وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو میں بھی آپ کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ آپ نے سورۃ البقرہ کی تلاوت شروع کی تو رحمت والی ہر آیت پر ٹھہر کر (رحمت کا) سوال کرتے اور عذاب والی ہر آیت پر ٹھہر کر اللہ کی پناہ مانگتے ، پھر رکوع کیا تو قیام کے برابر رکوع میں رہے اور رکوع میں یہ دعا پڑھتے رہے:

((**سبحان ذى الجبروت و الملكوتِ والكبرياء والعظمة**))

پاک ہے طاقت، حکومت، کبریائی اور عظمت والا۔

پھر آپ نے رکوع کے برابر سجدہ کیا تو سجدے میں یہ دعا پڑھتے رہے:

((**سبحان ذى الجبروت والملكوت والكبرياء والعظمة**))

پاک ہے طاقت، حکومت، کبریائی اور عظمت والا۔

پھر آپ نے سورۃ آل عمران کی تلاوت کی، پھر اسی طرح ایک ایک سورت پڑھتے رہے۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح

سنن ابی داود (۸۷۳)

شرح و فوائد:

۱: نوافل میں آیاتِ رحمت اور آیاتِ عذاب پر عربی زبان میں مناسب دعائیں مانگنا جائز ہے۔

۲: نوافل جتنے لمبے پڑھے جائیں، جائز ہے۔

٤٤: باب قراءة رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی قراءت کا بیان

۳۱۳) حدثنا قتيبة بن سعيد : أنا الليث عن [ابن] (١) أبي مليكة عن يعلى بن مملك: أنه سأل أم سلمة رضي الله عنها عن قراءة رسول الله ﷺ فإذا هي تنعت قراءة مفسرةً حرفًا حرفًا .

یعلی بن مملک (رحمہ اللہ، تابعی) سے روایت ہے کہ انھوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت کے بارے میں پوچھا تو وہ آپ (ﷺ) کی قراءت بیان کرنے لگیں، ایک ایک حرف کھول کھول کر (قراءت تھی)

تحقیق و تخریج: حسن (سنن ترمذی:۲۹۲۳ وقال: حسن صحیح غریب)

سنن ابی داود (۱۴۶۶)

صحیح ابن خزیمہ (۱۱۵۸)

فائدہ: یعلی بن مملک کو ترمذی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا، لہٰذا وہ صدوق حسن الحدیث تھے اور ان تک سند صحیح ہے۔

شرح و فوائد:

۱: قرآن کریم کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کر اور سکون و تدبر سے کرنی چاہیے۔

۲: نیز دیکھئے ح ۳۱۵

۳۱۴) حدثنا محمد بن بشار : أخبرنا وهب بن جرير بن حازم : أخبرني أبي عن قتادة ، قال قلت لأنس رضي الله عنه : كيف كانت قراءة رسول الله ﷺ؟ قال : مدًّا .

....

(١) من نسخة ماهر ياسين و ناسخ الأصل كتب عليها خطًا كأنه يشير إلى ذلك .

قتادہ (بن دعامہ رحمہ اللہ، تابعی) سے روایت ہے کہ میں نے انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کی قراءت کیسی تھی؟ انھوں نے فرمایا: آپ حروف و الفاظ کو لمبا کر کے پڑھتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح

صحیح بخاری (۵۰۴۵)

۳۱۵) حدثنا علي بن حجر: أنا يحيى بن سعيد الأموي عن ابن جريج عن ابن أبي مليكة عن أم سلمة رضي الله عنها، قالت: كان النبي ﷺ يقطع قراء ته يقول: ((**الحمد لله رب العالمين .**)) ثم يقف ثم يقول: ((**الرحمن الرحيم.**)) ثم يقف، ثم يقول: ((**ملكِ يوم الدين .**))

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ٹھہر ٹھہر کر ہر آیت پر وقف کرتے ہوئے قراءت کرتے تھے، آپ پڑھتے: **الحمد لله رب العالمين .**

پھر ٹھہر جاتے، پھر پڑھتے: الرحمٰن الرحیم، پھر ٹھہر جاتے، پھر پڑھتے: **ملك يوم الدين .**

تحقیق و تخریج: سندہ ضعیف والحدیث حسن (سنن ترمذی: ۲۹۲۷ وقال: غریب)

مسند احمد (۶/۳۰۲ ح ۲۷۱۱۸)

وصححہ ابن خزیمہ (۴۹۳، والحاکم علیٰ شرط الشیخین (۲/۲۳۲) ووافقہ الذہبی.

روایتِ مذکورہ کی سند میں امام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج المکی رحمہ اللہ مدلس ہیں اور سند عن سے ہے۔

مسند احمد میں بعض ازواج النبی ﷺ سے روایت ہے کہ اُن سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے خوش الحانی اور حروف کی صحیح ادائیگی کے ساتھ قراءت کی۔ ابن ابی ملیکہ (تابعی) نے فرمایا: **الحمد لله رب العالمين .**

پھر ٹھہر گئے۔ **الرحمن الرحيم** ۔ پھر ٹھہر گئے۔ **ملك يوم الدين**

(ج ۶ ص ۲۸۸ ح ۲۶۴۷۱ وسندہ صحیح)

اس حدیث کے ساتھ درج بالا حدیث بھی حسن ہے۔ واللہ اعلم

۳۱۶) حدثنا قتيبة : أنا الليث عن معاوية بن صالح عن عبد الله بن أبي قيس ، قال : سألت عائشة رضي الله عنها عن قراء ة النبي ﷺ أكان يسر بالقراء ة أم يجهرُ؟ قالت : **كل ذلك قد كان يفعل** . قد كان ربما أسر و ربما جهر . فقلت : الحمد لله الذي جعل في الأمر سعة .

عبداللہ بن ابی قیس (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کی قراءت کے بارے میں پوچھا، کیا آپ سری (پوشیدہ) قراءت کرتے تھے یا جہری کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ نے دونوں طریقوں سے قراءت کی ہے، بعض اوقات سری کرتے تھے اور بعض اوقات جہری کرتے تھے۔ تو میں نے کہا: حمد وثنا اس اللہ کے لئے ہے جس نے دین میں وسعت رکھی ہے۔

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی: ۴۴۹ وقال: صحیح غریب)

سنن ابی داود (۱۴۳۷)

وصححہ ابن خزیمۃ (۱۱۶۰) والحاکم علیٰ شرط مسلم (۱/۳۱۰) ووافقہ الذہبی.

واصلہ فی صحیح مسلم (۳۰۷)

شرح وفوائد:

۱: رات کی نماز (تہجد) میں سری اور جہری دونوں طرح سے قراءت جائز ہے۔

۲: دینِ اسلام آسان ہے۔

۳: خوشی اور نعمت کے موقع پر الحمدللہ پڑھنا چاہیے۔

۴: شاگرد کا استاذ سے سوال کرنا انکار نہیں ہوتا، اِلا یہ کہ کوئی صریح دلیل برائے تخصیص موجود ہو۔

۳۱۷) حدثنا محمود بن غيلان : أنا وكيع : أنا مسعر عن أبي العلاء العبدي عن يحيى بن جعدة عن أم هانئ رضي الله عنها ، قالت : كنت أسمع قراء ة

النبي ﷺ [بالليل][1] و أنا على عريشي .

ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رات کو نبی ﷺ کی قراءت سُنا کرتی تھی، جبکہ میں اپنے گھر کی چھت پر (یعنی دُور) ہوتی تھی۔

تحقیق و تخریج: حسن

سنن ابن ماجہ (۱۳۴۹)

شرح و فوائد:

۱: سیدہ اُم ہانی رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی چچازاد بہن اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن تھیں۔

۲: روایتِ مذکورہ میں قرآن مجید کی تلاوت سننے کا واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے یا فتح مکہ کے موقع پر ہے اور یہی ظاہر ہے۔ واللہ اعلم

۳: رسول اللہ ﷺ یہ قراءت مکہ میں بیت اللہ کے قریب کر رہے تھے اور ام ہانی رضی اللہ عنہا دور اپنے گھر میں اسے سن رہی تھیں، لہٰذا ثابت ہوا کہ تہجد میں جہری قراءت بھی جائز ہے۔

۳۱۸) حدثنا محمود بن غيلان : أنا أبو داود : أنا شعبة عن معاوية بن قرة ، قال : سمعت عبد الله بن مغفل رضي الله عنه يقول : رأيت النبي ﷺ على ناقته يوم الفتح وهو يقرأ: ﴿ **إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ** ﴾[الفتح : ١ ـ ٢] قال : فقرأ ورجّع، قال و قال معاوية بن قرة : لو لا أن يجتمع الناس علي لأخذت لكم في ذلك الصوت ، أو قال : اللحن .

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ کو اونٹنی پر سوار دیکھا اور آپ سورۃ الفتح کی پہلی دو آیتیں تلاوت فرما رہے تھے:

بے شک ہم نے آپ کو فتح مبین عطا فرمائی..... الخ

....

(۱) من نسخة ماهر ياسين .

آپ ترجیع والی قراءت کر رہے تھے۔

معاویہ بن قرہ (رحمہ اللہ، راویٔ حدیث اور تابعی) نے فرمایا: اگر مجھے اپنے گرد لوگوں کے اکٹھا ہو جانے کا ڈر نہ ہوتا تو میں تمھیں وہ لے سناتا۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح

صحیح بخاری (۴۲۸۱)

صحیح مسلم (۷۹۴)

شرح و فوائد:

۱: ترجیعِ قراءت کا مطلب ہے خوبصورت آواز، ترتیل اور تحسین کے ساتھ بار بار قراءت کرنا۔

۲: نبی کریم ﷺ انتہائی دلکش و خوبصورت انداز سے تجوید، ترتیل اور ترجیع کے ساتھ قراءت فرماتے تھے۔

۳: بعض اوقات لوگوں کے ڈر کی وجہ سے ایک جائز اور غیر اہم بات کو چھوڑا بھی جا سکتا ہے۔

۳۱۹) حدثنا قتيبة بن سعيد : ثنا نوح بن قيس الحداني عن حُسام بن مِصَك عن قتادة رضي الله عنه (۱) قال : ما بعث الله نبيًا إلا حسن الوجهِ حسن الصوتِ ، **و كان نبيكم ﷺ حَسَنَ الوجهِ حسن الصوت و كان لا يرجع .**

قتادہ رضی اللہ عنہ (بلکہ تابعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ اللہ نے جو نبی بھی بھیجا، وہ خوبصورت چہرے اور اچھی آواز والا ہوتا تھا اور تمھارے نبی ﷺ خوبصورت چہرے اور خوبصورت آواز والے تھے اور آپ ترجیع نہیں کرتے تھے۔

....

(۱) من التابعين و ليس صحابيًا . رحمه الله .

تحقیق وتخریج: سنده ضعيف

اس روایت کی سند حسام بن مصک کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

حافظ ابن حجر نے فرمایا: " ضعيف يكاد أن يترك " وہ ضعیف ہے اور قریب ہے کہ متروک ہو جاتا۔ (تقریب التہذیب: ۱۱۹۳)

۳۲۰) حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن : أنا يحيى بن حسان : أنا عبد الرحمن ابن أبي الزناد عن عمرو بن أبي عمرو عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : **كانت قراء ة النبي ﷺ ربما سمعها من في الحجرة وهو في البيت.**

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب گھر میں تلاوت کرتے تو بعض اوقات حجرے والا اسے سن لیتا تھا۔

تحقیق وتخریج: سنده حسن

سنن ابی داود (۱۳۲۷)

شرح و فوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ تہجد میں بعض اوقات جہری اور بعض دفعہ سری قراءت کرتے تھے۔

۲: آپ کی قراءت بعض اوقات درمیانی ہوتی، جسے قریب والے سن لیتے اور دُور والے نہ سنتے تھے۔

٤٥: باب بُكاء رسول الله ﷺ

(اللہ کے خوف سے) رسول اللہ ﷺ کے رونے کا بیان

۳۲۱) حدثنا سويد بن نصر : أنا عبد الله بن المبارك عن حماد بن سلمة عن ثابت عن مطرف وهو ابن عبد الله بن الشخير عن أبيه رضي الله عنه ، قال : **أتيت النبي ﷺ وهو يصلي و لجوفه أزيز كأزيز المرجل من البُكاء .**

عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے، رونے کی وجہ سے آپ کے سینۂ مبارک سے ایسی آواز آتی تھی جیسے ہنڈیا اُبل رہی ہو۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح

سنن ابی داود (۹۰۴)

شرح و فوائد:

۱: صحیح العقیدہ مسلمان کا اللہ کے خوف سے رونا بہت بڑے ایمان کی علامت ہے۔

۲: حالتِ نماز میں رونا جائز ہے۔

۳: عبادت انتہائی خشوع وخضوع سے کرنی چاہیے۔

۳۲۲) حدثنا محمود بن غيلان عن معاوية بن هشام : أنا سفيان عن الأعمش عن إبراهيم عن عبيدة عن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : **((اقرأ عليَّ .))** فقلت : يا رسول الله ! أقرأ عليك و عليك أنزل ؟ قال : **((إني أحب أن أسمعه من غيري .))** فقرأت سورة النساء حتى بلغت: ﴿**وَ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا**﴾[النساء: ٤١] قال : فرأيت عيني رسول الله ﷺ تهملان.

عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (انھیں) کہا: مجھے (قرآن میں سے) پڑھ کر سناؤ، تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں آپ کو سناؤں اور آپ پر قرآن نازل

ہوا ہے؟! آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ کسی دوسرے سے (تلاوت) سنوں، پھر میں نے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کی، حتیٰ کہ جب میں ﴿ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ط ﴾ اور ہم آپ کو ان پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ (النساء:۴۱) پر پہنچا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۳۰۲۵)

صحیح بخاری (۴۵۸۲)

صحیح مسلم (۸۰۰)

شرح و فوائد:

۱: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خوش آوازی سے بہترین قراءت کرتے تھے۔

۲: رسول اللہ ﷺ بعض اوقات اللہ کے خوف سے روتے تھے اور ہر وقت خشوع و خضوع کی حالت میں رہتے تھے۔

۳: نبی کریم ﷺ سید ولدِ آدم اور بے شمار فضائل و مناقب کے باوجود اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندے ہیں۔

۴: کسی دوسرے شخص سے قرآن مجید سُننا مسنون ہے۔

۳۲۳) حدثنا قتيبة : أنا جرير عن عطاء بن السائب عن أبيه عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنه ، قال : انكسفتِ الشمس يومًا على عهد رسول الله ﷺ فقام رسول الله ﷺ يصلي حتى لم يكد يركع ثم ركع ، فلم يكد يرفع رأسه ، ثم رفع [رأسه] (۱) فلم يكد أن يسجد ، ثم سجد فلم يكد أن يرفع رأسه [ثم رفع رأسه فلم يكد أن يسجد ، ثم سجد فلم يكد أن يرفع رأسه](۲) فجعل ينفخ

....

(۱) من ب .

(۲) من نسخة ماهر ياسين .

و يبكي و يقول : ((رب ألم تعدني أن لا تعذبهم و أنا فيهم [رب ألم تعدني أن لا تعذبهم][1] وهم يستغفرون ، و نحن نستغفرك .)) فلما صلى ركعتين انجلت الشمس ، فقام فحمد الله و أثنى عليه ، ثم قال : ((إن الشمس و القمر آيتان من آيات الله [لا ينكسفان لموت أحدٍ و لا لحياته][1] فإن[2] انكسفا فافزعوا إلى ذكر الله .))

عبداللہ بن عمرو (بن العاص) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دفعہ سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ آپ رکوع نہیں کر رہے تھے، پھر (لمبے قیام کے بعد) آپ نے رکوع کیا تو رکوع سے سر نہیں اٹھا رہے تھے، پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا تو (کافی دیر کھڑے رہے) سجدے کے لئے نہیں جا رہے تھے، پھر آپ نے سجدہ کیا تو سجدے سے سر نہیں اٹھا رہے تھے، پھر آپ نے سر اٹھایا تو (طویل جلسہ استراحت کی وجہ سے) سجدہ نہیں کر رہے تھے، پھر سجدہ کیا تو سر نہیں اٹھا رہے تھے، آپ روتے اور آہیں بھرتے رہے اور فرماتے تھے: اے میرے رب! کیا تو نے وعدہ نہیں کیا کہ جب تک میں ان لوگوں میں موجود ہوں تو انھیں عذاب نہیں دے گا اور جب تک یہ لوگ استغفار کرتے رہیں گے تو انھیں عذاب نہیں دے گا؟ اور ہم تجھی سے استغفار کرتے ہیں۔ پھر جب آپ نے دو رکعتیں پڑھ لیں تو سورج روشن ہو گیا، پھر آپ کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، انھیں کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، لہٰذا اگر انھیں گرہن لگ جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف سبقت اختیار کرو۔

تحقیق و تخریج: حسن

سنن ابی داود (۱۱۹۴) سنن النسائی (۱۴۸۳)

(۱) من نسخة ماهر ياسين.

(۲) و في نسخة ماهر ياسين " فإذا ".

شرح و فوائد:

۱: سورج گرہن اور چاند گرہن میں مسنون نماز پڑھنی چاہئے۔

۲: سورج اور چاند کو کسی مخلوق کی زندگی، موت یا نفع نقصان کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، بلکہ یہ مشیئتِ باری تعالیٰ ہے اور قدرت کاملہ کے مظاہر میں سے ہے۔

۳: مصیبت کے وقت لمبی نماز پڑھنا بہتر ہے۔

۳۲۴) حدثنا محمود بن غيلان : أنا أبو أحمد : أنا سفيان عن عطاء بن السائب عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما ، قال : أخذ النبي ﷺ ابنة له تقضي فاحتضنها فوضعها بين يديه فماتت و هي بين يديه و صاحت أم أيمن رضي الله عنها ، فقال [يعني النبي ﷺ] ☆ :((**أتبكين عند رسول الله** ﷺ؟)) فقالت : ألست أراك تبكي؟ قال : ((**إني لست أبكي، إنما هي رحمة ، إن المؤمن بكل خيرٍ على كل حالٍ، إن نفسه تنزع من بين جنبيه وهو يحمد الله تعالى .**))

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی بیٹی (غالباً نواسی) کو پکڑ کر گود میں ڈال لیا، وہ نزع کے عالم میں تھیں، پھر آپ نے اسے اپنے سامنے رکھ لیا تو وہ آپ کے سامنے فوت ہو گئیں اور ام ایمن رضی اللہ عنہا نے چیخ کر رونا شروع کر دیا تو آپ نے فرمایا: تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے رو رہی ہو؟ اس نے کہا: کیا آپ بھی رو نہیں رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں (چیخ کر) رو نہیں رہا، یہ (آنسو) تو رحمت ہے، مومن ہر حال میں بہتر رہتا ہے، اس کی روح اس کے پہلو سے کھینچی جا رہی ہوتی ہے اور وہ اللہ کی حمد و ثنا بیان کر رہا ہوتا ہے۔

تحقیق و تخریج: حسن

سنن نسائی (۱۸۴۴)

....

(۱) من ب.

شرح و فوائد:

۱: کسی کی وفات اور مصیبت پر چیخ کر رونا منع ہے، آنسوؤں پر مؤاخذہ نہیں، کیونکہ ان پر اختیار نہیں، نیز یہ رحمدلی کی علامت ہیں۔

۲: رسول اللہ ﷺ مشکل کشا اور مختارِ کل نہیں ہیں۔

۳: اپنے رشتہ داروں اور دوستوں سے محبت کرنا فطرتِ انسانی میں داخل ہے۔

۴: مصیبت ہو یا خوشی، مومن ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہی بیان کرتا ہے۔

۳۲۵) حدثنا محمد بن بشار : أنا عبد الرحمن بن مهدي : أنا سفيان عن عاصم بن عبيد الله عن القاسم بن محمد عن عائشة رضي الله عنها : **أن رسول الله ﷺ قبلَ عثمان بن مظعون وهو ميت وهو يبكي أو قال :و عيناه تهرقان .**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون (رضی اللہ عنہ) کی وفات کے بعد ان کا بوسہ لیا اور آپ رو رہے تھے، یا فرمایا: آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

تحقیق و تخریج: **سندہ ضعیف** (سنن ترمذی: ۹۸۹ وقال: حسن صحیح)

سنن ابی داود (۳۱۶۳) سنن ابن ماجہ (۱۴۵۶)

اس روایت کی سند میں عاصم بن عبید اللہ ضعیف ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۳۰۶۵)

جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(دیکھئے خلاصۃ الاحکام للنووی ۱/ ۸۷ ح ۹۸، عمدۃ القاری للعینی ۱۱/ ۱۳، اور مجمع الزوائد للہیثمی ۸/ ۱۵۰)

مسند البزار (کشف الاستار: ۸۰۶) اور حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الاصبہانی (۱/ ۱۰۵) وغیرہما میں اس روایت کے ضعیف شواہد بھی ہیں۔

۳۲۶) حدثنا إسحاق بن منصور : أنا أبو عامر : أنا فليح وهو ابن سليمان عن هلال بن علي عن أنس رضي الله عنه ، قال : شهدنا ابنة لرسول الله ﷺ و رسول الله ﷺ جالس على القبر فرأيت عينيه تدمعان فقال : ((**أفيكم رجل لم يقارف الليلة ؟**)) قال أبو طلحة رضي الله عنه : أنا قال : ((**أنزل .**)) فنزل في

قبرها .

انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (کی وفات) کے وقت ہم حاضر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، پھر آپ نے فرمایا: کیا تم میں کوئی ایسا آدمی بھی ہے جو گزشتہ رات اپنی بیوی کے پاس نہ گیا ہو (یعنی جماع نہ کیا ہو)؟ تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں! آپ نے فرمایا: (قبر میں) اترو، تو وہ قبر میں اتر گئے (اور میت کو قبر میں اتارا۔)

تحقیق و تخریج: سندہ حسن

صحیح بخاری (۱۲۸۵) من حدیث ابی عامر العقدی بہ.

شرح و فوائد:

۱: روایت میں مذکورہ بیٹی سے مراد سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہیں۔

۲: بہتر یہی ہے کہ میت کو قبر میں وہ شخص اتارے جس نے گزشتہ رات اپنی بیوی سے جماع نہ کیا ہو، حالانکہ جماع کرنا بالکل جائز اور حسنِ نیت سے باعثِ ثواب ہے۔

۳: سیدنا ابوطلحہ الانصاری رضی اللہ عنہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے محرم نہیں تھے، لہٰذا جب غیر محرم آدمی عورت کی میت قبر میں اتار سکتا ہے تو پھر عورت کے جنازے کو کندھا بھی دے سکتا ہے اور جو لوگ اس سے منع کرتے ہیں، ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

۴: نقصان پر صرف آنسو بہا کر رونا مسنون اور فطرتِ سلیمہ میں داخل ہے۔

٤٦: باب فراش رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے بستر کا بیان

۳۲۷) حدثنا علي بن حجر : أنا علي بن مسهر عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت : **إنما كان فراش رسول الله ﷺ الذي ينام عليه من أدمٍ حشوه ليف .**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس بستر پر سوتے تھے وہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

تحقیق وتخریج: سنده صحيح (سنن ترمذی:۱۷۶۱، وقال: حسن صحیح)

صحیح مسلم (۲۰۸۲) عن علی بن حجر.

صحیح بخاری (۶۴۵۶) من حدیث هشام بن عروه بن الزبیر به.

شرح و فوائد:

۱: عیش وعشرت کے بجائے سادگی اور عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔

۲: جدید ایجادات اور سہولیات کا استعمال جائز ہے، لیکن انھیں اپنا مطمحِ نظر نہیں بنانا چاہیے۔

۳۲۸) حدثنا أبو الخطاب زياد بن يحيى البصري : أنا عبد الله بن ميمون : أنا جعفر بن محمد عن أبيه ، قال : سئلت عائشة رضي الله عنها: ما كان فراش رسول الله ﷺ في بيتك ؟ قالت : من (۱) أدمٍ حشوه ليف. و سئلت حفصة رضي الله عنها : ما كان فراش رسول الله ﷺ في بيتك ؟ قالت : مسح نثنيه ثنيتين فينام عليه ، فلما كان ذات ليلةٍ قلت : لو ثنيته أربع ثنياتٍ لكان أوطأ له

....

(۱) من ب و هامش الأصل .

فثنيناه له بأربع ثنياتٍ فلما أصبح . قال : ((ما فرشتموا لي الليلة ؟ .)) قالت قلنا : هو فراشك إلا أنا ثنيناه بأربع ثنياتٍ ، قلنا : [هو أوطأ](١) لك قال :

((ردوه لحالته الأولى فإنه منعتني و طاء ته صلاتي الليلة .))

محمد (بن علی الباقر رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: آپ کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیسا تھا؟ انھوں نے فرمایا: چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

اور حفصہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: آپ کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیسا تھا؟ انھوں نے فرمایا: ایک ٹاٹ تھی جسے ہم دوہرا کرتے تو آپ اس پر سوتے تھے۔ ایک رات میں نے (اپنے آپ سے) کہا: اگر میں اسے چوہرا (چار تہیں) کر کے بچھا دوں تو یہ آپ کے لئے مناسب رہے گا، پس میں نے اس کی چار تہیں کر دیں پھر جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: تم نے رات کو میرے لئے کیا بچھایا تھا؟ میں نے کہا: یہ آپ کا وہی بستر تھا، سوائے اس کہ ہم نے اسے چار تہوں میں لپیٹ دیا تھا، ہم سمجھتی ہیں کہ یہ آپ کے لئے زیادہ آرام دہ ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے پہلی حالت میں کر دو، اس کے آرام دہ ہونے نے آج رات مجھے نماز سے روکے رکھا۔

تحقیق و تخریج: سنده ضعيف جدًا

یہ سند سخت ضعیف ہے، کیونکہ اس کا راوی عبداللہ بن میمون القداح سخت مجروح اور متروک راوی ہے۔ حافظ ابن حجر نے فرمایا: " منكر الحديث ، متروك "

(تقریب التہذیب: ۳۶۵۳)

....

(١) من ب.

٤٧: باب تواضع رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی عاجزی کا بیان

٣٢٩) [ثنا أحمد بن منيع] (١) و سعيد بن عبد الرحمن المخزومي وغير واحد ، قالوا : ثنا سفيان [بن عيينة عن الزهري] (١) عن عبيد الله عن ابن عباس رضي الله عنهما عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه [قال قال رسول الله ﷺ:] (١) **((لا تطروني كما أطرت النصارى [عيسى](١) ابن مريم ، إنما أنا عبد[الله]* فقولوا:[عبد الله و رسوله .](١)))**

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس طرح نصرانیوں نے عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کے بارے میں غلو کیا تو تم میرے بارے میں ایسا غلو نہ کرو، میں تو اللہ کا بندہ ہوں، پس کہو: (آپ) اللہ کے بندے اور اُس کے رسول (ہیں۔)

تحقیق و تخریج: صحیح

صحیح بخاری (٣٤٤٥)

شرح و فوائد:

١: دین میں غلو کرنا اور رسول اللہ ﷺ کی شان بڑھانے کے لئے غیر شرعی تجاوز، مبالغہ اور زیادتی کرنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح آپ ﷺ کی شان گھٹانا بھی حرام اور کفر ہے۔

٢: رسول اللہ ﷺ مخلوق میں سب سے اعلیٰ ہونے کی باوجود سب سے زیادہ عاجزی اور تواضع فرماتے تھے اور ہمارے لئے آپ کی سیرت مبارکہ میں اسوۂ حسنہ ہے۔

٣: بعض لوگ نبی کریم ﷺ کی شان میں غلو کرتے ہوئے آپ کو مشکل کشا، حاجت روا، مختارِ کل اور کل ما کان و ما یکون کا علم غیب جاننے والا کہتے ہیں اور یہ تمام امور مذکورہ

---

(١) من ب.

حدیث ودیگر دلائل کی رُو سے ممنوع وحرام ہیں۔

۳۳۰) [حدثنا][۱] علي بن حجر : ثنا سويد بن عبد العزيز عن حميد عن أنس رضي الله عنه : [أن امرأة جاء ت إلى النبي ﷺ][۱] فقالت : إن لي إليك حاجة، فقال : ((**اجلسي في أي طرق المدينة [شئت أجلس إليك]**))[۱]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک عورت آئی تو کہا: مجھے آپ سے ایک کام ہے،تو آپ نے فرمایا: مدینے کے جس راستے میں چاہو بیٹھ جاؤ، میں (تمھاری بات سننے کے لئے) تمھارے پاس بیٹھ جاؤں گا۔

تحقیق وتخریج: صحیح

سنن ابی داود (۴۸۱۸) نحوالمعنیٰ مطولاً وسندہ صحیح

شرح وفوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ عام مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر رہتے تھے اور کاش کہ صحیح العقیدہ مسلمان حکمرانوں میں بھی ایسی صفات ہوتیں۔!

۲: حسبِ استطاعت ایک دوسرے سے معروف میں ہر ممکن تعاون کرنا چاہئے۔

۳: حدیث میں مذکورہ عورت انصاری تھی،لیکن اس کا نام معلوم نہیں ہے۔ رضی اللہ عنہا

۴: شبہات والے اُمور سے بہت دور رہنا چاہئے اور اس بات کا پورا خیال رکھنا چاہئے کہ لوگوں کے دلوں میں کسی قسم کا شک وشبہ پیدا نہ ہو۔

۵: اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی میں ملاقات جائز نہیں ہے۔

۳۳۱) حدثنا علي بن حجر : أنا علي بن مسهر عن مسلم الأعور عن أنس بن مالك [قال :][۱] **كان رسول الله ﷺ يعود المريض و يشهد [الجنازة و يركب الحمار][۱] و يجيب دعوة العبد . و كان يوم بني قريظة على حمار**

....

(۱) من ب.

مخطوم [بحبلٍ من ليفٍ عليه إكاف][1] من ليف .

انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مریض کی عیادت کرتے ، نمازِ جنازہ میں حاضر ہوتے ، گدھے پر سواری کرتے ، غلام کی دعوت (بھی) قبول فرماتے تھے، آپ بنو قریظہ والے دن ایک گدھے پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کے پٹھوں کی بنی ہوئی تھی اور اس کا پالان بھی کھجور کے پٹھوں (یا چھال) کا بنا ہوا تھا۔

تحقیق و تخریج: سنده ضعيف (سنن ترمذی:١٠١٧، وقال....)

امام ترمذی نے اپنی سنن میں فرمایا: یہ حدیث ہمیں صرف مسلم بن کیسان الملائی الاعور کی سند سے معلوم ہے اور اسے ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ (ح ١٠١٧)

ابو حمزہ مسلم الاعور ضعیف ہے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (٦٦٤١)

تنبیہ: اس روایت کے بعض فقرے صحیح احادیث سے ثابت ہیں، جو اس ضعیف روایت سے بے نیاز کر دیتے ہیں۔

٣٣٢) حدثنا واصل بن عبد الأعلى : أنا محمد بن فضيل عن [الأعمش عن أنس بن مالك][1] قال : **كان رسول الله ﷺ يدعى إلى خُبز الشعير و [الإهالة السنخة][1] فيجيب . و لقد كانت له درع عند يهوديٍّ فما وجد ما يفكها حتى مات .**

انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جَو کی روٹی اور باسی چربی کی طرف دعوت دی جاتی تو آپ قبول فرما لیتے تھے اور آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس (رہن) تھی، لیکن وفات تک آپ کے پاس اس رہن کو چھڑانے کے لئے کوئی چیز نہیں تھی۔

تحقیق و تخریج: صحیح

مسند احمد (١٠٢/٣)

....

(١) من ب.

سنن ترمذی (۱۲۱۵) بسند آخر عن انس رضی اللہ عنہ بہ۔

اس روایت کی سند اعمش کے عن اور انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن سنن ترمذی (۱۲۱۴) اور صحیح بخاری (۲۰۶۹) وغیرہما میں اس کے شواہد ہیں جن کے ساتھ یہ صحیح ہے۔

۳۳۳) حدثنا [محمود][1] بن غيلان : أنا أبو داود الحفري عن سفيان عن الربيع بن صبيح عن يزيد بن أبان عن أنس بن مالك رضي الله عنه ، قال : حج رسول الله ﷺ على رحلٍ رث و عليه قطيفة لا تساوي أربعة دراهم ، فقال :

((اللهم اجعله حجًا لا رياء فيه و لا سمعة .))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پرانے کجاوے پر حج ادا کیا اور آپ نے ایک ایسی چادر اوڑھ رکھی تھی جس کی قیمت چار درہم کے برابر بھی نہیں تھی، پس آپ نے دعا کی: اے اللہ! اسے ایسا حج بنا جس میں نہ ریا ہو اور نہ کثرتِ طلبی۔

تحقیق وتخریج: **سنده ضعيف**

سنن ابن ماجہ (۲۸۹۰)

اس روایت کی سند یزید بن ابان الرقاشی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے اور صحیح ابن خزیمہ (۲۸۳۶) وغیرہ میں اس کے ضعیف شواہد بھی ہیں۔

دیکھئے انوار الصحیفہ (ص ۴۸۲)

۳۳۴) حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن : أنا عفان : أنا حماد بن سلمة عن حميد عن أنس رضي الله عنه قال: **لم يكن شخص أحب إليهم من رسول الله ﷺ قال : و كانوا إذا رأوه لم يقوموا لما يعلمون من كراهته لذلك .**

انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کوئی بھی محبوب نہیں تھا۔ فرمایا: جب صحابہ آپ کو دیکھتے تو آپ کے لئے کھڑے نہیں ہوتے تھے،

....

(۱) من ب.

کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ اسے ناپسند کرتے ہیں۔

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی:۲۷۵۴ وقال: حسن صحیح)

مسند احمد (۲۵۰/۳)

شرح وفوائد:

۱: کسی کے لئے قیام کرنے کی دو حالتیں ہیں:

اول: کسی کے احترام میں قیام کی طرح کھڑے ہو جانا، جیسا کہ بعض سکولوں اور نام نہاد پیر خانوں میں ہوتا ہے۔

اس حدیث میں مذکورہ قیام سے یہی قیام مراد ہے اور ایسا قیام کرنا حرام ہے۔

دوم: کسی مریض یا زخمی کو کسی چیز سے اتارنے، مہمان کے استقبال کے لئے اور آنے والے کو سلام، مصافحہ یا معانقہ کرنے کے لئے قیام کرنا۔

یہ قیام جائز ہے جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے۔

۲: صحابۂ کرام اتباعِ سنت میں سب سے مقدم تھے۔

۳: رسول اللہ ﷺ کی محبت آپ کی اتباع میں ہے، نہ کہ غیر شرعی اُمور سرانجام دینے میں۔

۳۳۵) حدثنا سفیان بن وکیع : أنا جمیع بن عمر بن عبد الرحمن العجلي: و أخبرني رجل من بني تمیم من ولد أبي هالة زوج خدیجة رضي الله عنها یکنی أبا عبد الله ، عن ابن أبي هالة ، عن الحسن بن علي رضي الله عنهما ، قال: سألت خالي هند بن أبي هالة و کان و صافًا عن حلیة النبي ﷺ : أنا أشتهي أن یصف لي منها شیئًا ، فقال : **کان رسول الله ﷺ فخمًا مفخمًا، یتلألأ وجهه تلألؤ القمر لیلة البدر** ... فذکر الحدیث بطوله .

قال الحسن رضي الله عنه : [فکتمتها الحسین][1] رضي الله عنه زمانًا ، ثم حدثته فوجدته قد سبقني إلیه . فسأله عما [سألته عنه ، و وجدته قد سأل إیاه [2]

عن] مدخله و مخرجه و شكله فلم يدع منه شيئًا . ١
[قال الحسين : فسألت أبي عن دخول رسول الله ﷺ ، فقال : كان إذا أوى إلى منزله جزأ دخوله ثلاثة أجزاء : جزءًا لله و جزءًا لأهله ، و جزءًا لنفسه ، ثم جزأ جزأه بينه و بين الناس ، فيرد ذلك بالخاصة على العامة ، و لا يدخر عنهم شيئًا . و كان من سيرته في جزء الأمة إيثار أهل الفضل بإذنه ، و قسمه على قدر فضلهم في الدين فمنهم ذوالحاجة ، و منهم ذو الحاجتين ، و منهم ذوالحوائج]⁽٣⁾ فيتشاغل بهم و يشغلهم فيما أصلحهم و الأمة من مساء لتهم عنه و إخبارهم بالذي ينبغي لهم ، و يقول : ((**ليبلغ الشاهد منكم الغائب ، و أبلغوني حاجة من لا يستطيع إبلاغها ، فإنه من أبلغ سلطانًا حاجة من لا يستطيع إبلاغها ثبّت الله قدميه يوم القيامة .**)) لا يذكر عنده إلا ذاك و لا يقبل من أحد غيره . يدخلون روادًا و لا يفترقون إلا عن ذواقٍ ، و يخرجون أدلةً يعني على الخير .

قال : فسألته عن مخرجه، كيف كان يصنع فيه ؟ قال : كان رسول الله ﷺ يخزن لسانه إلا فيما يعنيه ، و يؤلفهم و لا ينفرهم و يكرم كريم كل قومٍ و يوليه عليهم ، و يحذر الناس و يحترس منهم من غير أن يطوي عن أحدٍ منهم بشره و خلقه ، و يتفقد أصحابه ، و يسأل الناس عما في الناس و يحسن الحسن و يقويه و يقبح القبيح و يوهيه ، معتدل الأمر غير مختلفٍ ، لا يغفل مخافة أن يغفلوا أو يميلوا ، لكل حالٍ عنده عتاد، لا يقصر عن الحق و لا يجاوزه . الذين

....

(١) من ب.

(٢) أو " قد سأل أباه " .

(٣) من نسخة ماهر ياسين .

يـلونه من الناس خيارهم ، أفضلهم عنده أعمهم نصيحة، و أعظمهم عنده منزلة أحسنهم مواساةً و مؤازرةً .

قـال : فسـألتـه عن مجلسه ، فقال : كان رسول الله ﷺ لا يقوم و لا يجلس إلا عـلـى ذكـرٍ ، و إذا انتهـى إلـى قـومٍ جـلـس حيـث يـنتهي به المجلس ، و يأمر [بذلك][(١)] يـعـطي كل جلسائه بنصيبه ، لا يحسب جليسه أن أحدًا أكرم عليه [منه . من جالسه أو فاوضه في حاجة صابره حتى يكون هو المنصرف عنه.] [(٢)] و من سأله حاجة لم يرده إلا بها أو بميسور من القول . قد [و سع الناس بسطه و][(١)] خـلقه فصار لهم أبًا و صاروا عنده فى الحق سواء . مجلسه مجلس حلم و حيـاء ، و صبـرو أمـانة ، لا ترفع فيه الأصوات ، ولا تؤبن فيه الحرم [ولا تنثى فـلتاته ، متعادلين ؛ بل كانوا][(٢)] يتـعـاطفون فيه بالتقوى، متواضعين يوقرون فيه الكبير ويرحمون فيه الصغير، و يؤثرون ذا الحاجة و يحفظون الغريب .

حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ماموں ھند بن ابی ہالہ سے پوچھا اور وہ نبی کا حلیہ مبارک بہت خوبصورتی سے بیان کرتے تھے:

میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے سامنے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صفات بیان فرمائیں، تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت شاندار اور بڑی شان والے تھے، آپ کا چہرہ مبارک چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا... پھر انھوں نے لمبی حدیث بیان کی۔

حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس حدیث کو حسین رضی اللہ عنہ سے ایک زمانے تک چھپائے رکھا، پھر انھیں بتا دیا تو معلوم ہوا کہ انھیں پہلے سے معلوم تھا، میں نے ان سے جو کچھ پوچھا تھا انھوں نے بھی پوچھ لیا تھا اور آپ کے گھر میں جانے، باہر آنے اور دیگر امور کے بارے

(١) من ب.

(٢) من نسخة ماهر ياسين.

میں اپنے والد (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سے بھی پوچھ لیا تھا اور کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا تھا۔
حسین (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: پس میں نے اپنے ابا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: جب آپ گھر جاتے تو اپنے اوقات کے تین حصے کر لیتے تھے: ایک اللہ (کی عبادت) کے لئے، ایک گھر والوں کے لئے اور ایک اپنی ذات کے لئے۔ جو حصہ اپنی ذات کے لئے مقرر کر رکھا تھا اسے اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا تھا اور اس حصے میں خواص کو عوام پر ترجیح دیتے اور اپنے لئے اس میں سے کچھ نہ رکھتے۔
آپ کی سیرت مبارکہ تھی کہ لوگوں کی اجازت سے فضیلت والوں کو ترجیح دیتے اور ان کے مراتب کا خاص خیال رکھتے، ان لوگوں میں ایک ضرورت، دو ضرورتوں اور کئی ضرورتوں والے بھی ہوتے تھے، آپ ان کے ساتھ مشغول رہتے اور ان تمام کاموں میں مصروف رہتے تھے جن میں امت کی اصلاح مقصود ہوتی، آپ انھیں ایسی باتیں بتاتے جو ان کے لئے مناسب ہوتی تھیں اور فرماتے: حاضر غائب تک پہنچا دے اور جو شخص اپنی ضرورت مجھ تک پہنچا نہیں سکتا تم اسے پہنچا دو، کیونکہ جس نے کسی ایسے شخص کی ضرورت سلطان تک پہنچا دی جو خود نہیں پہنچا سکتا تھا تو اللہ قیامت کے دن اس کے قدم ثابت رکھے گا۔
آپ کی مجلس میں اسی طرح کی باتیں ہوتی تھیں اور اس کے علاوہ کوئی دوسری بات آپ نہیں ہونے دیتے تھے۔ لوگ آپ کے پاس ضرورت مند ہو کر آتے اور ضرورت پوری ہونے کے بعد واپس چلے جاتے اور خیر کے داعی بن کر واپس لوٹتے تھے۔
کہا: پھر میں نے آپ کی باہر والی زندگی کے بارے میں پوچھا کہ آپ کیا کرتے تھے؟
انھوں نے فرمایا: آپ بے فائدہ باتوں سے اپنی زبان روکے رکھتے اور مفید باتوں میں اسے استعمال فرماتے، آپ لوگوں میں محبت قائم کرتے اور نفرت نہ سکھاتے، آپ ہر قوم کے معزز آدمی کی عزت کرتے اور اسے ان کا سربراہ بناتے، انھیں (عذاب سے) ڈراتے اور ان کے حالات کا علم رکھتے تھے اور آپ اپنے آپ کو ان کی ناپسندیدگی سے بچاتے تھے۔ آپ سب کے ساتھ اچھے اخلاق اور بشارت سے پیش آتے تھے۔

آپ اپنے صحابہ کے بارے میں پوچھتے اور لوگوں کے باہمی امور کا خیال رکھتے، اچھی بات کو اچھا سمجھتے اور اس کی حمایت فرماتے، بُری بات کو بُرا سمجھتے اور اس کی مخالفت فرماتے۔ آپ بغیر اختلاف کے میانہ روی والے تھے، آپ صحابہ کی اصلاح سے غافل نہ ہوتے کہ لوگ بھٹک نہ جائیں، آپ کا ہر کام منظم ہوتا تھا، آپ حق کے معاملے میں کمی بیشی نہ فرماتے، آپ کے قریبی ساتھی لوگوں میں سب سے بہتر اور افضل تھے، جو سب سے زیادہ خیر خواہ تھا وہ آپ کے نزدیک سب سے زیادہ افضل تھا، جو لوگ جان و مال کی قربانی دیتے اور ایک دوسرے سے تعاون کرتے تو وہ آپ کے نزدیک عظیم مقام والے تھے۔

فرمایا: پھر میں نے آپ سے رسول اللہ ﷺ کی مجلس کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: آپ کا اُٹھنا بیٹھنا ذکر کی حالت میں ہی ہوتا تھا، جب آپ لوگوں کے پاس آتے تو مجلس میں جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے اور اسی بات کا حکم دیتے تھے، آپ مجلس کے ہر ساتھی کو اس کا حصہ عطا فرماتے اور کوئی ساتھی بھی یہ نہ سمجھتا کہ آپ دوسرے شخص کو اس پر ترجیح دیتے ہیں۔

جو شخص کسی ضرورت وغیرہ میں آپ کے پاس بیٹھتا تو آپ اس کے پاس بیٹھے رہتے، خود نہ اُٹھتے جب تک کہ وہ شخص خود اُٹھ نہ جاتا تھا۔

جو شخص آپ سے کوئی ضرورت (والی چیز) مانگتا تو آپ اسے پورا فرماتے یا بہت اچھے طریقے سے جواب دے دیتے۔

لوگوں کو آپ کے اخلاق اور خندہ پیشانی نے گھیر رکھا تھا، پس آپ ان کے (روحانی) والد بن گئے تھے اور سب لوگ حق کے مسئلے میں آپ کی نظر میں برابر تھے۔

آپ کی مجلس بُردباری وحیا اور صبر وامانت والی تھی، اس میں آوازیں بلند نہ ہوتیں اور نہ کسی کی بے حرمتی ہوتی، کسی کی غلطی کا چرچا نہ کیا جاتا، سب لوگ ہم مرتبہ تھے بلکہ تقویٰ کی بنیاد پر فضیلت دی جاتی تھی، لوگ ایک دوسرے کے ساتھ تواضع سے پیش آتے، بڑوں کی عزت ہوتی اور چھوٹوں پر رحم ہوتا تھا، ضرورت مند کو ترجیح دی جاتی اور مسافر کی حفاظت کی جاتی تھی۔

تحقیق و تخریج: سنده ضعیف

نیز دیکھئے ح ۷، ۲۲۴

۳۳۶) حدثنا محمد بن عبد الله بن بزيع : أنا بشر بن المفضل : أنا سعيد عن قتادة عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ :

((لو أهدي إليّ كراع لقبلت ولو دعيت عليه لأجبت .))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے تحفے میں کسی بکری کا کھر بھی دیا گیا تو قبول کرلوں گا اور اگر اس پر دعوت دی گئی تو قبول کراوں گا۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۱۳۳۸، وقال: حسن صحیح)

صحیح ابن حبان (الموارد: ۱۰۶۵) من حدیث سعید بن ابی عروبہ بہ۔

اس روایت کی سند میں اگرچہ قتادہ مدلس ہیں، لیکن صحیح بخاری (۲۵۶۸، ۵۱۷۸) وغیرہ میں اس کے شواہد ہیں جن کے ساتھ یہ بھی صحیح ہے۔

شرح و فوائد:

۱: اگر کوئی صحیح العقیدہ بھائی خلوص سے دعوت دے تو یہ دعوت قبول کرلینی چاہئے، اگرچہ کسی معمولی چیز کی ہی دعوت کیوں نہ ہو اور ''خواجہ شکم نواز'' بننے کی کوشش ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔

۲: رسول اللہ ﷺ تواضع کے سب سے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔

۳۳۷) حدثنا محمد بن بشار : أنا عبد الرحمن : أنا سفيان عن محمد بن المنكدر عن جابر رضي الله عنه ، قال : **جاء ني رسول الله ﷺ ليس براكبِ بغلٍ و لا برذون .**

جابر (بن عبداللہ الانصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس پیدل تشریف لائے، آپ کسی خچر یا ترکی گھوڑے پر سوار نہیں تھے۔

تحقیق و تخریج: حسن (سنن ترمذی: ۳۸۵۱ وقال: حسن صحیح)

اس روایت کی سند اگرچہ سفیان ثوری کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن صحیح بخاری (۶۷۲۳) اور صحیح مسلم (۱۶۱۶) وغیرہما میں اس کے معنوی شواہد ہیں۔

۳۳۸) حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن : أنا أبو نعيم : أنا يحيى بن أبي الهيثم العطار ، قال : سمعت يوسف بن عبد الله بن سلام رضي الله عنه ، قال :

سماني رسول الله ﷺ يوسف و أقعدني في حجره و مسح على رأسي .

یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا نام یوسف رکھا اور مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور میرے سر پر (محبت سے) ہاتھ پھیرا۔

تحقیق و تخریج: **سنده صحيح**

مسند احمد (۶/۶،۵/۴)

شرح و فوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ چھوٹے بچوں سے بھی بہت پیار کرتے تھے۔

۲: اپنے بچوں کے ناموں کے لئے صحیح العقیدہ علماء کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

۳۳۹) حدثنا إسحاق بن منصور : ثنا أبو داود [الطيالسي][1] : أنا الربيع وهو ابن صبيح : أنا يزيد الرقاشي عن أنس رضي الله عنه أن النبي ﷺ حج على رحل رثٍّ و قطيفةٍ كنا نرى ثمنها أربعة دراهم ، فلما استوت به راحلته قال :

((لبيك بحجةٍ لا سمعة فيها ولا رياء .))

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک پرانے کجاوے پر حج ادا کیا اور آپ نے ایک ایسی چادر اوڑھ رکھی تھی جس کے بارے میں ہم سمجھتے تھے کہ اس کی قیمت چار درہم ہے، جب آپ کی سواری روانہ ہوئی تو آپ نے فرمایا: (اے اللہ!) میں حاضر ہوں، اس حج کے ساتھ جس میں نہ تو کثرتِ طلبی ہے اور نہ ریا ہے۔

....

(۱) من ب.

تحقیق و تخریج: سنده ضعيف

یہ روایت پہلے گزر چکی ہے۔ دیکھئے ۳۳۳

۳۴۰) حدثنا إسحاق [بن منصور][(۱)] : أنا عبد الرزاق : أنا معمر [عن][(۱)] ثابت البناني و عاصم الأحول ، عن أنس بن مالك رضي الله عنه ، أن رجلا خياطًا دعى النبي ﷺ فقرب له ثريدًا عليه دباء، قال : **فكان رسول الله ﷺ يأخذ الدباء ويحب الدباء** . قال ثابت : سمعت أنسًا رضي الله عنه يقول : فما صنع لي طعام أقدر على أن يصنع فيه دباء إلا صنع .

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے نبی ﷺ کی دعوت کی تو آپ کی خدمت میں ثرید (شوربا) پیش کیا، جس میں کدو تھے۔ رسول اللہ ﷺ کدو کھانے لگے اور آپ (ﷺ) کدو پسند کرتے تھے۔

انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے لئے جو کھانا بھی تیار کیا جاتا ہے، اگر اس میں کدو ڈال سکوں تو اس میں ضرور ڈالتا ہوں۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح

صحیح مسلم (۲۰۴۱)

شرح و فوائد:

۱: کدو پسندیدہ اور مفید سبزی ہے۔

۲: صحابۂ کرام ہر اس چیز کو پسند کرتے تھے جسے رسول اللہ ﷺ پسند کرتے تھے۔

۳: صحابۂ کرام کی توہین کرنا حرام بلکہ اولیاء اللہ سے عداوت اصل میں اللہ تعالیٰ سے اعلانِ جنگ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے والا دنیا اور آخرت میں ذلیل و رسوا ہوگا۔

ان شاء اللہ

(۱) من ب.

٣٤١) حدثنا محمد بن إسماعيل : أنا عبد الله بن صالح : حدثني معاوية بن صالح عن يحيى بن سعيد عن عمرة قالت قيل لعائشة رضي الله عنها : ماذا كان يعمل رسول الله ﷺ في بيته ؟ قالت : **كان بشرًا من البشر يفلي ثوبه و يحلب شاته و يخدم نفسه .**

عمرہ (بنت عبدالرحمٰن، رحمہا اللہ) سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کام کرتے تھے؟

انھوں نے فرمایا: آپ انسانوں میں سے ایک انسان (بشر) تھے، اپنے کپڑے جوؤں سے صاف کر لیتے، بکری کا دودھ دوہتے اور اپنے کام خود ہی کرتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سنده حسن

الادب المفرد للامام محمد بن اسماعیل البخاری (۵۴۱) وعنہ رواہ الترمذی بہ.

فائدہ: ابو صالح عبداللہ بن صالح کاتب لیث بن سعد سے امام بخاری کی روایت حسن یا صحیح ہوتی ہے۔

شرح و فوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ بلحاظِ جنس بشر ہیں بلکہ مطلقاً افضل البشر اور نورِ ہدایت ہیں۔

۲: گھر کے مالک کا گھر کے کام خود سرانجام دینا معیوب نہیں بلکہ پسندیدہ ہے۔

۳: یفلی کا مطلب جوئیں تلاش کرنا ہے۔

۴: بکری کا دودھ بہت فائدہ مند ہے۔

۵: اہلِ ایمان کا نبی کریم ﷺ کو رسول اور بشر کہنا توہین نہیں بلکہ عین ایمان ہے۔

٤٨: باب خلق رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کا بیان

٣٤٢) حدثنا عباس بن محمد الدوري : ثنا عبد الله بن يزيد المقرئ : ثنا ليث ابن سعد : حدثني [أبو عثمان الوليد بن أبي الوليد] (١) عن سليمان بن خارجة عن خارجة بن زيد بن ثابت ، قال : دخل نفر على زيد بن ثابت رضي الله عنه، فقالوا له : حدّثنا أحاديث رسول الله ﷺ . قال : ماذا أحدثكم؟ كنت جاره فكان إذا نزل عليه الوحي بعث إلي فكتبته له ، فكنّا إذا ذكرنا الدنيا ذكرها معنا، و إذا ذكرنا الآخرة ذكرها معنا، و إذا ذكرنا الطعام ذكره معنا، فكل هذا أحدثكم عن رسول الله (٢) ﷺ .

خارجہ بن زید بن ثابت (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ لوگوں نے جا کر عرض کیا: آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث سنائیں تو انھوں نے فرمایا: میں تمھیں کون سی حدیث سناؤں؟ میں آپ (ﷺ) کا پڑوسی تھا۔ جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو مجھے بلاتے ، میں اسے لکھ لیتا تھا۔ جب ہم دنیا کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ دنیا کے بارے میں باتیں کرتے اور جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ آخرت کا ذکر کرتے اور جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی کھانے کا ذکر کرتے، پس یہ سب چیزیں میں تمھیں رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتا ہوں۔

تحقیق و تخریج: سنده ضعيف

شرح السنۃ للبغوی (۱۳/۲۴۵ ح ۳۶۷۹)

....

(١) من ب و جاء في الأصل " حدثني عمار بن الوليد بن أبي الوليد " أو "حدثني عثمان بن الوليد بن أبي الوليد " و على هامش الأصل " أبو عثمان " .

(٢) وفي هامش الأصل : " نبي " .

اس روایت کی سند میں سلیمان بن خارجہ مجہول الحال راوی ہے۔
دیکھئے اضواء المصابیح (۵۸۲۳)

۳۴۳) حدثنا إسحاق بن موسى : أنا يونس بن بكير عن محمد بن إسحاق عن زياد بن أبي زياد عن محمد بن كعب القرظي عن عمرو بن العاص رضي الله عنه، قال : كان رسول الله ﷺ يقبل بوجهه و حديثه على شر القوم يتألفهم بذلك ، فكان يقبل بوجهه و حديثه علي حتى ظننت أني خير القوم ، فقلت : يا رسول الله! أنا خير أو أبو بكرٍ رضي الله عنه ؟ فقال : ((**أبو بكر .**))فقلت : يا رسول الله ! أنا خير أم عمر رضي الله عنه ؟ فقال : ((**عمر .**)) فقلت: يا رسول اللّه! أنا خير أو عثمان رضي الله عنه ؟ فقال : ((**عثمان.**)) فلما سألت رسول الله ﷺ فصدقني فلوددت أني لم أكن سألته .

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس شخص کی طرف بھی رخِ انور کر کے باتیں کرتے اور اس کی خاطر مدارت کرتے جو لوگوں میں اچھا آدمی نہیں ہوتا تھا۔ آپ میری طرف رخِ انور کر کے ایسے باتیں کرتے کہ مجھے گمان ہوتا میں لوگوں میں سے سب سے بہتر آدمی ہوں۔ پھر میں نے کہا: یارسول اللہ! میں بہتر ہوں یا ابوبکر رضی اللہ عنہ بہتر ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ابوبکر۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! میں بہتر ہوں یا عمر رضی اللہ عنہ بہتر ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: عمر۔ پھر میں نے کہا: یارسول اللہ! میں بہتر ہوں یا عثمان رضی اللہ عنہ بہتر ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: عثمان۔ پس جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے میری تصدیق کی۔ پھر مجھے افسوس ہوا کہ کاش! میں نے آپ سے پوچھا ہی نہ ہوتا۔

تحقیق و تخریج: **سنده ضعيف**

اس کے راوی محمد بن اسحاق بن یسار جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث تھے، لیکن مدلس بھی تھے اور یہ سند عن سے ہے، لہٰذا ضعیف ہے۔
حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد (۹/ ۱۵) میں اسے بحوالہ طبرانی نقل کر کے حسن قرار دیا، لیکن مجھے

طبرانی کی سند معلوم نہیں ہوسکی۔ واللہ اعلم

۳۴۴) حدثنا قتيبة بن سعيد : أنا جعفر بن سليمان الضبعي ، عن ثابت ، عن أنس رضي الله عنه ، قال : خدمت رسول الله ﷺ عشر سنين فما قال لي أف قط ، و ما قال لشيءٍ صنعته ، لم صنعته ؟ ولا لشيءٍ تركته لم تركته ؟ **و كان رسول الله ﷺ من أحسن الناس خلقًا** . ولا مسست خزًا ولا حريرًا [ولا شيئًا كان](۱) قط ألين من كف رسول الله ﷺ ولا شممت مسكًا قط ولا عطرًا كان أطيب من عرق رسول الله ﷺ .

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی ہے، پس آپ نے مجھے کبھی اُف تک نہیں کہا اور نہ میرے کسی کام کے بارے میں ایسا کہا کہ یہ کیوں کیا؟ اور یہ کیوں نہیں کیا؟ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے بہترین اخلاق والے تھے۔
میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی کی طرح نہ ریشم چھوا اور نہ کوئی چیز دیکھی۔
میں نے رسول اللہ ﷺ کے پسینے سے زیادہ کوئی خوشبو یا عطر نہیں سونگھی۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی: ۲۰۱۵ وقال: حسن صحیح)
صحیح مسلم (۲۳۳۰) ورواہ البخاری (۳۵۶۱) من حدیث ثابت بہ مختصراً.

شرح و فوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ سب سے اعلیٰ اخلاق والے اور انتہائی بہترین معلّم تھے۔

۲: رسول اللہ ﷺ کا پسینہ بھی خوشبودار تھا۔

۳: نبی کریم ﷺ اگرچہ بشر تھے، لیکن آپ کا جسم عام انسانوں جیسا نہیں تھا بلکہ پاک اور انتہائی مبارک تھا۔

۴: ناگواری اور اُکتاہٹ کی وجہ سے نکلنے والے لفظ کو عربی زبان میں اُف کہا جاتا ہے۔

....

(۱) من ب

دیکھئے القاموس الوحید (ص ۱۲۸)

جبکہ اُردو زبان میں اُف کا لفظ آہ آہ کہنے یعنی حالتِ تکلیف یا افسوس کے موقع پر استعمال ہوتا ہے۔

۳۴۵) حدثنا قتيبة و أحمد بن عبدة ، هو الضبي ، المعنى واحد، قالا: أنا حماد بن زيد عن سلم العلوي عن أنس بن مالك رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ أنه كان عنده رجل به أثر صفرةٍ، قال: و كان رسول الله ﷺ لا يكاد يواجه أحدًا بشيٍ يكرهه ، فلما قام قال للقوم : ((**لو قلتم له يدع هذه الصفرة.**))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی تھا جس (کے کپڑوں) پر زردی کا نشان تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ناپسندیدہ چیز کو اس کے کرنے والے کے سامنے منع نہیں کرتے تھے، پھر جب وہ کھڑا ہوا (اور چلا گیا) تو آپ نے لوگوں سے کہا: اگر تم اسے کہہ دو کہ وہ یہ (زعفران کی) زردی چھوڑ دے۔

تحقیق وتخریج: سنده ضعيف

سنن ابی داود (۴۱۸۲، ۴۷۸۹)

اس کا راوی مسلم بن قیس العلوی البصری ضعیف ہے۔ (دیکھئے التقریب التہذیب: ۲۴۷۳)

۳۴۶) حدثنا محمد بن بشار : أنا محمد بن جعفر : أنا شعبة عن أبي إسحاق عن أبي عبد الله الجدلي عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت :

لم يكن رسول الله ﷺ فاحشًا ولا متفحشًا ، ولا صخابًا في الأسواق ، ولا يجزئ بالسيئة ، و لكن يعفو و يصفح .

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطری طور پر بداخلاق نہیں تھے اور نہ تکلفاً بد اخلاقی کرنے والے تھے، آپ بازاروں میں شور نہ مچاتے، بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہ دیتے بلکہ معاف فرما دیتے اور درگزر فرماتے تھے۔

تحقیق وتخریج: سنده صحيح (سنن ترمذی: ۲۰۱۶ وقال: حسن صحیح)

مسند احمد (۶/۱۷۴)

۳۴۷) حدثنا هارون بن إسحاق الهمداني : أنا عبدة عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها، قالت : **ما ضرب رسول الله ﷺ بيده شيئاً قط إلا أن يجاهد في سبيل الله تعالى ، ولا ضرب خادمًا ولا امرأةً .**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کسی چیز کو نہیں مارا اِلا یہ کہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں اور نہ آپ نے کبھی کسی خادم اور عورت کو ہی مارا ہے۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح

صحیح مسلم (۲۳۲۸)

۳۴۸) حدثنا أحمد بن عبدة الضبي : أنا فضيل بن عياض عن منصور عن الزهري عن عروة عن عائشة رضي الله [عنها] (۱) قالت : **ما رأيت رسول الله ﷺ منتصرًا من مظلمةٍ ظلمها قط ما لم ينتهك من محارم الله تعالى شئ ، فإذا انتهك من محارم الله شئ كان من أشدهم في ذلك غضباً، و ما خير بين أمرين إلا اختار أيسرهما ما لم يكن مأثمًا .**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی ظلم وزیادتی کا انتقام لیا ہو، بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی حدود کی بے حرمتی نہ ہوئی ہو، پھر جب اللہ کی حدود کی بے حرمتی ہوتی تو آپ سب سے زیادہ غضبناک ہوتے۔ آپ کو جب بھی دو کاموں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا تو آپ آسان ترین کام اختیار کرتے تھے، بشرطیکہ وہ گناہ (یا خلافِ اولیٰ) نہ ہوتا۔

تحقیق و تخریج: صحيح

صحیح مسلم (۲۳۲۷) مختصراً.

(۱) و في مخطوطة الأصل: " عنه " وهو خطأ .

شرح و فوائد:

۱: بدلہ لینے کے بجائے درگزر کرنا یا معاف کر دینا ہی افضل ہے۔

۲: مشکل کے بجائے آسانی والا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔

۳: کتاب وسنت کے دفاع کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے اور اس میں کسی قسم کی نرمی نہیں کرنی چاہئے۔

۴: کفار، مشرکین، ملحدین، ضالین مضلین اور اہلِ بدعت سے بغض رکھنا عین ایمان ہے۔

۳۴۹) حدثنا ابن أبي عمر : أنا سفيان عن محمد بن المنكدر عن عروة عن عائشة رضي الله عنها ، قالت : استأذن رجل على رسول الله ﷺ و أنا عنده فقال : ((**بئس ابن العشيرة أو أخو العشيرة .**)) ثم أذن له فلما دخل فألان له القول ، فلما خرج قلت : يا رسول الله ! قلت ما قلت ثم ألنت له القول ؟ فقال : ((**يا عائشة !إن من شر الناس من تركه الناس أو ودعه الناس إتقاء فحشه.**))

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھی جب ایک آدمی نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا: یہ اپنے خاندان کا بُرا آدمی ہے۔ پھر آپ نے اسے آنے کی اجازت دے دی، جب وہ آیا تو آپ نے (سختی کے بجائے) نرمی سے گفتگو کی، پھر جب وہ چلا گیا تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے پہلے وہ بات فرمائی، پھر اس شخص کے ساتھ نرمی سے گفتگو کی؟ تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! لوگوں میں بدترین انسان وہ ہے جس کی بدزبانی کی وجہ سے لوگ اسے چھوڑ دیں یا فرمایا: اس سے دور رہیں۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی: ۱۹۹۶، وقال: حسن صحیح)
صحیح بخاری (۶۰۵۴) صحیح مسلم (۲۵۹۱)

شرح و فوائد:

۱: مجروح راویوں پر اہلِ علم کا جرح کرنا صحیح اور جائز ہے۔

۲: چونکہ وہ نامعلوم شخص بد اخلاق اور گستاخ قسم کا تھا، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ اس وجہ سے نرمی فرمائی کہ کہیں یہ شخص بد اخلاقی اور گستاخی کا ارتکاب نہ کر بیٹھے، دربارِ نبوی کی توہین نہ کر بیٹھے اور یہ ظاہر ہے کہ نبی ﷺ کی توہین کرنا کفر ہے، لہٰذا آپ ﷺ نے نرمی کرتے ہوئے اس شخص کو کفر اور گناہ سے بچالیا، بے شک آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ ﷺ

۳: اگر کوئی شرعی عذر ہو تو پیٹھ پیچھے بُرا کہنا جائز ہے۔

۴: شریر اشخاص کی عدم موجودگی میں لوگوں کو اُن کے شر سے آگاہ کرنا جائز ہے، تاکہ لوگ ان شر سے محفوظ رہیں۔

۳۵۰) حدثنا سفيان بن وكيع : أنا جميع بن عمر [بن عبد الرحمن] (١) العجلي رجل من بني تميم من ولد أبي هالة زوج خديجة يكنى أبا عبد الله عن ابن أبي هالة ، عن الحسن بن علي رضي الله عنه ، قال قال الحسين بن علي رضي الله عنهما : سألت أبي عن سيرة النبي ﷺ في جلسائه ، فقال : كان رسول الله ﷺ دائم البشر، سهل الخلق ، لين الجانب ، ليس بفظ ولا غليظٍ ولا صخاب ولا فحاشٍ ولا عيابٍ ولا مداح (٢) يتغافل عما لا يشتهي ، ولا يؤيس منه [راجيه] (٣) ولا يخيب فيه، قد ترك نفسه من ثلاثٍ : من المراء والإكثار و ما لا يعنيه وترك الناس من ثلاث : كان لا يذم أحدًا ولا يعيبه ولا يعيّره ولا يطلب عورته ، لا يتكلم إلا فيما رجا ثوابه و إذا تكلم أطرق جلساؤه كأنما على رؤوسهم الطير ، فإذا سكت تكلموا ، لا يتنازعون عنده الحديث، من تكلم عنده أنصتوا له حتى يفرغ ، حديثهم عنده حديث أولهم ، يضحك

....

(١) من ب.

(٢) و في ب " مساح " .و في نسخة ماهر ياسين: " مشاح ".

(٣) من نسخة ماهر ياسين .

مـمـا يـضحكون منه و يتعجب مما يتعجبون منه ، و يصبر للغريب على الجفوة في منطقه و مسألته ، حتى إن كان أصحابه ليستجلبونهم و يقول: ((إذا رأيتم طالب حاجةٍ يطلبها فأرفدوه)) و لا يـقبل الثناء إلا من مكافيءٍ و لا يقطع على أحدٍ حديثه حتى يجوز فيقطعه بنهي أو قيامٍ .

حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشینوں کے بارے میں پوچھا کہ آپ کا اُن کے ساتھ کیسا سلوک ہوتا تھا؟ تو اُنھوں نے فرمایا:

آپ ہمیشہ خوش رہتے، نرم اخلاق والے (اور) نرم طبیعت والے تھے، آپ کھردرے، سخت شور مچانے والے، تند خو، عیب جو اور خوشامدی نہیں تھے، جس چیز کی ضرورت نہ ہوتی تو اس سے بے نیازی کا اظہار فرماتے، پُر اُمید شخص آپ سے مایوس نہ ہوتا اور نہ اسے ناکام لوٹاتے۔ آپ نے خود کو تین چیزوں سے بالکل الگ رکھا: جھگڑالوپن، کثرتِ کلام اور خود سے غیر متعلقہ امور۔

آپ نے لوگوں کو تین چیزوں سے محفوظ رکھا: کسی کی مذمت نہ کرتے، عیب جوئی نہ کرتے، اسے عار نہ دلاتے اور نہ اس کے پوشیدہ رازوں کی تلاش میں رہتے۔

آپ وہی گفتگو فرماتے جس میں ثواب کی امید رکھتے۔ جب آپ گفتگو شروع کرتے تو آپ کے ہم نشین خاموش ہو جاتے جیسا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں، جب آپ (اپنی بات مکمل کر کے) خاموش ہو جاتے تو تب وہ (صحابہ کرام) بات کرتے، وہ آپ کی موجودگی میں آپس میں بات نہیں کرتے تھے، جو شخص آپ کے پاس گفتگو کرتا تو اس کی گفتگو مکمل ہونے تک دوسرے لوگ خاموش رہتے، آپ کے پاس جو پہلے بات کرتا اسی کی بات ہوتی۔

جس چیز سے صحابہ ہنستے تو آپ بھی ہنستے تھے اور جس پر صحابہ تعجب کرتے تو آپ بھی متعجب ہوتے تھے۔ آپ مسافر اور اجنبی کی ناروا گفتگو اور غلط طریقۂ سوال پر صبر فرماتے، حتیٰ کہ صحابہ ایسے شخص کو آپ کی مجلس میں لے آتے اور آپ فرماتے: جب تم کسی ضرورت مند کو

دیکھوتو اس سے تعاون کرو۔

آپ صرف اسی کی تعریف قبول کرتے جو معتدل ومیانہ رو ہوتا، آپ کسی کی گفتگو نہ کاٹتے اِلا یہ کہ وہ حد سے تجاوز کرے، پھر اسے منع کر دیتے یا خود کھڑے ہو جاتے تھے۔

تحقیق وتخریج: سنده ضعيف

نیز دیکھئے حدیث سابق: ۸، ۲۲۴، ۳۳۵

۳۵۱) حدثنا محمد بن بشار : أنا عبد الرحمن بن مهدي : أنا سفيان عن محمد بن المنكدر ، قال : سمعت جابر بن عبد الله رضي الله عنه يقول :

ما سئل رسول الله ﷺ شيئاً قط فقال :لا .

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب بھی کوئی سوال ہوا تو آپ نے ''نہیں'' کبھی نہیں کہا۔

تحقیق وتخریج: صحيح

صحیح مسلم (۲۳۱۱) من حدیث عبدالرحمٰن بن مہدی.

صحیح بخاری (۶۰۳۴) من حدیث سفیان الثوری بہ وتابعہ سفیان بن عیینہ.

شرح وفوائد:

۱: آپ ﷺ بہت زیادہ سخی تھے۔

۲: آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کچھ بھی جمع نہیں کیا۔

۳: ضرورت کی چیز اس متعلقہ شخص سے مانگنا جائز ہے، جس سے اس چیز کے ملنے کی امید ہے۔

۳۵۲) حدثنا عبد الله بن عمران أبو القاسم القرشي المكي : أنا إبراهيم بن سعد عن ابن شهاب عن عبيد الله عن ابن عباس رضي الله عنهما قال :

كان رسول الله ﷺ أجود الناس بالخير ، وكان أجود ما يكون في شهر رمضان حتى ينسلخ فيأتيه جبريل عليه السلام فيعرض عليه القرآن فإذا

لقيه جبريل كان النبي ﷺ أجود بالخير من الريح المرسلة .

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بہترین مال خرچ کرنے میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں رمضان ختم ہونے تک تو آپ بہت ہی سخاوت فرماتے تھے، پس جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آتے تو آپ کے ساتھ قرآن کا دور فرماتے، پھر جب آپ کی جبریل (علیہ السلام) سے ملاقات ہوتی تو تیز ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔

تحقیق و تخریج: صحیح

صحیح بخاری (۴۹۹۷)

صحیح مسلم (۲۳۰۸) من حدیث ابراہیم بن سعد بہ.

شرح و فوائد:

۱: سال میں کم از کم ایک دفعہ رمضان میں قرآن مجید کا دور کرنا مسنون ہے اور اس سے زیادہ بہتر ہے۔

۲: قیامِ رمضان میں مکمل قرآن مجید پڑھنا یعنی تکمیلِ قرآن بھی دور کی ایک قسم ہے۔

۳: رسول اللہ ﷺ سیدنا جبریل علیہ السلام سے ملاقات پر بہت خوش ہوتے تھے۔

۴: کثرتِ تلاوت سے بندے میں دنیا سے بے رغبتی، زہد و سخاوت پیدا ہوتی ہے اور پہلے سے موجود سخاوت شدید تر ہو جاتی ہے۔

۳۵۲) حدثنا قتيبة : أخبرنا جعفر بن سليمان عن ثابت عن أنس رضي الله عنه، قال : كان النبي ﷺ لا يدخر شيئاً لغد .

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کل کے لئے کچھ بھی بچا کر نہیں رکھتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سنده حسن (سنن ترمذی:۲۳۶۲ وقال: غریب...)

شرح السنۃ للبغوی (۱۳/۲۵۳ ح ۳۶۹۰) صحیح ابن حبان (۲۱۳۹)

شرح و فوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ متوکل اور سخی تھے۔

۲: اگر چہ کل کے لئے بچا کر رکھنا جائز ہے جیسا کہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے، لیکن توکل کا اعلیٰ مقام یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو کل کی فکر سے آزاد کر دے۔

۳۵۴) حدثنا هارون بن موسى بن أبي علقمة المديني : أخبرني أبي عن هشام ابن سعد عن زيد بن أسلم عن أبيه عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه ، أن رجلا جاء إلى النبي ﷺ فسأله أن يعطيه فقال النبي ﷺ : ((**ما عندي شئ ولكن ابتع عليَّ فإذا جاءَ ني شئ قضيته .**)) فقال عمر : يا رسول الله! قد أعطيته فما كلفك الله ما لا تقدر عليه . فكره رسول الله ﷺ قول عمر فقال رجل من الأنصار : يا رسول الله ! أنفق ولا تخف من ذى العرش إقلالاً . فتبسم رسول الله ﷺ وعرف البشر في وجهه لقول الأنصاري ثم قال :

((**بهذا أمرت .**))

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کے پاس آ کر سوال کیا کہ اسے کچھ دیا جائے تو نبی ﷺ نے فرمایا: میرے پاس کوئی چیز موجود نہیں ہے، لیکن میرے نام پر (مطلوبہ چیز) خرید لو، پھر جب میرے پاس کوئی چیز آئے گی تو میں اس (قرض) کو ادا کر دوں گا۔ عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: یارسول اللہ! آپ نے اسے (بہت کچھ) دیا ہے، لہٰذا اللہ نے آپ کو اس کا مکلف نہیں بنایا جس کی آپ کے پاس استطاعت نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے عمر (رضی اللہ عنہ) کے قول کو ناپسند کیا تو ایک انصاری نے کہا: یارسول اللہ! آپ خرچ کریں اور عرش والے (اللہ) کی طرف سے کسی کمی کا خوف نہ کریں۔

پس رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور آپ کے چہرے پر انصاری کی بات سے خوشی کے آثار نظر آنے لگے اور آپ نے فرمایا: مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔

تحقیق وتخریج: **سنده ضعيف**

اس کا راوی موسیٰ بن ابی علقمہ مجہول ہے۔

اور ابو الشیخ الاصبہانی کی کتاب: اخلاق النبی ﷺ (ص ۵۳) کی ایک روایت میں

اس کی ضعیف و مردود متابعت بھی آئی ہے۔ (دیکھئے مختصر الشمائل للالبانی:۳۰۵)
جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور روایت ضعیف ہی ہے۔

۳۵۵) حدثنا علي بن حجر : أنا شريك عن عبد الله بن محمد بن عقيل عن الربيع بنت معوذ بن عفراء رضي الله عنها ، قالت : **أتيت النبي ﷺ بقناعٍ من رطبٍ و أجرٍ زغبٍ فأعطاني ملءَ كفه حليًّا أو ذهبًا .**

ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس تازہ کھجوروں اور نرم و نازک ککڑیوں کی ایک ٹوکری لائی تو آپ نے اپنی ہتھیلی بھر کر مجھے زیور یا سونا دیا۔

تحقیق و تخریج: **سنده ضعيف**
دیکھئے حدیث سابق:۲۰۲

۳۵۶) حدثنا علي بن خشرم وغير واحد ، قالوا : أخبرنا عيسى بن يونس عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها : **أن النبي ﷺ كان يقبل الهدية و يثيب عليها .**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ تحفہ قبول کرتے اور تحفہ لانے والے کو اس کے بدلے میں کوئی تحفہ دیتے تھے۔

تحقیق و تخریج: **سنده صحيح** (سنن ترمذی:۱۹۵۳، وقال: حسن صحیح)
صحیح بخاری (۲۵۸۵)

شرح و فوائد:

۱: تحفے کے بدلے میں تحفہ دینا سنت ہے۔
۲: رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے۔
۳: تحفے کے بدلے میں بہتر یا کم تحفہ بھی دیا جا سکتا ہے۔
۴: ایک دوسرے کو تحفے دینا مسنون اور باعثِ محبت ہے۔

٤٩: باب حياء رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی حیا کا بیان

۳۵۷) حدثنا محمود بن غيلان : أنا أبو داود : ثنا شعبة عن قتادة ، قال : سمعت عبد الله بن أبي عتبة يحدث عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه ، قال : **كان رسول الله ﷺ أشد حياء من العذراء في خدرها و كان إذا كره الشيء عرف في وجهه .**

ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پردہ دار کنواری سے زیادہ شرم و حیا والے تھے اور آپ جب کسی چیز کو ناپسند کرتے تو اس کا اثر آپ کے چہرہ مبارک پر ظاہر ہو جاتا تھا۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح

صحیح بخاری (۳۵۶۲) صحیح مسلم (۲۳۲۰)

مسند ابی داود الطیالسی (۲۲۲۲ نسخہ محققہ: ۲۳۳۶)

شرح و فوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ بہت زیادہ حیادار تھے۔

۲: صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حیا ایمان میں سے ہے اور حیا سے اچھائی ہی پیدا ہوتی ہے۔

۳: انسان کی اصلاح میں بنیادی کردار حیا کا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں تک کلامِ نبوت کی یہ بات پہنچی ہے کہ ((**إذا لم تستحِ فافعل ما شئت .**))

جب شرم و حیا ہی نہ رہے تو جو چاہے کرو۔ (صحیح بخاری: ۳۴۸۳)

۳۵۸) حدثنا محمود بن غيلان : أنا وكيع : أنا سفيان عن منصور عن موسى بن عبد الله بن يزيد الخطمي عن مولى لعائشة رضي الله عنها ، قال قالت

عائشة : ما نظرت إلى فرج رسول الله ﷺ أو قالت : ما رأيت **فرجَ رسول الله ﷺ قط** .

عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام سے روایت ہے کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ کبھی نہیں دیکھی۔

تحقیق وتخریج: سنده ضعيف

سنن ابن ماجہ (۶۶۲، ۱۹۲۲)

اس روایت کی سند اس وجہ سے ضعیف ہے کہ اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا غلام مجہول راوی ہے۔ بوصیری نے کہا: " **هذا إسناد ضعيف ، مولى عائشه لم يسم** "
یہ سند ضعیف ہے، عائشہ کے غلام کا نام (اور توثیق) معلوم نہیں ہے۔

(زوائد سنن ابن ماجہ بحوالہ انوار الصحیفہ ص ۴۰۲)

فائدہ: ضعیف روایت کا وجود اور عدمِ وجود ایک برابر ہے۔ دیکھئے کتاب المجروحین لابن حبان (۱/ ۳۲۸ ترجمۃ سعید بن زیاد بن قائد، دوسرا نسخہ ۱/ ۴۱۲)

۵۰: باب حجامة رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے سینگی لگوانے کا بیان

۳۵۹) حدثنا علي بن حجر : أنا إسماعيل بن جعفر عن حميد ، قال : سئل أنس بن مالك رضي الله عنه عن كسب الحجام ، فقال أنس رضي الله عنه : احتجم رسول الله ﷺ ، حجمه أبو طيبة ، فأمر له بصاعين من طعامٍ و كلّم أهله فوضعوا عنه من خراجه ، وقال : ((**إن أفضل ما تداويتم به الحجامة ، أو إن من أمثل دوائكم الحجامة .**))

حمید (الطّویل رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سینگی لگانے والے کی کمائی کے بارے میں پوچھا گیا تو انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوائی، ابوطیبہ (رضی اللہ عنہ) نے آپ کو سینگی لگائی تھی، پھر آپ (ﷺ) نے حکم دیا کہ انھیں دو صاع اناج دیا جائے اور اس کے مالکوں سے بات کی کہ اس کا خراج کچھ کم کر دیں اور فرمایا: تمھارا بہترین علاج یا تمھاری بہترین دوا سینگی لگانا ہے۔

تحقیق و تخریج: **سندہ صحیح** (سنن ترمذی: ۱۲۷۸، وقال: حسن صحیح)
صحیح مسلم (۱۵۷۷) عن علی بن حجر.
صحیح بخاری (۵۶۹۶) من حدیث حمید الطّویل بہ.

شرح و فوائد:

۱: ماہر طبیب کا ایک مخصوص طریقے سے مریض کے جسم سے کچھ خون نکال کر علاج کرنا عربی میں حجامت اور اردو میں سینگی لگوانا یا پچھنے لگوانا کہلاتا ہے۔

۲: سینگی لگوانے کی مزدوری خبیث نہیں بلکہ جائز ہے۔

۳: جب مسئلہ پوچھا جائے تو اس کا جواب دلیل سے دینا چاہیے۔

۴: بیمار کا کسی ماہر طبیب سے سینگی لگوانا بہترین علاج ہے۔

۵: خراج اس رقم کو کہتے ہیں جو غلام اپنے آقا کو (آزاد ہو جانے تک) ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے۔

۳۶۰) حدثنا عمرو بن علي : أخبرنا أبو داود : أنا ورقاء بن عمر ، عن عبدالأعلى عن أبي جميلة عن علي رضي الله عنه : **أن النبي ﷺ احتجم وأمرني فأعطيت الحجام أجره .**

علی (بن ابی طالب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سینگی لگوائی اور مجھے حکم دیا تو میں نے سینگی لگانے والے کو مزدوری دی۔

تحقیق وتخریج: حسن

سنن ابن ماجہ (۲۱۶۳) عن عمرو بن علی الفلاس بہ.

اس روایت کی سند اگرچہ عبدالاعلیٰ بن عامر الثعلبی کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن یہ روایت شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

۳۶۱) حدثنا هارون إسحاق الهمداني : أنا عبدة عن سفيان الثوري عن جابر عن الشعبي عن ابن عباس رضي الله عنهما ، أظنه قال :

إن النبي ﷺ احتجم في الأخدعين و بين الكتفين ، وأعطى الحجام أجره، ولو كان حرامًا لم يعطه.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، میرا خیال ہے کہ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے کندھوں کے درمیان گردن کی دو رگوں پر سینگی لگوائی، سینگی لگانے والے کو مزدوری دی اور اگر یہ حرام ہوتی تو آپ اسے کبھی مزدوری نہ دیتے۔

تحقیق وتخریج: حسن

اس روایت کی سند جابر جعفی کی وجہ سے سخت ضعیف ہے اور ایک دوسری علتِ قادحہ بھی ہے، لیکن صحیح بخاری (۱۸۳۵) اور صحیح مسلم (۱۲۰۲) میں اس کے شواہد ہیں، جن کے ساتھ یہ حسن ہے۔ واللہ اعلم

۳۶۲) حدثنا هارون بن إسحاق : أنا عبدة عن ابن أبي ليلى عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما : أن النبي ﷺ دعىٰ حجامًا فحجمه ، و سأله :

((كم خراجك ؟)) فقال : ثلاثة آصع . فوضع عنه صاعًا و أعطاه أجره .

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک سینگی لگانے والے کو بلایا اور سینگی لگوائی اور پوچھا: تمھارا خراج کتنا ہے؟ اس نے کہا: تین صاع۔ تو آپ نے اس میں سے ایک صاع کم کروا دیا اور اسے مزدوری بھی دی۔

تحقیق و تخریج: حسن

اس روایت کی سند محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ (ضعیف عندالجمہور) کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن مسند احمد (۳/۳۵۳) میں اس کا ایک صحیح شاہد ہے، جس کے ساتھ یہ حسن یا صحیح ہے۔ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۳۵۹

۳۶۳) حدثنا عبد القدوس بن محمد العطار البصري : أنا عمرو بن عاصم: أنا همام و جرير بن حازم ، قالا : أنا قتادة عن أنس رضي الله عنه ، قال :

كان النبي ﷺ يحتجم في الأخدعين والكاهل و كان يحتجم لسبع عشرة و تسع عشرة وإحدى و عشرين .

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ گردن اور کندھوں کی دو رگوں پر سینگی لگواتے تھے، آپ (چاند کی) سترہ، انیس اور اکیس کو سینگی لگواتے تھے۔

تحقیق و تخریج: سنده ضعيف (سنن ترمذی: ۲۰۵۱ وقال: حسن غریب)

سنن ابی داود (۳۸۶۰)

سنن ابن ماجہ (۳۴۸۳)

اس روایت کی سند امام قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے۔ امام قتادہ مدلس تھے۔ دیکھئے طبقات المدلسین بتحقیقی (۳/۹۲)

اور غیر صحیحین میں مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے الا یہ کہ تخصیص کی کوئی

دلیل ثابت ہو۔

٣٦٤) حدثنا إسحاق بن منصور : أنا عبد الرزاق عن معمر عن قتادة عن أنس رضي الله عنه : أن **رسول الله ﷺ احتجم وهو محرم بملل على ظهر القدم .**

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حالتِ احرام میں ملل نامی مقام پر اپنے پاؤں کی پشت پر سینگی لگوائی۔

تحقیق و تخریج: **سنده ضعيف**

سنن ابی داود (١٨٣٧)

سنن نسائی (٢٨٥٢)

اس روایت کی سند قتادہ کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (دیکھئے حدیث سابق: ٣٦٣)

اور سنن ابی داود (٣٨٦٣) میں اس کا ایک ضعیف شاہد بھی ہے۔

تنبیہ: سینگی لگوانے کے مسائل و معلومات کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ٨٤ ص ٤٠۔٤٤

٥١: باب أسماء رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے ناموں کا بیان

٣٦٥) حدثنا سعيد بن عبد الرحمن المخزومي و غير واحدٍ ، قالوا: أنا سفيان عن الزهري عن محمد بن جبير بن مطعم عن أبيه رضي الله عنه ، قال قال رسول الله ﷺ : ((**إن لي أسماءً ، أنا محمد و أنا أحمد و أنا المّاحي الذي يمحو الله بي[1] الكفر و أنا الحاشر الذي يحشر الناس على قدمي ، و أنا العاقب، والعاقب الذي ليس بعده نبي .**))

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے کئی نام ہیں، میں محمد ہوں، احمد ہوں، ماحی (مٹانے والا) ہوں میرے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے، حاشر (اکٹھا کرنے والا) ہوں، لوگ میرے قدموں پر اکٹھے کیے جائیں گے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی (پیدا) نہ ہو۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی: ٢٨٤٠ وقال: حسن صحیح)

صحیح مسلم (٢٣٥٤) من حدیث سفیان بن عیینہ.

صحیح بخاری (٢٥٣٧) من حدیث ابن شہاب الزہری بہ.

شرح و فوائد:

١: سیدنا عیسیٰ بن مریم الناصری علیہ السلام جس احمد (فارقلیط) کی خوشخبری دیتے تھے۔

(دیکھئے سورۃ الصف: ٦)

اس سے مراد احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں جو کہ خاتم النبیین اور آخر النبیین ہیں۔

٢: محمد ﷺ کے بعد قیامت تک نبوت اور رسالت کا دروازہ بند ہے، لہٰذا اب نہ کوئی نبی

---

(١) من هامش الأصل .

پیدا ہوگا اور نہ رسول پیدا ہوگا۔

۳: بعض لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ننانوے یا سو نام ہیں اور بعض مصاحف (مطبوعہ قرآنوں) پر یہ لکھے ہوئے بھی ہوتے ہیں، لیکن ان کا ثبوت قرآن، حدیث اور اجماع سے نہیں ملا نہ آثارِ سلف صالحین سے یہ ثابت ہیں۔

۴: رسول اللہ ﷺ کے مشہور ترین دو نام ہیں: محمد اور احمدؐ اور آپ سے پہلے کسی کے یہ نام نہیں تھے۔

۵: رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لے کر قیامت تک پیدا ہونے والا جو شخص بھی نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، تشریعی یا غیر تشریعی نبوت ورسالت کا دعویٰ کرتا ہے، بروزی یا ظلی نبوت ورسالت کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ شخص کافر، مرتد، دجال اور واجب القتل ہے۔

۶: مرزا غلام احمد قادیانی دجال، مرتد اور بہت بڑا کافر تھا۔ اس کے تمام پیروکار مثلاً قادیانی، مرزائی، لاہوری مرزائی اور غلمدی سب کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان لوگوں کا اپنے آپ کو مسلمان یا احمدی کہلانا باطل اور بہت بڑا جھوٹ ہے۔

۳۶۶۔۳۶۷) حدثنا محمد بن طريف الكوفي : أنا أبو بكر بن عياش عن عاصم عن أبي وائل عن حذيفة رضي الله عنه قال : لقيت النبي ﷺ في بعض طرق المدينة فقال : ((**أنا محمد و أنا أحمد و أنا نبي الرحمة و أنا نبي التوبة و أنا المقفّى ، وأنا الحاشر و نبي الملاحم .**))

حدثنا إسحاق بن منصور : أنا النضر بن شميل : أنبأنا حماد بن سلمة عن عاصم عن زرّ عن حذيفة رضي الله عنه عن النبي ﷺ نحوه بمعناه .

هكذا قال حماد بن سلمة عن عاصم عن زر عن حذيفة .

حذیفہ (بن الیمان) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے کے کسی راستے میں میری ملاقات نبی ﷺ سے ہوئی تو آپ نے فرمایا: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں نبی رحمت ہوں، میں نبی توبہ ہوں، میں مقفّٰی (سب نبیوں کے بعد مبعوث کیا جانے والا) ہوں، میں حاشر (اکٹھا

کرنے والا) ہوں اور میں ملاحم (جنگوں) والا نبی ہوں۔

تحقیق وتخریج: سندہ حسن

کشف الاستار (۳/ ۱۲۰ ح ۲۳۷۸) من حدیث ابی بکر بن عیاش عن عاصم بن ابی النجود القاری عن ابی وائل عن حذیفہ بہ۔

مسند احمد (۵/ ۴۵۵) من حدیث حماد بن سلمہ عن عاصم بن ابی النجود عن زر بن حبیش عن حذیفہ بہ وصححہ ابن حبان (۲۰۹۵)

شرح وفوائد:

۱: عیسیٰ علیہ السلام جس احمد کی خوشخبری دیتے تھے اس سے مراد محمد ﷺ ہیں اور اسی پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ محمد ﷺ نے اپنے بعد کسی احمد کے آنے کی اطلاع نہیں دی بلکہ بنی اسرائیل والے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے (آسمان سے) نزول کی اطلاع دی جس کا وقوع قیامت سے پہلے برحق ہے اور پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں محمد ﷺ کی قبر کے پاس بنے گی۔

۲: رسول اللہ ﷺ رحمۃ للعالمین ہونے کے ساتھ ساتھ مجاہد بھی تھے اور کفار کے خلاف جہاد اور جنگ وقتال میں بنفسِ نفیس شریک ہوتے تھے۔

۵۲: باب عیش رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی زندگی وگزراوقات کا بیان

[وانظر حديث ٣٦٨، ٣٦٩ قبل ح ٧٢]

[حدیث نمبر ۳۶۸، ۳۶۹ کے لئے حدیث نمبر ۷۲ سے پہلے والے صفحات ملاحظہ فرمائیں]

۳۷۰) حدثنا قتيبة بن سعيد : أنا أبو الأحوص عن سماك بن حرب قال : سمعت النعمان بن بشير رضي الله عنه يقول : ألستم في طعامٍ و شرابٍ ما شئتم؟ **لقد رأيت نبيكم ﷺ و ما يجد من الدقل ما يملأ بطنه .**

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کیا ایسا نہیں کہ تم لوگ کھانے پینے جو چاہتے ہو میسر ہے؟ میں نے تو آپ کے نبی ﷺ کو دیکھا ہے، آپ پیٹ بھرنے کے لئے ردی کھجوریں بھی نہیں پاتے تھے۔

تحقیق وتخریج: سنده صحيح

صحیح مسلم (۲۹۷۷) نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۵۳

۳۷۱) حدثنا هارون بن إسحاق : أنا عبدة عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنهما قالت : **إن كنا آل محمد نمكث شهرًا ما نستوقد بنار، إن هو إلا الأسودان :التمر والماء .**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم آلِ محمد آگ جلائے بغیر مہینہ گزار دیتے تھے، صرف دو کالی چیزیں (ہمارے پاس) ہوتی تھیں: کھجور اور پانی۔

تحقیق وتخریج: سنده صحيح (سنن ترمذی: ۲۴۷۱ وقال: ھذا حدیث صحیح)

صحیح مسلم (۲۹۷۲)

شرح وفوائد:

۱: نبی ﷺ کی ازواج مطہرات بھی آلِ محمد ہیں، یعنی آپ کی آل اور اہلِ بیت ہیں۔

۲: مدینے کی عام کھجوریں کالی ہوتی تھی اور پانی کو تغلیباً یا برتنوں کی وجہ سے کالا کہا گیا ہے۔

۳: رسول اللہ ﷺ نے انتہائی فقر وقناعت پسندی کی زندگی گزاری ہے اور آپ اس پر صابر وشاکر اور راضی تھے، تاہم آپ کا فقر اختیاری تھا۔ جو کچھ آتا لوگوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

۳۷۲) حدثنا عبد الله بن أبي زياد : أنا سيار : أنا سهل بن أسلم عن يزيد بن أبي منصور عن أنس عن أبي طلحة رضي الله عنه قال : **شكونا إلى رسول الله ﷺ الجوع و رفعنا عن بطوننا عن حجر حجر ، فرفع رسول الله ﷺ عن بطنه عن حجرين .**

هذا حديث غريب من حديث أبي طلحة لا نعرفه إلا من هذا الوجه و معنى قوله : و رفعنا عن بطوننا عن حجر حجر ، كان أحدهم يشد في بطنه الحجر من الجهد والضعف الذي به من الجوع .

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹوں سے ایک ایک پتھر اٹھا کر دکھایا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیٹ مبارک سے دو پتھر اٹھا کر دکھائے۔ یہ حدیث ابوطلحہ کی سند سے غریب ہے اور ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ پیٹوں سے پتھر اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھوک اور کمزوری کی شدت کی وجہ سے کمر سیدھی رکھنے کے لئے پیٹ پر مضبوطی سے پتھر باندھ لیتے تھے۔

تحقیق وتخریج: سندہ حسن (سنن ترمذی:۲۳۷۱ وقال:غریب...)
المعجم الاوسط للطبرانی (۱/ ۴۴۵ ح ۸۰۳) من حدیث سہل بن اسلم بہ.

شرح وفوائد:

۱: دورِ رسالت میں نبی ﷺ اور صحابۂ کرام نے انتہائی مشکل حالات میں زندگی گزاری تھی۔

۲: مشکل کشا صرف ایک اللہ ہے۔

۳: یہ حدیث وصال کے روزوں کے علاوہ عام حالات پر محمول ہے، رہے وصال کے روزے تو ان کے دوران میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بطورِ معجزہ کھلاتا پلاتا تھا، جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے۔

۳۷۳) حدثنا محمد بن إسماعيل : أنا آدم بن أبي إياس : أنا شيبان أبو معاوية[۱] : أنا عبد الملك بن عمير عن أبي سلمة بن عبد الرحمن عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : خرج النبي ﷺ في ساعةٍ لا يخرج فيها و لا يلقاه فيها أحد، فأتاه أبو بكر رضي الله عنه ، فقال : ((**ما جاء بك يا أبا بكر ؟**)) فقال : خرجت ألقى رسول الله ﷺ و أنظر في وجهه ، و التسليم عليه ، فلم يلبث أن جاء عمر رضي الله عنه ، فقال : ((**ما جاء بك يا عمر ؟**)) قال : الجوع يا رسول الله ! فقال النبي ﷺ : ((**و أنا قد و جدت بعض ذلك .**)) فانطلقوا إلى منزل أبى الهيثم بن التيهان الأنصاري ، و كان رجلًا كثير النخيل و الشاء ، ولم يكن له خدم فلم يجدوه ، فقالوا لا مرأته : أين صاحبك ؟ فقالت : انطلق يستعذب لنا الماء ، فلم يلبثوا أن جاء أبو الهيثم رضي الله عنه بقربة يزعبها فوضعها ، ثم جاء يلتزم النبي ﷺ و يفديه بأبيه و أمه ثم انطلق بهم إلى حديقةٍ[۲] فبسط لهم بساطًا، ثم انطلق إلى نخلة فجاء بقنوٍ فوضعه ، فقال النبي ﷺ : ((**أفلا تنقيت لنا من رطبه ؟**)) فقال : يا رسول الله [إنما][۳] أردت أن تختاروا أو تخيّروا من رطبه و بسره ، فأكلوا و شربوا من ذلك الماء . فقال

....

(۱) من ب و جاء فی الأصل : "شيبان أنا مغوية" وهو خطأ

(۲) و في ب " حديقته "

(۳) من ب وجاء فی طبعة ماهر ياسين: " إني "

النبي ﷺ : ((هذا والذي نفسي بيده ![من] [(۱)] النعيم الذي تسألون عنه يوم القيامة !ظل بارد و رطب طيب و ماء بارد.)) فانطلق أبو الهيثم ليصنع لهم طعامًا . فقال النبي ﷺ : ((لا تذبحن ذات درٍّ))، فذبح لهم عناقًا أو جديًا فأتاهم بها ، فأكلوا ، فقال النبي ﷺ : ((هل لك خادم ؟)) قال : لا . قال : ((فإذا أتانا سبي فأتنا .)) فأتي النبي ﷺ برأسين ليس معهما ثالث ، فأتاه أبو الهيثم فقال النبي ﷺ : ((اختر منهما [(۲)])) فقال : يا نبي اللّٰه ! اختر لي . فقال النبي ﷺ : ((إن المستشار مؤتمن ، خذ هذا ، فإني رأيته يصلي ، و استوص به معروفًا .)) فانطلق أبو الهيثم إلى امرأته فأخبرها يقول رسول اللّٰه ﷺ ، فقالت امرأته : ما أنت ببالغ [حق] ما قال فيه النبي ﷺ إلا آن تعتقه ، قال : فهو عتيق ، فقال ﷺ: ((إن اللّٰه لم يبعث نبيًا ولا خليفةً إلا وله بطانتان : بطانة تأمره بالمعروف و تنهاه عن المنكر ، و بطانة لا تألوه خبالاً و من يوق بطانة السوء فقد وقي.))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت باہر تشریف لائے جس وقت آپ باہر نہیں آتے تھے اور نہ آپ سے کوئی ملاقات کرتا تھا، پھر ابوبکر (صدیق) رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے پوچھا: اے ابوبکر! کیوں آئے ہو؟ تو انھوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے، چہرہ مبارک کا دیدار کرنے اور آپ کو سلام کہنے کے لئے آیا ہوں۔

پھر تھوڑی دیر بعد عمر رضی اللہ عنہ آ گئے تو آپ نے کہا: اے عمر! کیوں آئے ہو؟

انھوں نے کہا: یارسول اللہ! بھوک کی وجہ سے آیا ہوں۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور میں بھی اسے (بھوک کو) کچھ کچھ محسوس کرر ہا ہوں۔

(۱) من نسخة ماهر ياسين .

(۲) من ب و جاء في الأصل: " اختره منهما ".

پھر وہ سب ابوالہیثم بن التیہان الانصاری (رضی اللہ عنہ) کے ڈیرے پر چلے گئے اور ابوالہیثم بہت سی کھجوروں اور بھیڑ بکریوں والے تھے، ان کا کوئی خادم نہیں تھا، لہٰذا ابوالہیثم سے آپ کی ملاقات نہ ہوئی تو ان کی بیوی سے پوچھا: تمھارا شوہر کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: ہمارے لئے میٹھا پانی لانے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔

پھر تھوڑی دیر کے بعد ابوالہیثم رضی اللہ عنہ ایک مشکیزہ اٹھائے ہوئے آ گئے تو اسے رکھ دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (معانقہ کرنے کے لئے) چمٹ گئے اور کہنے لگے: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔

پھر اپنے باغ کی طرف گئے تو آپ کے لئے چٹائی بچھادی، پھر ایک کھجور کے درخت سے ایک تازہ خوشہ (گچھا) لاکر (آپ کے سامنے) رکھ دیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس میں سے تر کھجوریں اتار کر کیوں نہیں لائے؟ انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے چاہا کہ آپ اس میں سے تازہ ادھ پکی اور پکی ہوئی کھجوروں میں جو پسند کریں نوش فرمائیں۔ پھر سب نے (انھیں) کھایا اور اس پانی میں سے پیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے میں قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا: ٹھنڈا سایہ، تازہ کھجوریں اور ٹھنڈا پانی۔ پھر ابوالہیثم کھانا تیار کرنے کے لئے جانے لگے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دودھ دینے والی بکری ذبح نہ کرنا۔ پھر انھوں نے اس میں سے کھایا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تمھارے پاس کوئی خادم (غلام) ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: جب ہمارے پاس قیدی آئیں تو اس وقت آنا۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین نہیں بلکہ صرف دو قیدی آئے تو (اتفاقیہ طور پر) ابوالہیثم آپ کے پاس آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کہا: ان دونوں میں سے ایک چن لو۔

انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ ہی میرے لئے چن لیں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے مشورہ مانگا جائے تو وہ امین ہوتا ہے، اسے لے لو، کیونکہ میں نے اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

پھر ابوالہیثم (رضی اللہ عنہ) اپنی بیوی کے پاس گئے اور اسے رسول اللہ ﷺ کی بات بتائی تو ان کی بیوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا ہے تم اس کا حق اسے آزاد کئے بغیر پورا نہیں کر سکتے۔ انھوں نے کہا: یہ آزاد ہے۔

پھر نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ نے جو بھی نبی بھیجا یا خلیفہ بنایا تو اس کے دو قسم کے مشیر ہوتے ہیں: ایک اسے نیکی کا حکم دیتا اور بُرائی سے منع کرتا ہے اور دوسرا جو اسے بگاڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا اور جو شخص بُرے مشیر کے شر سے بچالیا گیا تو وہی درحقیقت محفوظ ہے۔

تحقیق و تخریج: سنده ضعيف (سنن ترمذی: ۲۳۶۹ وقال: حسن صحیح غریب)

اس روایت کی سند عبدالملک بن عمیر مدلس کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دیکھئے انوار الصحیفہ (ص ۲۵۳)

اس روایت کی اصل صحیح بخاری (۷۱۹۸) سنن ابی داود (۵۱۲۸) اور سنن ابن ماجہ (۳۷۴۵) میں مختصر طور پر مذکور ہے اور وہ صحیح ہے۔

عبدالملک بن عمیر کے مدلس ہونے کے لئے دیکھئے طبقات المدلسین (طبقہ ثالثہ ۸۴/۳)

٣٧٤) حدثنا عمر بن إسماعيل بن مجالد بن سعيد : أنا أبي عن بيان [بن بشر](١) عن قيس بن أبي حازم ، قال : سمعت سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه يقول : إني لأول رجلٍ اهراق دمًا في سبيل الله ، وإني لأول رجلٍ رمىٰ بسهمٍ في سبيل الله، لقد رأيتني أغزو في العصابة من أصحاب محمد ﷺ و ما نأكل إلا ورق الشجر والحبلة ، حتى تقرحت أشداقنا، حتى أن أحدنا ليضع كما تضع الشاة والبعير ، و أصبحت بنو أسد تعزرني في الدين . لقد خبت إذا وضل عملي .

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے راستے میں سب سے پہلے میں نے خون

(١) من نسخة ماهر ياسين .

بہایا اور اللہ کے راستے میں سب سے پہلے میں نے تیر چلایا، مجھے یاد ہے کہ محمد ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ میں جہاد کرتا تھا، ہمیں کھانے کے لئے صرف پتے اور جھاڑیوں کے پھل ملتے جنھیں ہم کھاتے تھے حتیٰ کہ ہمارے جبڑے زخمی ہو جاتے، ہم بکریوں اور اونٹوں کی طرح مینگنیوں جیسی قضائے حاجت کرتے تھے اور اب بنو اسد دین کے بارے میں بُرا کہتے ہیں، میں تو پھر ذلیل و رسوا ہو گیا اور پھر تو میرے اعمال ضائع ہو گئے۔

تحقیق و تخریج: سنده ضعيف جدًا (سنن ترمذی: ۲۳۶۵ وقال: حسن صحیح) شرح السنۃ للبغوی (۳۹۲۳)

اس سند کا راوی عمر بن اسماعیل بن مجالد بن سعید متروک و مجروح ہے، لہٰذا یہ سند سخت ضعیف ہے۔ اس سلسلے میں صحیح بخاری (۶۴۵۳) صحیح مسلم (۲۹۶۶) اور سنن ترمذی (۲۳۶۷) والی حدیث صحیح ہے اور وہ اس باطل روایت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

۳۷۵) حدثنا محمد بن بشار: أنا صفوان بن عيسى: أنا عمرو بن عيسى أبو نعامة العدوي، قال: سمعت خالد بن عمير و شويسًا أبا الرقاد (۱) قال: بعث عمر بن الخطاب رضي الله عنه عتبة بن غزوان، وقال: انطلق أنت و من معك حتى إذا كنتم في أقصى أرض (۲) العرب و أدنى أرض العجم فأقبلوا حتى إذا كانوا بالمربد و جدوا هذا الكذان، قالوا: ما هذه؟ [قالوا:] (۳) هذه البصرة، فساروا حتى إذا بلغوا حيال الجسر الصغير، قالوا: ههنا أمرتم فنزلوا، فذكروا الحديث بطوله، قال: فقال عتبة بن غزوان رضي الله عنه: لقد رأيتني

(۱) سقطت " د" من الأصل و زدته من ب.

(۲) من هامش الأصل ومن ب وجاء في الأصل " بلاد" و ضرب عليه الناسخ و كتب " أرض" صح

(۳) من ب.

و إني لسابع سبعةٍ مع رسول الله ﷺ ، ما لنا طعام إلا ورق الشجر حتى تقرحت أشداقنا، فالتقطت بردةً فقسمتها بيني و بين سعد ، فما منا من أولئك السبعة أحد إلا وهو أمير مصر من الأمصار و ستجربون الأمراء بعدي .

خالد بن عمیر (رحمہ اللہ) اور شویس ابوالرقاد سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا اور کہا: تم اور تمھارے ساتھی جا دَ، پھر جب تم سرزمینِ عرب کے آخری حصے اور سرزمینِ عجم کے پہلے حصے پر پہنچو (تو قیام کرو) پس وہ روانہ ہوئے اور جب مربد (کے مقام) پر پہنچے تو وہاں سفید پتھر (سنگ مرمر) دیکھے اور پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: بصرہ ہے۔ پھر وہ چلے جب چھوٹے پل کے قریب پہنچے تو کہا: تمھیں اس جگہ کا حکم دیا گیا تھا، پھر وہاں اتر پڑے۔

پھر انھوں نے لمبی حدیث بیان کی۔ تو عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتواں آدمی تھا، ہمارے پاس درختوں کے پتوں کے علاوہ کوئی کھانا نہیں تھا، حتیٰ کہ ہمارے (ہونٹ اور) جبڑے پھٹ گئے، پھر مجھے ایک چادر ملی تو میں نے اسے اپنے اور سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کے درمیان تقسیم کرلیا، ان سات آدمیوں میں سے اب کوئی بھی ایسا نہیں جو کسی شہر کا امیر نہ ہو اور ہمارے بعد تمھیں امیروں کا تجربہ ہوگا۔

تحقیق و تخریج: سنده ضعيف

یہ سند اس وجہ سے ضعیف ہے کہ صفوان بن عیسیٰ کا ابونعامہ سے ان کے اختلاط سے پہلے کا سماع معلوم نہیں اور وہ "صدوق اختلط" سچے، اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔

دیکھئے تقریب التہذیب (۵۰۸۹)

اس باب میں ایک مختصر روایت صحیح مسلم (۲۹۶۷) اور سنن ترمذی (۲۵۷۵) میں دوسری سند سے مروی ہے اور وہ صحیح ہے۔

۳۷۶) حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن : أنا روح بن أسلم أبو حاتم البصري: أنا حماد بن سلمة : أنا ثابت عن أنس رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ :

((لقد أخفت في اللّٰه و ما يخاف أحد و لقد أوذيت في اللّٰه و ما يؤذى أحد و لقد أتت علي ثلاثون من بين ليلة و يومٍ، ما لي و لبلالٍ طعام يأكله ذو كبدٍ إلا شئ يواريه إبط بلالٍ .))

انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اللہ کے بارے میں ڈرایا گیا اور (آج) کوئی نہیں ڈرایا جاتا اور مجھے اللہ کے (دین کے) بارے میں تکلیف پہنچائی گئی اور (آج) کسی کو تکلیف نہیں دی جاتی، مجھ پر تیس دن رات ایسے آئے ہیں کہ میرے اور بلال کے لئے ایسا کھانا نہیں ہوتا تھا جسے کوئی جگر والا جاندار کھا سکے سوائے اس چیز کے جسے بلال نے اپنی بغلوں میں چھپا رکھا ہوتا تھا۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح (سنن ترمذی: ۲۴۷۲ وقال: ھذا حدیث صحیح)

سنن ابن ماجہ (۱۵۱)

صحیح ابن حبان (۲۵۲۸)

شرح و فوائد:

۱: یہ اس وقت کی بات ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے ہجرت کر کے مدینے کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ دیکھئے جمع الوسائل (۲/ ۲۴۷)

۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی دعوت میں بہت تکلیفیں برداشت کیں۔

۳۷۷) حدثنا عبد اللّٰه بن عبد الرحمن : أنا عفان بن مسلم : أنا أبان بن يزيد العطار : أنا قتادة عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه : **أن النبي ﷺ لم يجتمع عنده غداء و لا عشاء من خبزٍ و لحمٍ إلا على ضففٍ** . قال عبد اللّٰه : قال بعضهم : فهو(۱) كثرة الأيدي .

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صبح اور عشاء کے کھانے میں کبھی

(۱) و في ب: "هو".

روٹی اور گوشت اکٹھے نہیں ہوئے سوائے کبھی کبھار کے۔

عبداللہ (بن عبدالرحمٰن الدارمی رحمہ اللہ) نے فرمایا: ضــــفف سے مراد ہاتھوں کی کثرت (یعنی بہت سے مہمانوں کا آنا) ہے۔

تحقیق و تخریج: سندہ ضعیف

مسند احمد (۳/ ۲۷۰)

اس روایت کی سند قتادہ رحمہ اللہ کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس کا ایک ضعیف شاہد ۳۶۹ نمبر پر یعنی حدیث نمبر ۲۷ سے پہلے گزر چکا ہے۔

۳۷۸) حدثنا عبد بن حميد : أنا محمد بن إسماعيل بن أبي فديك: أخبرني ابن أبي ذئب عن مسلم بن جندب عن نوفل بن إياس الهذلي قال كان عبدالرحمن بن عوف رضي الله عنه لنا جليسًا و كان نعم الجليس وإنه انقلب بنا ذات يوم حتى إذا دخلنا بيته دخل و دخل فاغتسل ثم خرج ، و أتينا بصحفةٍ فيها خبزٌ ولحم ، فلما وضعت بكىٰ عبد الرحمن فقلت : يا أبا محمد! ما يبكيك ؟ فقال : هلك رسول الله ﷺ ولم يشبع هو و أهل بيته من خبز الشعير فلا أرانا أخرنا لما هو خير لنا.

نوفل بن ایاس الہذلی سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہماری مجلس میں بیٹھتے اور وہ بہترین ساتھی تھے۔ ایک دن وہ ہمیں اپنے گھر لے گئے، جب ہم ان کے گھر گئے تو وہ اندر چلے گئے، پھر نہا کر باہر تشریف لائے اور ہمارے لئے ایک پیالہ لائے جس میں روٹی اور گوشت تھا، جب وہ رکھا گیا تو عبدالرحمٰن رونے لگے۔ میں نے کہا: اے ابومحمد! آپ کو کیا چیز رلا رہی ہے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو (زندگی بھر) خوب پیٹ بھر کر جَو کی روٹی میسر نہیں تھی، میں نہیں سمجھتا کہ ہمیں کسی بہتر چیز کے لئے مؤخر کیا گیا ہے۔

تحقیق و تخریج: سندہ ضعیف.

مسند البزار (البحر الزخار ۳/۲۷۰ح ۱۰۶۱)
وحسنہ الہیثمی (۱۰/۳۱۲)!

اس روایت کی سند نوفل بن ایاس الہذلی مجہول الحال کی وجہ سے ضعیف ہے، جسے متقدمین میں سے ابن حبان کے علاوہ کسی نے ثقہ قرار نہیں دیا۔

۵۳: باب سن رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی عمر کا بیان

۳۷۹) حدثنا أحمد بن منیع : أنا رَوح بن عبادة : أنا زکریا بن إسحاق : أنا عمرو بن دینار عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: **مکث النبي ﷺ ثلاث عشرة بمکة یعني یوحی إلیه و بالمدینة عشرًا و توفي وهو ابن ثلاث و ستین .**

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مکہ میں تیرہ سال رہے، یعنی آپ پر وحی نازل ہوتی رہی اور مدینہ میں دس سال رہے اور تریسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

تحقیق و تخریج: **سندہ صحیح** (سنن ترمذی:۳۶۵۲ وقال:حسن غریب من حدیث عمرو بن دینار)

صحیح بخاری (۳۹۰۳) صحیح مسلم (۲۳۵۱)

۳۸۰) حدثنا محمد بن بشار : أنا محمد بن جعفر عن شعبة عن أبي إسحاق عن عامر بن سعد عن جریر عن معاویة رضي الله عنه أنه سمعه یخطب ، قال : **مات رسول الله ﷺ وهو ابن ثلاث و ستین و أبو بکر و عمر رضي الله عنهما و أنا ابن ثلاث و ستین .**

معاویہ (بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ) نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: رسول اللہ ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما تریسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور میری عمر تریسٹھ سال ہو چکی ہے۔

تحقیق و تخریج: **سندہ صحیح** (سنن ترمذی:۳۶۵۳ وقال:حسن صحیح)

صحیح مسلم (۲۳۵۲)

شرح و فوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ کا تریسٹھ سال کی عمر میں فوت ہونے پر اتفاق ہے اور ان سالوں سے

مراد قمری سال ہیں۔

۲: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس خطبے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تریسٹھ سال کی عمر میں فوت ہونے کی خواہش رکھتے تھے، تاہم دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ وہ کافی عرصہ زندہ رہے اور اسی (۸۰) سال کے کم وبیش میں فوت ہوئے۔

۳۸۱) حدثنا حسين بن مهدي البصري : أنا عبد الرزاق عن ابن جريج عن الزهري عن عروة عن عائشة رضي الله عنها : **أن النبي ﷺ مات وهو ابن ثلاث و ستين .**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وفات پائی تو آپ کی عمر تریسٹھ برس تھی۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:۳۶۵۴ وقال: حسن صحیح)

صحیح بخاری (۳۵۳۶)

صحیح مسلم (۲۳۴۹)

۳۸۲) حدثنا أحمد بن منيع و يعقوب بن إبراهيم الدورقي ، قال : أنا إسماعيل ابن علية عن خالد الحذاء : أخبرني عمار مولى بني هاشم قال : سمعت ابن عباس رضي الله عنه يقول : **توفي رسول الله ﷺ وهو ابن خمس و ستين .**

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے (ایک) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو آپ کی عمر پینسٹھ برس تھی۔

تحقیق و تخریج: سندہ حسن (سنن ترمذی: ۳۶۵۰ وقال: حسن الاسناد صحیح)

صحیح مسلم (۲۳۵۳)

شرح و فوائد:

۱: صحیح ترین یہی ہے کہ نبی ﷺ تریسٹھ (۶۳) قمری سال کی عمر میں فوت ہوئے، جیسا کہ اکثر روایات سے ثابت ہے، لہٰذا عمار بن ابی عمار (صدوق حسن الحدیث، وثقہ الجمہور) کی اس عجیب وغریب روایت سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت اور وفات والے

چند دنوں یا چند مہینوں کو عام عربوں کی عادت کے مطابق سال بنا دیا گیا ہے اور اس طرح ۶۳ پر دو سالوں کا اضافہ ہو گیا ہے۔ نیز دیکھئے جمع الوسائل (۲/۲۵۰)

۲: ایک روایت میں ساٹھ سال کا ذکر بھی آیا ہے اور اس کی تطبیق آسان ہے کہ اس میں صرف دہائیاں بیان کی گئی ہیں اور اکائیاں چھوڑ دی گئی ہیں۔

۳: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تریسٹھ سال والی صحیح ترین روایت گزر چکی ہے۔

دیکھئے حدیث سابق: ۳۷۹

۳۸۳) حدثنا محمد بن بشار و محمد بن أبان قالا : أنا معاذ بن هشام : أخبرني أبي عن قتادة عن الحسن عن دغفل بن حنظلة رضي الله عنه : **أن النبي ﷺ قبض وهو ابن خمس و ستين .**

قال أبو عيسى : و دغفل لا نعرف له سماعًا من النبي ﷺ و كان في زمن النبي ﷺ رجلاً .

دغفل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پینسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

ابوعیسیٰ (ترمذی) نے کہا: ہمیں دغفل کا نبی ﷺ سے سماع معلوم نہیں ہے اور وہ نبی ﷺ کے زمانے میں (نوجوان یا پکی عمر والے) آدمی تھے۔

تحقیق وتخریج: حسن (سنن ترمذی: ۳۶۵۲ وتکلم فیہ)

وصححہ الذہبی فی السیرۃ النبویۃ (ص ۵۷۴)

اس حدیث کی سند کئی وجہ سے ضعیف ہے، جن میں سے دو درج ذیل ہیں:

۱: قتادہ مدلس تھے اور یہ روایت عن سے ہے۔

۲: حسن بصری مدلس تھے اور یہ روایت معنعن (عن سے) ہے۔

مزید یہ کہ خود امام ترمذی نے اس روایت پر جرح کر رکھی ہے اور دغفل بن حنظلہ کے صحابی ہونے میں شک کا اظہار کیا ہے۔

سابق حدیث (۳۸۲) اس کا حسن لذاتہ شاہد ہے، جس کے ساتھ یہ ضعیف روایت

بھی حسن یعنی حسن لغیرہ ہے اور حسن لغیرہ کی دو قسمیں بیان کی جاتی ہیں:

۱: بذاتِ خود ضعیف سند ہے، لیکن اس کا حسن لذاتہ یا صحیح شاہد موجود ہے، لہٰذا اسے حسن قرار دینے اور اس سے استدلال میں کوئی حرج نہیں ہے، اگرچہ یہ ضروری نہیں ہے کہ جو حدیث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہو، وہی حدیث دغفل رضی اللہ عنہ یا رحمہ اللہ نے بھی ضرور بیان کی ہو۔!

۲: سند بذاتِ خود ضعیف ہے اور اس کے تمام شواہد و متابعات بھی ضعیف ہیں۔
ایسی روایت حسن نہیں، بلکہ ضعیف ہوتی ہے۔

امام ترمذی کی مذکورہ جرح سے ثابت ہوا کہ وہ حسن لغیرہ کی مذکورہ دونوں قسموں کے قائل نہیں تھے، لہٰذا یہ اظہر من الشمس ہے کہ وہ ضعیف + ضعیف والی حسن لغیرہ روایت کو حجت نہیں سمجھتے تھے۔

فائدہ: جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نوجوان تھے اور اسلام قبول کر چکے تھے مگر ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں ہے، انھیں مخضرم کہا جاتا ہے، لہٰذا امام ترمذی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق دغفل رحمہ اللہ مخضرم تھے اور کبار تابعین میں سے تھے۔ واللہ اعلم

۳۸۴-۳۸۵) حدثنا إسحاق بن موسى الأنصاري : أنا معن : أنا مالك بن أنس عن ربيعة بن [أبي] [1] عبد الرحمن عن أنس بن مالك رضي الله عنه أنه سمعه يقول : **كان رسول الله ﷺ ليس بالطويل البائن ولا بالقصير ولا بالأبيض الأمهق ولا بالآدم ولا بالجعد القطط، ولا بالسبط، بعثه الله تعالى على رأس أربعين سنةً فأقام بمكة عشر سنين و بالمدينة عشر سنين و توفاه الله على رأسه ستين سنةً و ليس في رأسه ولحيته عشرون شعرة بيضاء .**

(۱) من ب.

حدثنا قتيبة عن مالك بن أنس عن ربيعة بن أبي عبد الرحمن عن أنس نحوه.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ چھوٹے قد کے تھے، آپ نہ تو چونے جیسے چٹے سفید تھے اور نہ نرے گندمی رنگ کے تھے، نہ تو آپ کے بال سخت گھنگرالے تھے اور نہ بہت سیدھے اکڑے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا، پھر آپ مکہ میں دس سال اور مدینہ میں دس سال رہے، اللہ نے آپ کو ساٹھ سال کے سر (یعنی آخر) پر وفات دی اور آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں ہوئے تھے۔

تحقیق وتخریج: سنده صحيح

صحیح بخاری (۳۵۴۸) وصحیح مسلم (۲۳۴۷)

نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱

شرح وفوائد:

۱: اس روایت میں اکائیاں حذف کر دی گئی ہیں، حالانکہ آپ ﷺ مکہ میں تیرہ سال رہے اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

۲: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آپ کی چالیس سال عمر ہونے پر نبوت و رسالت سے نوازا اور ختم نبوت کا تاج آپ کے سر پر رکھ دیا۔

۳: حدیث حدیث کی تشریح کرتی ہے۔

۴: نیز دیکھئے حدیث: ۱

٥٤: باب في وفاة رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی وفات کا بیان

٣٨٦) حدثنا أبو عمار الحسين بن حريث وقتيبة بن سعيد وغير واحد قالوا: أنا سفيان بن عيينة عن الزهري عن أنس رضي الله عنه، قال: آخر نظرةٍ نظرتها إلى رسول الله ﷺ كشف الستارة يوم الاثنين، فنظرت إلى وجهه كأنه ورقة مصحف، والناس خلف أبي بكر رضي الله عنه، فأشار إلى الناس أن اثبتوا و أبو بكر يؤمهم وألقي السجف و توفي من آخر ذلك اليوم.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آخری بار اس وقت دیکھا جب سوموار کے دن آپ نے پردہ ہٹایا، میں نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھا، گویا قرآن کا (سفید) ورقہ تھا اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے (نماز پڑھ رہے) تھے، پھر آپ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہوں پر ٹھہرے رہو، ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، پھر آپ نے پردہ گرا دیا اور اس دن کے آخری حصے میں فوت ہو گئے۔

تحقیق و تخریج: صحیح

صحیح بخاری (٦٨٠) من حدیث الزهری.

صحیح مسلم (٤١٩) من حدیث سفیان بن عیینۃ بہ.

شرح و فوائد:

۱: اس حدیث بلکہ متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وفات پائی، آپ پر موت کا وقوع ہوا، لہٰذا بعض لوگوں کا یہ گمان کہ "آپ پر موت نہیں آئی اور آپ فوت نہیں ہوئے، بلکہ آپ کی روح آپ کے جسم مبارک میں ہی روک دی گئی" بے دلیل اور باطل ہے۔

۲: بعض لوگ کہتے ہیں کہ "نبی ﷺ اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے فوت ہوئے، لیکن بعد

میں زندہ ہو گئے اور اب قیامت تک دنیاوی طور پر زندہ ہیں، یا آپ کی حیات برزخی نہیں بلکہ دنیاوی ہے'' یہ قول بھی بے دلیل اور باطل ہے۔

نیز دیکھئے میری کتاب علمی مقالات (ج ۱ ص ۱۹۔۲۶)

۳: رسول اللہ ﷺ سوموار کے دن فوت ہوئے تھے۔

۴: رسول اللہ ﷺ کی بیماری میں آپ کی وفات تک سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ہی نبوی حکم کے مطابق لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ وہ سب سے افضل تھے۔

۵: ضرورت کے وقت اشارے سے کلام جائز ہے۔

۶: نمازی کا باہر والے شخص کے اشارے اور لقمے پر عمل کرنا جائز ہے۔

۷: مشکل کشا اور زندۂ جاوید صرف ایک اللہ ہی ہے۔ **وغير ذلك من الفوائد**

۳۸۷) حدثنا حميد بن مسعدة البصري : أنا سليم بن أخضر عن ابن عون عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة رضي الله عنها ، قالت : **كنت مسندة النبي ﷺ إلى صدري.** أو قالت إلى حجري ، فدعا بطستٍ ليبول فيه ، ثم بال فمات .

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ میرے سینے یا میری گود سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ نے پیشاب کرنے کے لئے ایک برتن منگوایا، پھر پیشاب کیا اور فوت ہو گئے۔

تحقیق و تخریج: صحیح

صحیح بخاری (۲۷۴۱)

صحیح مسلم (۱۶۳۶)

شرح و فوائد:

۱: جس طرح سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ وہ مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کی جائے نماز پر امام تھے، اسی طرح ان کی بیٹی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں اور ان کی گود میں فوت ہوئے۔

۲: پیشاب کے مخصوص برتن میں پیشاب کرنا جائز ہے۔

۳۸۸) قال أخبرنا [قتيبة : أنبانا][1] الليث عن ابن الهاد عن موسى بن سرجس عن القاسم بن محمد عن عائشة رضي الله عنها قالت :

رأيت رسول الله ﷺ وهو بالموت و عنده قدح فيه ماء وهو يدخل يده في القدح ثم يمسح وجهه بالماء ثم يقول : ((**اللهم أعني على منكرات أو [قال :][1] سكرات ، الموت .**))

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات کے وقت دیکھا، آپ کے پاس ایک پیالے میں پانی تھا اور آپ اس پیالے میں اپنا ہاتھ داخل فرماتے، پھر اپنے چہرے پر پھیرتے، پھر فرماتے: اے اللہ! موت کی سختیوں اور تکلیفوں پر میری مدد فرما۔

تحقیق و تخریج: سنده حسن (سنن ترمذی:۹۷۸ وقال: غریب)

سنن ابن ماجه (۱۶۲۳) من حدیث اللیث بن سعد عن یزید بن عبداللہ بن الحماد بہ.

وصححه الحاكم والذہبی (۲/ ۴۶۵، ۳/ ۵۶-۵۷)

شرح و فوائد:

۱: موت کا ذائقہ ہر شخص نے چکھنا ہے۔

۲: مشکل کشا صرف ایک اللہ ہے اور اسی سے دعا مانگنی چاہئے۔

۳: بعض بیماریوں مثلاً تیز بخار کا علاج ٹھنڈے پانی میں بھی ہے۔

۴: موت کی سختیوں سے انبیاء، اتقیاء، اولیاء، صلحاء اور عام لوگ دو چار ہو سکتے ہیں، لہٰذا اسے نقص یا عیب تصور کرنا درست نہیں ہے۔

۳۸۹) حدثنا الحسن بن الصباح البزار : ثنا مبشر بن إسماعيل عن عبدالرحمن ابن العلاء عن أبيه عن ابن عمر عن عائشة رضي الله عنها ، قالت :

....

(۱) من ب.

لا أغبط أحدًا بهون الموت بعد الذي رأيت من شدة موت رسول الله ﷺ

قال أبو عيسى: سألت أبا زرعة فقلت له: من عبد الرحمن بن العلاء هذا؟ قال: هو عبد الرحمن بن العلاء اللجلاج.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کی جو سختی دیکھی ہے، اس کے بعد مجھے کسی کی آسان موت پر کوئی رشک نہیں ہے۔

ابوعیسیٰ (ترمذی) نے فرمایا: میں نے ابوزرعہ (الرازی) سے پوچھا: عبدالرحمٰن بن العلاء کون ہے؟ انھوں نے کہا: وہ عبدالرحمٰن بن العلاء اللجلاج ہے۔

تحقیق وتخریج: حسن (سنن ترمذی: ۹۷۹)

تہذیب الکمال للمزی (۵۰۳/۱۴)

اس روایت کی سند ضعیف ہے، لیکن صحیح بخاری (۵۶۴۶) اور صحیح مسلم (۲۵۷۰) وغیرہما میں اس کے شواہد ہیں، جن کے ساتھ یہ حسن یا صحیح ہے۔

۳۹۰) حدثنا أبو كريب محمد بن العلاء: أنا أبو معاوية عن عبد الرحمن بن أبي بكر [وهو ابن المليكي][(۱)] عن ابن أبي مليكة عن عائشة رضي الله عنها قالت: لما قبض رسول الله ﷺ اختلفوا في دفنه فقال أبو بكر رضي الله عنه: سمعت من رسول الله ﷺ شيئًا ما نسيته، قال: ((**ما قبض الله نبيًا إلا في الموضع الذي يحب أن يدفن فيه .**)) ادفنوه في موضع فراشه .

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو لوگوں نے آپ کے دفن (کی جگہ) کے بارے میں اختلاف کیا، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے وہ چیز سنی جسے میں نے نہیں بھلایا، آپ نے فرمایا: اللہ اس جگہ نبی کی روح قبض کرتا ہے جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتے تھے۔

(۱) من ب.

آپ کو آپ کے بستر والی جگہ میں دفن کر دو۔

تحقیق و تخریج: سندہ ضعیف والحدیث حسن (سنن ترمذی:۱۰۱۸، وقال: غریب وعبدالرحمٰن بن ابی بکر الملیکی یضعف من قبل حفظہ)

مسند ابی بکر لاحمد بن علی بن سعید المروزی (۴۳) عن ابی کریب بہ.

اس روایت کی سند عبدالرحمٰن بن ابی بکر الملیکی کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن ابن سعد نے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا کہ لوگوں نے کہا: آپ کہاں دفن کئے جائیں گے؟ تو ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جس مکان میں آپ فوت ہوئے ہیں۔

(۲۹۲/۲ وصححہ الحافظ ابن حجر) اس سے دوسرے صحیح شاہد کے لئے دیکھئے حدیث: ۳۹۷

ان شواہد کے ساتھ یہ حدیث بھی حسن ہے۔ واللہ اعلم

فائدہ: سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "**مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمد . عیسی بن مریم یدفن معہ**" محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صفت تورات میں لکھی ہوئی ہے۔ عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) آپ کے ساتھ (حجرے میں) دفن ہوں گے۔ جمہور کے نزدیک موثق راوی ابو مودود (راوی) نے فرمایا: اور حجرے میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ (سنن ترمذی:۳۶۱۷ وقال: "حسن غریب" وسندہ حسن وأخطأ من قال: "هذا لا يصح عندي ولا يتابع عليه")

۳۹۱) حدثنا محمد بن بشار و عباس العنبري و سوار بن عبد الله وغير واحد قالوا: أنا يحيى بن سعيد، عن سفيان الثوري، عن [موسى بن أبي عائشة عن عبيد الله بن عبد الله][1] عن ابن عباس و عائشة رضي الله عنهما: **أن أبا بكر رضي الله عنه قبل النبي ﷺ بعد ما مات.**[1]

ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا بوسہ لیا تھا۔

(۱) من ب.

تحقیق وتخریج: صحیح

صحیح بخاری (۴۴۵۵۔۴۴۵۷)

شرح و فوائد:

۱: میت کا بوسہ لینا جائز ہے۔

۲: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔

۳: نیز دیکھئے حدیث: ۳۹۲

۳۹۲) [حدثنا نصر بن علي الجهضمي : أنبانا مرحوم بن عبد العزيز العطار عن أبي عمران الجوني ، عن يزيد بن بابنوس عن عائشة : **أن أبا بكر رضي الله عنه دخل على النبي ﷺ بعد و فاته فوضع فمه بين عينيه و وضع يديه على ساعديه و قال :و انبياه و اصفياه و اخليلاه .**](۱)

عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ ابوبکر (صدیق) رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے پاس آئے، پھر اپنا منہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان رکھ دیا اور اپنے ہاتھ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کلائیوں پر رکھ دیئے اور کہا: ہائے افسوس اللہ کے نبی! ہائے افسوس اللہ کے چنے ہوئے مخلص دوست، ہائے افسوس اللہ کے خلیل!

تحقیق وتخریج: سنده حسن

مسند احمد (۳۱/۶) عن مرحوم بن عبدالعزیز بہ۔

۳۹۳) [حدثنا بشر بن هلال الصواف (۲) البصري : أنبانا جعفر بن سليمان عن ثابت عن أنس قال : لما كان اليوم الذي دخل فيه رسول الله ﷺ المدينة ، أضاء منها كل شيء ، فلما كان اليوم الذي مات فيه أظلم منها كل شيٍ، و ما نفضنا أيدينا من التراب و إنا لفي دفنه حتى أنكرنا قلوبنا .](۱)

....

(۱) من ب.

(۲) و في ب " الصوفي " تصحيف " الصدفي " !

انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ جس دن نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ہر چیز روشن ہوگئی تھی اور جس دن فوت ہوئے تو ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا تھا اور ہم نے آپ کے دفن کے دوران میں اپنے ہاتھوں کی مٹی نہیں پونچھی تھی کہ ہم نے اپنے دلوں کو اجنبی محسوس کیا۔

تحقیق و تخریج: **سنده حسن** (سنن ترمذی:۳۶۱۸ وقال:ھذا حدیث صحیح غریب)

سنن ابن ماجہ (۱۶۳۱) عن بشر بن ھلال بہ.

صحیح ابن حبان (۲۱۶۲) وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم (۳/ ۵۷) ووافقہ الذہبی.

شرح و فوائد:

۱: صحابۂ کرام نبی ﷺ سے بیحد محبت کرتے تھے۔

۲: صحابۂ کرام نبی ﷺ کی زندگی میں اپنے ایمان کو بعد والے دور کے ایمان سے بہتر اور افضل سمجھتے تھے۔

۳: صحابۂ کرام کا یہ عقیدہ تھا کہ نبی ﷺ اب زندہ نہیں بلکہ فوت ہو گئے ہیں اور اسی وجہ سے آپ ﷺ کو قبر مبارک میں دفن کیا گیا۔

۳۹۴) [حدثنا محمد بن حاتم] (۱) : أنا عامر بن صالح عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها ، قال : **توفي رسول الله ﷺ يوم الاثنين .**

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیر (سوموار) والے دن فوت ہوئے۔

تحقیق و تخریج: **صحیح**

اس روایت کی سند اگرچہ سخت ضعیف ہے، لیکن اس کے من وعن صحیح شواہد موجود ہیں۔

مثلاً دیکھئے حدیث نمبر ۳۸۶

ان شواہد کے ساتھ یہ روایت بھی صحیح ہے۔ واللہ اعلم

(۱) من ب.

۳۹۵) [حدثنا محمد بن أبي عمر : أنبانا سفيان بن عيينة عن جعفر بن محمد عن أبيه ، قال : قبض رسول الله ﷺ يوم الاثنين] (۱) فمكث ذلك اليوم و ليلة الثلاثاء و دفن في الليل . قال سفيان : و قال غيره : سمعت صوت المساحي من آخر الليل .

محمد (بن علی الباقر رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کے دن فوت ہوئے، پھر آپ کا جسم مبارک سوموار اور منگل کی رات تک (چار پائی پر) رہا اور آپ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔

سفیان (بن عیینہ) نے کہا: اور دوسرے راوی نے بتایا کہ رات کے آخری حصے میں بیلچوں اور کدالوں کی آواز سنی گئی۔

تحقیق وتخریج: سنده ضعيف

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: مرسل یعنی منقطع ہے۔ امام محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب الباقر رحمہ اللہ نبی ﷺ کی وفات کے وقت پیدا ہی نہیں ہوئے تھے، لہٰذا یہ روایت انھیں کس نے بتائی؟ یہ معلوم نہیں ہے۔

۲: سفیان بن عیینہ مدلس تھے اور یہ روایت معنعن ہے، نیز دوسرے متن والا راوی ''غیرہ'' مجہول ہے۔

۳۹۶) حدثنا قتيبة : أنا عبد العزيز بن محمد عن شريك بن عبد الله بن أبي نمر عن أبي سلمة بن عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه (۲) قال :

توفي رسول الله ﷺ يوم الإثنين و دفن يوم الثلاثاء .

قال أبو عيسى : هذا حديث غريب .

....

(۱) من ب.

(۲) من التابعين و ليس صحابيًا ، رحمه الله .

ابوسلمہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کے روز فوت ہوئے اور منگل کے دن دفن کئے گئے۔

ابوعیسیٰ (ترمذی) نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

تحقیق وتخریج: سنده ضعيف

اس روایت کی سند امام ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ مشہور تابعی تک صحیح یا حسن لذاتہ ہے، لیکن یہ روایت مرسل (منقطع) ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس طرح کی اور بھی مرسل روایتیں طبقات ابن سعد وغیرہ میں موجود ہیں، لیکن ہمارے علم کے مطابق کسی صحابی سے باسند صحیح یہ ثابت نہیں کہ آپ ﷺ کے جسم مبارک کو دوسرے یا تیسرے دن دفن کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم

تنبیہ: اس سلسلے میں اسماعیل بن ابی خالد عن عبداللہ البہی، عوف الاعرابی عن الحسن البصری اور عکرمہ عن عباس رضی اللہ عنہ والی منقطع ومرسل روایات ضعیف، مردود اور باطل ہیں۔

تفصیل کے لئے طبقات ابن سعد اور سیر أعلام النبلاء (ترجمۃ وکیع بن الجراح) وغیرہما کتابوں کا مطالعہ کریں۔

٣٩٧) حدثنا نصر بن علي الجهضمي : أنا عبد الله بن داود : أنا سلمة بن نبيط عن نعيم بن أبي هند عن نبيط بن شريط عن سالم بن عبيد رضي الله عنه وكانت له صحبة قال : أغمي على رسول الله ﷺ في مرضه فأفاق ، فقال : **((حضرت الصلاة ؟))** فقالوا: نعم، فقال : **((مروا بلالاً فيؤذن و مروا أبا بكر فليصل للناس أو قال :بالناس))** ثم أغمي عليه فأفاق ، فقال : **((حضرت الصلاة ؟))** قالوا: نعم ، فقال : **((مروا بلالاً فليؤذن و مروا أبا بكر فليصل بالناس .))** ثم أغمي عليه : فأفاق فقال :**((مروا بلالاً فليؤذن و مروا أبابكر فليصل بالناس .))** فقالت عائشة رضي الله عنها : إن أبي رجل أسيف إذا قام ذلك المقام بكى فلا يستطيع ، فلو أمرت غيره . قال : ثم أغمي

عليه فأفاق ، فقال : ((**مروا بلالاً فليؤذن و مروا أبا بكرٍ فليصل بالناس ، فإنكن صواحب ، أو صواحبات يوسف**)) قال : فأمر بلالٌ فأذن و أمر أبو بكر [فصلى] (۱) بالناس ، ثم إن رسول الله ﷺ وجد خفة فقال : انظروا لي من [أتكيء عليه] (۱) فجاءت بريرة ورجل آخر فاتكأ عليهما ، فلما رآه أبو بكر رضي الله عنه [ذهب لينكص](۱) فأومأ إليه أن يلبث (۲) مكانه حتى قضى أبو بكر صلاته ثم إن رسول الله ﷺ [قبض] [فقال عمر : والله لا أسمع أحدًا يذكر أن رسول الله ﷺ قبض إلا ضربته بسيفي هذا. قال : و كان الناس أميين لم يكن فيهم نبي قبله ، فأمسك الناس ، فقالوا: يا سالم! انطلق إلى صاحب رسول الله ﷺ فادعه . فأتيت أبا بكر وهو في المسجد فأتيته أبكي دهشًا فلما رآني قال : أقبض رسول الله ﷺ ؟ قلت : إن عمر يقول : لا أسمع أحدًا يذكر أن رسول الله ﷺ قبض إلا ضربته بسيفي هذا . فقال لي : انطلق فانطلقت معه فجاء والناس قد دخلوا على رسول الله ﷺ . فقال: يا أيها الناس! أفرجوا لي ، فأفرجوا له فجاء حتى أكبّ عليه و مسه فقال : ﴿ **إِنَّكَ مَيِّتٌ وَ إِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ** ﴾ [الزمر: ۳۰]، ثم قالوا: يا صاحب رسول الله ﷺ ! أقبض رسول الله ﷺ ؟ قال: نعم. فعلموا أن قد صدق قالوا: يا صاحب رسول الله ﷺ! أيصلى على رسول الله ﷺ؟ قال : نعم . قالوا : و كيف ؟ قال : يدخل قوم فيكبرون و يصلون و يدعون ثم يخرجون ثم يدخل قوم فيكبرون و يصلون و يدعون ، ثم يخرجون حتى يدخل الناس . قالوا: يا صاحب رسول الله ﷺ! أيدفن رسول الله ﷺ ؟ قال : نعم . قالوا: أين؟ قال : في المكان الذي قبض الله فيه روحه ،

(۱) من ب.

(۲) في ب "يثبت".

فـإن الـلّـه لم يقبض روحه إلا في مكانٍ طيبٍ . فعلموا أن قد صدق . ثم أمرهم أن يـغسـله بنو أبيه و اجتمع المهاجرون يتشاورون فقالوا: انطلق بنا إلى إخواننا من الأنصار ندخلهم معنا في هذا الأمر . فقالت الأنصار : منا أمير و منكم أمير. فقال عمر بن الخطاب : من له مثل هذه الثلاث : ﴿ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصٰحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ﴾[التـوبة: ٤٠] مـن هما ؟ قال : ثم بسط يده فبايعه و بايعه الناس بيعه حسنة جميلة] (١)

سالم بن عبید رضی اللہ عنہ صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں آپ پر غشی چھا گئی، جب افاقہ ہوا تو آپ نے پوچھا: کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں! تو آپ نے فرمایا: بلال کو حکم دو کہ اذان کہیں اور ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر آپ پر غشی چھا گئی، پھر جب افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا: کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں! تو آپ نے فرمایا: بلال سے کہو کہ اذان دیں اور ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر آپ پر غشی چھا گئی۔ جب افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا: بلال سے کہو کہ اذان دیں اور ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تو عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں: میرے ابا بڑے نرم دل اور افسوس کرنے والے ہیں، جب نماز پڑھانے کے لئے وہاں کھڑے ہوں گے تو رونے لگیں گے، لہٰذا وہ نماز پڑھانے کی استطاعت نہیں رکھتے آپ کسی دوسرے کو حکم دے دیں۔ پھر آپ پر غشی چھا گئی، جب افاقہ ہوا تو فرمایا: بلال سے کہو کہ اذان دیں اور ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، تم تو ان عورتوں کی طرح ہو جو یوسف (علیہ السلام کو دیکھنے) کے لئے جمع ہو گئی تھیں۔

پھر بلال (رضی اللہ عنہ) کو حکم دیا گیا تو انھوں نے اذان کہی اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو حکم دیا گیا تو انھوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری میں کچھ ہلکا پن اور نرمی محسوس کی تو

(١) من نسخة ماهر ياسين .

فرمایا: میرے لئے کوئی ایسا آدمی دیکھو جس کا میں سہارا لے سکوں۔ پھر بریرہ اور ایک دوسرے آدمی آئے تو آپ نے ان کا سہارا لیا۔

پھر جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو، حتیٰ کہ ابو بکر نے نماز پڑھائی۔ پھر (بعد میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے، تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اللہ کی قسم! اگر میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں تو میں اسے اپنی اس تلوار سے مار ڈالوں گا۔

عام لوگ اُمی (ان پڑھ) تھے، ان میں اس سے پہلے کوئی نبی بھی نہیں آئے تھے، لہٰذا لوگ خاموش ہو گئے، پھر کہا: اے سالم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی (ابو بکر) کے پاس جاؤ اور انھیں بلا لاؤ۔ میں ابو بکر کے پاس آیا اور وہ مسجد میں تھے، میں خوف و دہشت کی وجہ سے روتے ہوئے آیا، انھوں نے مجھے دیکھا تو کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں؟ میں نے کہا: عمر کہتے ہیں کہ اگر میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں تو میں اسے اپنی تلوار سے مار ڈالوں گا۔!

انھوں نے مجھے کہا: چلو، تو میں آپ کے ساتھ چلا، پھر وہ آئے اور لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہو رہے تھے۔ انھوں نے کہا: لوگو! میرے لئے جگہ خالی کرو، تو لوگوں نے ان کے لئے جگہ خالی کر دی، وہ آئے اور آپ پر جھک گئے اور چھو کر فرمایا:

﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴾

بے شک آپ مرنے والے ہیں اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔ (الزمر:۳۰)

پھر لوگوں نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں؟

انھوں نے کہا: جی ہاں! تو لوگوں نے جان لیا کہ یہ بات سچ ہے۔

لوگوں نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی! کیا رسول اللہ کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟

انھوں نے کہا: جی ہاں! لوگوں نے کہا: وہ کیسے؟

انھوں نے فرمایا: لوگ (حجرے میں) داخل ہوں گے، پھر تکبیریں کہیں گے، درود پڑھیں

گے، دعا کریں گے اور باہر آ جائیں گے۔ پھر دوسرے لوگ داخل ہوں گے، تکبیریں کہیں گے، درود پڑھیں گے اور دعا کر کے باہر نکل آجائیں گے اور تمام لوگ اسی طرح کریں گے۔

لوگوں نے کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے ساتھی! کیا رسول اللہ کو دفن کیا جائے گا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں! لوگوں نے کہا: کہاں؟

انھوں نے جواب دیا: جس مکان میں اللہ نے آپ کی روح کو قبض فرمایا ہے، کیونکہ بلاشبہ اللہ نے آپ کی روح کو پاک مکان میں قبض فرمایا ہے۔

لوگوں نے جان لیا کہ یہ بات سچ ہے۔ پھر انھوں نے حکم دیا کہ آپ کے ابا (دادا عبدالمطلب) کی اولاد آپ کو غسل دے۔ مہاجرین مشورے کے لئے اکٹھے ہو گئے تو کہا: آیئے ہم اپنے انصاری بھائیوں کو بھی اس معاملے میں شریک کرلیں۔

پھر انصار نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم میں سے ہوگا۔

تو عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جسے یہ تین (فضیلتیں) حاصل ہیں؟ دو میں سے ایک، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا: ڈر نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (التوبہ: ۴۰) یہ دونوں کون تھے؟ پھر انھوں نے ہاتھ بڑھا کر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی بیعت کرلی اور لوگوں نے بھی بہت اچھے طریقے سے بیعت کرلی۔

تحقیق وتخریج: سندہ صحیح

سنن ابن ماجہ (۱۲۳۴)

السنن الکبریٰ للنسائی (۷۱۱۹ مطولاً) کلاھما عن نصر بن علی بہ.

صحیح ابن خزیمہ (۱۵۴۱، ۱۶۲۴)

وصححہ البوصیری فی الزوائد.

شرح وفوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔

۲: رسول اللہ ﷺ کی نمازِ جنازہ بھی پڑھی گئی اور اس میں دعا بھی مانگی گئی۔

۳: رسول اللہ ﷺ حجرۂ عائشہ میں فوت ہوئے اور اسی حجرے میں آپ کی قبر بنائی گئی۔

۴: نبی جہاں فوت ہوتا تو وہیں اس کی قبر بنتی تھی۔

۵: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے نائب امام تھے اور بعد میں جمہور صحابہ کرام نے انھیں خلیفہ تسلیم کر کے بیعت کر لی۔

۶: چاہے کتنا ہی بڑا عالم ہو، اسے اجتہادی غلطی لگ سکتی ہے، جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے وفاتِ نبوی کا انکار کر دیا تھا، حالانکہ نبی ﷺ واقعی فوت ہو گئے تھے۔

۷: جب دلیل مل جائے تو فوراً رجوع کر لینا چاہیے، جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً رجوع کر لیا تھا۔

۸: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت بڑے عالم اور بڑی فضیلتوں والے تھے۔

۹: مسئلہ معلوم نہ ہو تو عالم سے پوچھ لینا چاہیے۔

۱۰: جب اجتہادی تاویل کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر عمل نہ کیا گیا تو آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا: تم ان عورتوں کی طرح ہو جن کا ذکر سیدنا یوسف علیہ السلام کے قصے میں آیا ہے۔

آپ نے یہ بات بطورِ انکار اور ناراضی فرمائی تھی، یعنی چوں و چرا نہ کرو بلکہ فوراً میری بات پر عمل کرو۔

ظاہر یہی ہوتا ہے کہ یہ ربانی حکم تھا، جس پر عمل ضروری تھا۔

۱۱: رسول اللہ ﷺ نے جس آدمی کا سہارا لیا تھا اُس کا نام نوبہ، علی، عباس، فضل بن عباس یا اُسامہ بن زید تھا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین (دیکھئے جمع الوسائل ۲/ ۲۶۷)

وغير ذلك من الفوائد

۳۹۸) [حدثنا نصر بن علي : أنبانا عبد الله بن الزبير شيخ باهلي قديم بصري: أنبانا ثابت البناني عن أنس بن مالك ، قال : لما وجد رسول الله ﷺ من

كرب الموت ما وجد فقالت فاطمة : واكرباه ! فقال النبي ﷺ :

((**لا كرب على أبيك بعد اليوم ، إنه قد حضر من أبيك ما ليس بتارك منه [أحدٌ]**(١) **والموافاة يوم القيامة .**))](٢)

انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی سختی محسوس کی تو فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: ہائے آپ کی تکلیف!

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے ابا پر آج کے بعد کوئی تکلیف نہیں ہوگی، تیرے ابا پر وہ وقت آچکا ہے جس سے کسی کو چھٹکارا نہیں (یعنی موت) اور اب (حقیقی) ملاقات قیامت کے دن ہوگی۔

تحقیق وتخریج: حسن

سنن ابن ماجہ (١٦٢٩)

٣٩٩) [حدثنا أبو الخطاب زياد بن يحيى البصري و نصر بن علي ، قالا : حدثنا عبدربه بن بارق الحنفي ، قال : سمعت جدي [أبا سماك بن الوليد يحدث أنه سمع] ابن عباسٍ يحدث أنه سمع رسول الله ﷺ يقول : ((**من كان له فرطان من أمتي أدخله الله بهما الجنة .**)) فقالت عائشة : فمن كان له فرط من أمتك ؟ قال : ((**و من كان له فرط يا موفقة !**)) قالت فمن لم يكن له فرط من أمتك ؟ قال : ((**فأنا فرط لأمتي ، لن يصابوا بمثلي .**))](٣)

ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے جس کے دو بچے فوت ہوئے ہوں گے تو اللہ اسے ان کے ساتھ جنت میں داخل کردے گا۔

....

(١) وفي نسخة ماهر ياسين " أحدًا " .

(٢) من ب .

(٣) من نسخة ماهر ياسين .

پھر عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: جس کا اگر صرف ایک بچہ فوت ہوا ہو تو؟

آپ نے فرمایا: جس کا ایک بچہ فوت ہوا ہو تو (وہ بھی جنت میں داخل ہوگا) اے موفقہ (یعنی وہ عورت جسے علم وعلم کی توفیق حاصل ہے)

انھوں نے پوچھا: اگر کسی کا کوئی بچہ بھی فوت نہ ہوا ہو تو؟

آپ نے فرمایا: اس کا پیش رو (سفارش کرنے والا) میں ہوں، میری امت پر میری جدائی جیسی کوئی مصیبت نہیں ہے۔

تحقیق وتخریج: سندہ حسن (سنن ترمذی:۱۰۶۲، وقال: حسن غریب)

مسند احمد (۱/۳۳۴)

شرح وفوائد:

۱: ہر اہلِ ایمان پر یہ فرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرے اور یہ محبت سب سے زیادہ ہو۔

۲: جس صحیح العقیدہ شخص کا بچہ، بچی یا اولاد فوت ہو جائے اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اسے جنت میں داخل کرے گا۔

۳: اللہ کے اذن سے شفاعت (سفارش کرنا) برحق ہے۔

۴: علم حاصل کرنے کے لئے سوال کرنا ضروری ہے۔

۵: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بہت بڑی عالمہ تھیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی تائید حاصل تھی۔

[٥٥: باب ما جاء في ميراث النبي ﷺ](١)

نبی ﷺ کی میراث کا بیان

٤٠٠) [حدثنا أحمد بن منيع : أنبأنا حسين بن محمد : أنبأنا إسرائيل عن أبي إسحاق عن عمرو بن الحارث : أخي جويرية ، له صحبة قال :

ما ترك رسول الله ﷺ إلا سلاحه و بغلته و أرضًا جعلها صدقة .](١)

جویریہ (رضی اللہ عنہا) کے بھائی عمرو بن الحارث (رضی اللہ عنہ) جو صحابی تھے سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ترکے میں صرف اسلحہ، خچر اور کچھ زمین چھوڑی تھی جسے آپ نے صدقہ کر دیا تھا۔

تحقیق وتخریج: صحیح

صحیح بخاری (٣٠٩٨)

٤٠١) [حدثنا محمد بن المثنى قال : حدثنا أبو الوليد ، قال : حدثنا حماد بن سلمة عن محمد بن عمرو عن أبي سلمة عن أبي هريرة قال : جاء ت فاطمة إلى أبي بكرٍ فقالت : من يرثك ؟ فقال : أهلي و ولدي . فقالت :

ما لي لا أرث أبي ؟ فقال أبو بكر : سمعت رسول الله ﷺ يقول :

((**لا نورث**)) ، ولكنني أعول من كان رسول الله ﷺ يعوله و أنفق على من كان رسول الله ﷺ ينفق عليه] (٢)

ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ابو بکر کے پاس فاطمہ (رضی اللہ عنہا) آئیں تو پوچھا: تمھارا وارث کون ہے؟ انھوں نے کہا: میرے اہل اور اولاد۔ تو انھوں نے کہا: میں کیوں اپنے ابا

....

(١) من ب .

(٢) من نسخة ماهر ياسين .

کی وارث نہیں ہوں؟ تو ابو بکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہماری وراثت نہیں ہوتی، لیکن میں اسی کی کفالت کرتا ہوں جس کی کفالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اور جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کرتے تھے، میں بھی اس پر خرچ کروں گا۔

تحقیق وتخریج: سندہ حسن (سنن ترمذی:۱۶۰۸، وقال: حسن غریب)
مسند احمد (۱۳/۱)

شرح وفوائد:

۱: انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی تھی، بلکہ وہ جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

شیعہ اسماء الرجال کی رو سے صحیح روایت میں آیا ہے کہ ابو عبداللہ (جعفر بن محمد الصادق) رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وإنّ العلماء ورثة الأنبياء ، إن الأنبياء لم يورّثوا دينارًا ولا درهمًا ولكن ورّثوا العلم فمن أخذ منه أخذ بحظ وافر .)) اور بے شک انبیاء کے وارث علماء ہیں، بے شک نبیوں کی وراثت درہم اور دینار نہیں ہوتی، لیکن وہ علم کی وراثت چھوڑتے ہیں، جس نے اسے لے لیا تو اس نے بڑا حصہ لے لیا۔ (الاصول من الکافی للکلینی ج ۱ ص ۳۴ باب ثواب العالم والمتعلم ح ۱، وسندہ صحیح عند الشیعۃ)

۲: ہر عالم کو ہر بات کا معلوم ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ علم کی بعض باتیں بعض علماء سے مخفی رہ سکتی ہیں۔

۳: مخالف سے کسی تسلیم شدہ بات کا اقرار کروا کر اس کے خلاف حجت قائم کی جا سکتی ہے۔

۴: ہر خاص دلیل ہر عام دلیل پر مقدم ہے، لہٰذا خاص کے مقابلے میں عام پیش کرنا غلط ہے۔

۵: جواب دلیل سے دینا چاہیے۔

۶: اس موقع پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: ''لست تاركًا شيئًا كان رسول الله

ﷺ يعمل به إلا عملت به ، فإني أخشى إن تركت شيئًا من أمره أن أزيغ." میں ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑوں گا جس پر رسول اللہ ﷺ عمل کرتے تھے، مگر عمل کروں گا، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کا حکم چھوڑ دیا تو گمراہ ہو جاؤں گا۔ (صحیح بخاری: ۳۰۹۳)

۴۰۲) [حدثنا محمد بن المثنى ، قال : حدثنا يحيى بن كثير العنبري أبو غسان ، قال : حدثنا شعبة عن عمرو بن مرّة عن أبي البختري أن العباس و عليًا جاء ا إلى عمر يختصمان يقول كل واحد منهما لصاحبه : أنت كذا ، أنت كذا](۱) فقال عمر لطلحة و الزبير و عبد الرحمن بن عوف و سعد رضي الله عنهم: أنشدكم بالله أسمعتم رسول الله ﷺ يقول : ((**كل مال نبي صدقة إلا ما أطعمه ، إنا لا نورث ؟**)) و في الحديث قصة .

ابوالبختری (سعید بن فیروز طائی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ عباس اور علی (رضی اللہ عنہما) دونوں عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس باہم اختلاف کرتے ہوئے آئے، ہر ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ تو ایسا ہے اور ایسا ہے۔!

تو عمر نے طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہم سے کہا: تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: نبی کا ہر مال صدقہ ہوتا ہے سوائے اس کے جو وہ (اپنے اہل وعیال کو) کھلائے، ہماری وراثت نہیں ہوتی؟

اور اس حدیث میں ایک قصہ بھی مذکور ہے۔

تحقیق وتخریج: حسن

اس روایت کی سند منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، کیونکہ ابوالبختری رحمہ اللہ نے مذکورہ صحابہ میں سے کسی سے ملاقات نہیں کی۔

---

(۱) من نسخة ماهر ياسين .

آنے والی حدیث (۴۰۳) اور حدیث نمبر ۴۰۵ اس کے صحیح شواہد ہیں، جن کے ساتھ یہ روایت بھی حسن یا صحیح ہے۔ نیز دیکھئے السلسلۃ الصحیحہ للشیخ الالبانی رحمہ اللہ (۲۰۳۸)

۴۰۳) حدثنا محمد بن المثنى : أنا صفوان بن عيسى عن أسامة بن زيد عن الزهري عن عروة عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله ﷺ قال :

((لا نورث ما تركنا فهو صدقة .))

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہماری وراثت نہیں ہوتی، ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

تحقیق و تخریج: صحیح

صحیح بخاری (۶۷۳۰)

صحیح مسلم (۱۷۵۸)

۴۰۴) حدثنا محمد بن بشار : أنا عبد الرحمن بن مهدي : أنا سفيان عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال : **((لا تقتسم ورثتي دينارًا ولا درهمًا ، ما تركت بعد نفقة نسائي و مؤنة عاملي فهو صدقة .))**

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میری وراثت میں درہم و دینار کی تقسیم نہیں ہوگی، میری ازواج اور کام کرنے والے کے خرچے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ صدقہ ہے۔

تحقیق و تخریج: صحیح

صحیح بخاری (۳۰۹۶)

صحیح مسلم (۱۷۶۰)

۴۰۵) حدثنا الحسن بن علي الخلال : أنا بشر بن عمر ، قال : سمعت مالك ابن أنس عن الزهري عن مالك بن أوس بن الحدثان ، قال : دخلت على عمر رضي الله عنه فدخل عليه عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه و طلحة و سعد

رضي الله عنهما و جاء علي و العباس رضي الله عنهما يختصمان فقال لهم عمر : أنشدكم بالذي بإذنه تقوم السماء والأرض أتعلمون أن رسول الله ﷺ قال : ((**لا نورث . ما تركناه صدقة**)) فقالوا : اللهم نعم . و في الحديث قصة [طويلة] (۱)

مالک بن اوس بن حدثان (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں عمر (بن الخطاب) رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو وہاں عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ اور سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہم موجود تھے (پھر) علی اور عباس رضی اللہ عنہما باہم اختلاف کرتے ہوئے آئے تو عمر نے ان سے کہا: میں تمھیں اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس کے اذن سے زمین و آسمان قائم ہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہماری وراثت نہیں ہوتی، ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے؟

انھوں نے کہا: جی ہاں! اللہ گواہ ہے۔

اور اس حدیث میں ایک لمبا قصہ بھی ہے۔

تحقیق وتخریج: صحیح

صحیح بخاری (۳۰۹۴)

صحیح مسلم (۱۷۵۷)

٤٠٦) حدثنا محمد بن بشار : ثنا عبد الرحمن بن مهدي : أنا سفيان عن عاصم بن بهدلة عن زر بن حبيش عن عائشة رضي الله (عنها) ، قالت :

ما ترك رسول الله ﷺ ديناراً ولا درهماً ولا شاةً ولا بعيراً . قال : و أشك في العبد والأمة .

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ترکے میں) نہ درہم چھوڑا اور نہ دینار چھوڑا، نہ بکری چھوڑی اور نہ اونٹ چھوڑا۔

....

(۱) من ب.

راوی نے کہا: اور مجھے شک ہے کہ یہ بھی فرمایا: نہ غلام چھوڑا اور نہ لونڈی چھوڑی۔

تحقیق و تخریج: صحیح

اس روایت کی سند امام سفیان بن عیینہ مدلس کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن صحیح مسلم (۱۲۵۶) اور سنن ابن ماجہ (۲۶۹۵) وغیرہما میں اس کے صحیح شواہد ہیں، جن کے ساتھ یہ بھی صحیح ہے۔

٥٦: باب في رؤية النبي ﷺ في المنام

نیند میں نبی ﷺ کے دیدار کا بیان

٤٠٧) حدثنا محمد بن بشار : ثنا عبد الرحمن بن مهدي : ثنا سفيان عن أبي إسحاق عن أبي الأحوص عن عبد الله [بن مسعود] (١) رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال :((**من رآني في المنام فقد رآني فإن الشيطان لا يتمثل بي .**))

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے نیند میں دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

تحقیق و تخریج: صحیح (سنن ترمذی:٢٢٧٦)

سنن ابن ماجہ(٣٩٠٠)

اس روایت کی سند سفیان ثوری اور ابو اسحاق السبیعی کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن صحیح بخاری(٦٩٩٣)اور صحیح مسلم(٢٢٦٦)وغیرہما میں اس کے صحیح شواہد ہیں، جن کے ساتھ یہ بھی صحیح ہے۔ واللہ اعلم

٤٠٨) حدثنا محمد بن بشار و محمد بن المثنى ، قالا : أنا محمد بن جعفر : ثنا شعبة عن أبي حصين عن أبي صالح عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : ((**من رآني في المنام فقد رآني ، فإن الشيطان لا يتصور أو قال : لا يتشبه بي .**))

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح

....

(١) من ب

مسند احمد (۲/۴۱۰، ۴۶۹) عن محمد بن جعفر بہ.
صحیح بخاری (۱۱۰) صحیح مسلم (۳) من حدیث ابی حصین بہ.

شرح وفوائد:

۱: خواب میں شیطان عام لوگوں کی صورت تو اختیار کر سکتا ہے، لیکن نبی ﷺ کی صورت مبارکہ قطعاً اختیار نہیں کر سکتا، لہٰذا جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی اپنی صورت مبارکہ میں دیکھا تو اس نے آپ ﷺ کو ہی دیکھا ہے۔

۲: چونکہ شیطان بہت بڑا کذاب ہے، لہٰذا یہ عین ممکن ہے کہ وہ کسی دوسری صورت میں آ کر خواب دیکھنے والے کے دل میں یہ وسوسہ ڈال دے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ ایسا خواب باطل ہے اور یہی وجہ ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھنے والے سے نبی ﷺ کا حلیہ مبارک پوچھا تھا۔

ثابت ہوا کہ صحابہ کرام نے نبی ﷺ کو جو خواب میں دیکھا تھا تو یہ حجت ہے اور ان کے بعد قیامت تک کسی امتی کا (سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے استثناء کے ساتھ) خواب حجت نہیں ہے۔

۳: زندہ انسانوں میں سے بیداری والی حالت میں شیطان کسی موجودہ انسان کی صورت اختیار نہیں کر سکتا، ورنہ پھر سارا دین مشکوک ہو جاتا ہے۔

نیز صحیح مسلم کے مقدمے میں مذکور روایت کہ ''ایک شخص نے مجھے حدیث بیان کی، جسے میں صورت سے تو جانتا ہوں، لیکن نام نہیں جانتا'' بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔

۴: کتاب وسنت کے خلاف ہر خواب مردود ہے۔

۵: خواب میں نبی ﷺ کی زیارت ممکن ہے اور اس کے لئے بہت بڑی فضیلت و سعادت ہے، جبکہ وہ صحیح العقیدہ متقی مسلمان بھی ہو۔

۴۰۹) حدثنا قتيبة : ثنا خلف بن خليفة عن أبي مالك الأشجعي عن أبيه رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : **((من رآني في المنام فقد رآني .))**

قال أبو عيسى : و أبو مالك [هذا هو][1] سعد بن طارق بن أشيم و طارق بن أشيم هو من أصحاب النبي ﷺ و قد روى عن النبي ﷺ أحاديث .

ابو مالک الاشجعی کے والد (سیدنا طارق بن اشیم) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا ہے۔

ابوعیسیٰ (ترمذی) نے فرمایا: ابو مالک سعد بن طارق بن اشیم ہیں اور طارق بن اشیم نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے اور انھوں نے نبی ﷺ سے کئی حدیثیں بیان کیں۔

تحقیق و تخریج: صحیح

مسند احمد (۳/۴۷۲، ۶/۳۹۴)

یہ حدیث اگر خلف بن خلیفہ کے اختلاط سے پہلے کی ہو تو حسن لذاتہ ہے اور اگر بعد والی ہے تو شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

٤١٠) و سمعت علي بن حجر يقول : قال خلف بن خليفة : رأيت عمرو بن حريث رضي الله عنه صاحب النبي ﷺ و أنا غلام صغير .

خلف بن خلیفہ (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں چھوٹا بچا تھا جب میں نے نبی ﷺ کے صحابی عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح

اس روایت کی سند خلف بن خلیفہ تک صحیح ہے اور وہ صدوق حسن الحدیث تھے۔

نیز دیکھئے حدیث سابق: ۴۰۹

٤١١) حدثنا قتيبة بن سعيد : ثنا عبد الواحد بن زياد عن عاصم بن كليب : حدثني أبي أنه سمع أبا هريرة رضي الله عنه يقول قال رسول الله ﷺ :

((من رآني في المنام فقد رآني فإن الشيطان لا يتمثلني .))

....

(۱) من نسخة ماهر ياسين .

قال أبي : فحدثت به ابن عباس رضي الله عنه و قلت : قد رأيته، فذكرت الحسن بن علي رضي الله عنهما فقلت شبهته به ، فقال ابن عباس رضي الله عنهما : إنه كان يشبهه .

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

(اس کے راوی عاصم بن کلیب کے والد) کلیب بن شہاب نے کہا: پھر میں نے یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کی اور کہا: میں نے آپ کو (خواب میں) دیکھا ہے، میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا کہ آپ کی صورت ان سے مشابہ تھی۔

تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ (حسن بن علی رضی اللہ عنہما) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مشابہ تھے۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح

مسند احمد (۳۴۲/۲)

٤١٢) حدثنا محمد بن بشار : ثنا ابن أبي عدي و محمد بن جعفر ، قالا : ثنا عوف بن أبي جميلة عن يزيد الفارسي و كان يكتب المصاحف ، قال : رأيت النبي ﷺ في المنام زمن ابن عباسٍ فقلت لابن عباس : إني رأيت رسول الله ﷺ في النوم ، فقال ابن عباس : إن رسول الله ﷺ كان يقول : ((**إن الشيطان لا يستطيع أن يتشبه بي فمن رآني في النوم فقد رآني .**)) فهل تستطيع أن تنعت هذا الرجل الذي رأيته في النوم ؟ قال : نعم ، أنعت لك رجلاً بين الرجلين، جسمه ولحمه أسمر إلى البياض ، أكحل العينين ، حسن الضحك ، جميل دوائر الوجه ، ملأت لحيته ما بين هذه إلى هذه ، قد ملأت نحره . قال عوف : ولا أدري ما كان مع هذا النعت . فقال ابن عباس رضي الله عنهما : لو رأيته في اليقظة ما استطعت أن تنعته فوق هذا .

قال أبو عيسى رحمه الله تعالى : و يزيد الفارسي هو يزيد بن هرمز وهو أقدم من

يزيد الرقاشي ، و روى يزيد الفارسي عن ابن عباس رضي الله عنهما أحاديث.
و يزيد الرقاشي لم يدرك ابن عباس و هو يزيد بن أبان الرقاشي و هو يروي عن أنس بن مالك رضي الله عنه . و يزيد الفارسي و يزيد الرقاشي كلاهما من أهل البصرة ، و عوف بن أبي جميلة هو عوف الأعرابي .

یزید الفارسی جو مصاحف (قرآن) لکھتے تھے، سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو ابن عباس (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں خواب میں دیکھا تو میں نے ابن عباس سے کہا:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے تو ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا، لہٰذا جس نے مجھے نیند میں دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا ہے۔

تم نے جس آدمی کو خواب میں دیکھا ہے، کیا ان کی صورت مجھے بتا سکتے ہو؟

(یزید الفارسی نے) کہا: جی ہاں! میں آپ کے سامنے ان کی صفت بیان کرتا ہوں، آپ دو آدمیوں کے درمیان ہیں (نہ لمبے قد والے اور نہ چھوٹے قد والے) آپ کا جسم مبارک سفید گندمی (یعنی سرخ سفید) ہے، سرمگیں آنکھیں، خوبصورت (موتیوں جیسے) دانت، خوبصورت گول (کتابی) چہرہ، آپ کی (گھنی) داڑھی سینے تک بھری ہوئی ہے۔

عوف (بن ابی جمیلہ الاعرابی، راوی) نے کہا: مجھے یاد نہیں کہ انھوں نے اور کیا کیا صفتیں بیان کی تھیں۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

اگر تم بیداری میں آپ کو دیکھتے تو اس سے زیادہ صفات بیان نہیں کر سکتے تھے۔

ابو عیسیٰ (ترمذی) رحمہ اللہ نے فرمایا: یزید الفارسی یزید بن ہرمز ہیں اور وہ یزید الرقاشی سے بڑی عمر والے تھے، یزید الفارسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کئی حدیثیں بیان کیں۔ یزید الرقاشی نے ابن عباس (رضی اللہ عنہ کے زمانے) کو نہیں پایا، وہ یزید بن ابان الرقاشی ہے جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایتیں بیان کرتا تھا۔

یزید الفارسی اور یزید الرقاشی دونوں بصرے والوں میں سے تھے اور عوف بن ابی

جمیلہ سے مراد عوف الاعرابی ہے۔

تحقیق و تخریج: سندہ حسن

مسند احمد (۱/۳۶۱ ح ۳۴۱۰)

شرح و فوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ کو خواب میں اس شخص کا دیکھنا ہی معتبر ہے جس نے آپ کو آپ کی اصلی صورت مبارکہ میں ہی دیکھا ہو، جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سوال سے ظاہر ہے۔

۲: رسول اللہ ﷺ کی داڑھی گھنی اور لمبی تھی جس سے سینہ بھرا ہوا تھا، لہٰذا ان لوگوں کا دعویٰ باطل ہے جو کہتے ہیں کہ ایک مٹھی سے زیادہ داڑھی کاٹنا واجب ہے۔
جواز کو کسی صریح دلیل اور سلف صالحین کے فہم کے بغیر واجب قرار دینا غلط ہے۔

۳: یزید الفارسی کی حدیث کو ترمذی نے حسن صحیح (۳۰۸۶) ابن حبان (۴۵۲) حاکم (۲/۳۳۰ ح ۳۲۷۲، ۲/۲۲۱ ح ۲۸۷۵) اور ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے، لہٰذا انھیں مجہول قرار دینا غلط ہے بلکہ وہ اس توثیق کی وجہ سے سدوق حسن الحدیث راوی ہیں۔ رحمہ اللہ

٤١٣) حدثنا أبو داود سليمان بن سلم البلخي (١) : أنا النضر بن شميل قال قال عوف الأعرابي : أنا أكبر من قتادة .

عوف الاعرابی (رحمہ اللہ) نے فرمایا: میں قتادہ سے (عمر میں) بڑا ہوں۔

تحقیق و تخریج: سندہ صحیح

اس روایت کو امام ترمذی نے بطورِ فائدہ ذکر کیا ہے۔

٤١٤) حدثنا عبد الله بن أبي زياد : ثنا يعقوب بن إبراهيم بن سعد قال : ثنا ابن أخي ابن شهاب الزهري عن عمه قال قال أبو سلمة : قال أبو قتادة رضي الله عنه : قال رسول الله ﷺ : ((من رآني ، يعني في النوم ، **فقد رأى الحق .**))

....

(١) من ب و جاء في الأصل : " حدثنا أبو داود و سليمان بن سلمى البلخي "!

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے نیند میں دیکھا تو اس نے حق دیکھا یعنی اس کا خواب برحق ہے۔

تحقیق و تخریج: صحیح

صحیح مسلم (۲۲۶۷) من حدیث یعقوب بن ابراہیم بن سعد.

صحیح بخاری (۶۹۹۶) من حدیث ابن شہاب الزہری بہ.

٤١٥) حدثنا عبد اللّٰه بن عبد الرحمن الدارمي : ثنا معلى بن أسد : ثنا عبدالعزيز بن المختار : ثنا ثابت عن أنس رضي اللّٰه عنه : أن رسول اللّٰه ﷺ قال: ((**من رآني في المنام فقد رآني ، فإن الشيطان لا يتخيل بي . و رؤيا المؤمن جزء من ستة و أربعين جزءًا من النبوة .**))

انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

تحقیق و تخریج: سنده صحيح

صحیح بخاری (۶۹۹۴) عن معلی بن اسد بہ.

شرح و فوائد:

۱: نبوت وہبی ہوتی ہے کسبی نہیں یعنی کوئی شخص محنت کر کے نبی نہیں بن سکتا، بلکہ جس کے لئے نبوت لکھ دی گئی، صرف وہی نبی ہوا ہے۔

نبی کا ہر خواب سچا ہوتا تھا اور اسی طرح اگر مومن کا سچا خواب ہو تو یہ بھی برحق ہے اور نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے یعنی اللہ کی طرف سے ایک بشارت ہے۔

۲: نیز دیکھئے حدیث سابق: ۴۰۸

٤١٦) حدثنا محمد بن علي قال : سمعت أبي يقول : قال عبد اللّٰه بن المبارك: إذا ابتليت بالقضاء فعليك بالأثر .

عبداللہ بن المبارک (رحمہ اللہ، تبع تابعی) نے فرمایا: جب تمھیں قاضی بنا کر آزمائش میں ڈال دیا جائے تو آثار کو لازم پکڑو۔

تحقیق و تخریج: سنده صحیح

محمد بن علی سے مراد محمد بن علی بن الحسن بن شقیق رحمہ اللہ ہیں۔

٤١٧) حدثنا محمد بن علي : أنا النضر [بن شميل][1] : أنا ابن عون عن ابن سيرين قال : هذا الحديث دين فانظروا عمن تأخذون دينكم .

(محمد) ابن سیرین (رحمہ اللہ، تابعی) نے فرمایا: یہ حدیث دین ہے، پس تم دیکھو کہ اپنا دین کس سے لے رہے ہو؟ (یعنی تحقیق کر لیا کرو۔)

تحقیق و تخریج: سنده صحیح

صحیح مسلم (مقدمہ ح ۵، ترقیم دارالسلام: ۲۶۔۲۷)

شرح و فوائد:

۱: امام ترمذی نے ان آثار سے یہ ثابت کیا کہ قرآن و حدیث (اور اجماع) کے ساتھ سلف صالحین کے ثابت شدہ آثار بھی مدنظر رکھنے چاہئیں اور ان سے استدلال کرنا چاہئے۔

۲: امام ترمذی نے امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے قول سے یہ ثابت کیا کہ حدیث کے بارے میں خوب تحقیق کرنی چاہئے اور اس کا علم ثقہ راویوں سے حاصل کرنا چاہئے۔ دوسرے الفاظ میں صحیح و ثابت احادیث و روایات مقبول و حجت ہیں اور ضعیف و غیر ثابت، نیز بے سند و بے حوالہ روایات مردود و باطل ہیں۔

....

(۱) من ب .

تم الكتاب بحمد الكريم الوهاب . فرغ من تعليقه منسلخ جمادى الآخر سنة ثلاث عشرين و سبعمائة الهجرية . صلوات الله و سلامه على صاحبها و الحمد لله رب العالمين و صلوته على سيدنا محمد و آله و صحبه الطيبين الطاهرين .

[کاتب نے کہا: اللہ کریم وہاب کی حمد وثنا کے ساتھ کتاب مکمل ہوئی، جمادی الاخری کے اختتام پر ۷۲۳ھ میں یہ نسخہ لکھا گیا، رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام ہو، سب حمد وثنا اللہ رب العالمین کے لئے ہے اور سیدنا محمد (ﷺ)، آپ کی آل اور صحابہ پر رحمتیں نازل ہوں جو پاکباز لوگ تھے۔] [انتهى كتاب الشمائل للترمذي]

شمائل ترمذی کی ترجمانی، تحقیق وتخریج اور شرح وفوائد کی تکمیل ہوئی۔ والحمدللہ
بروز بدھ گیارہ بج کر ۵ منٹ. والحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الامین.
بیت امیر محمد وحافظ شیر محمد وحبیب محمد، باجوڑئی، بیاڑ تحصیل کلکوٹ ضلع دیر بالا۔صوبہ سرحد
(شمالی پاکستان)
حافظ زبیر علی زئی
(۱۲/ جون ۲۰۱۱ء)




ABU UMAIMAH OWAIS

فهارس


ABU UMAIMAH OWAIS

فہرس الآیات والاحادیث والآثار




ABU UMAIMAH OWAIS

اسماء الرجال




ابو امیمہ اویس
ABU UMAIMAH OWAIS

اشاریہ




ABU UMAIMAH OWAIS

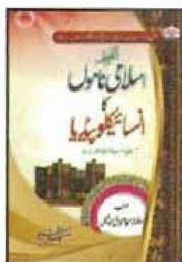
فهرس الأبواب

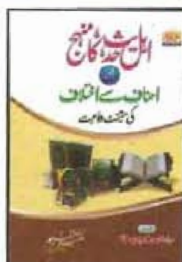


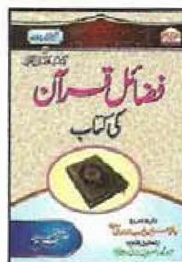

ABU UMAIMAH OWAIS

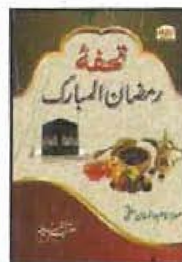
منہج سلف صالحین کے فروغ کے لئے کوشاں

ہماری بعض اہم خوبصورت اور معیاری مطبوعات

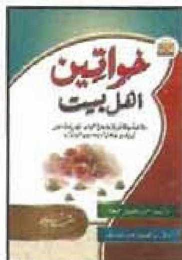


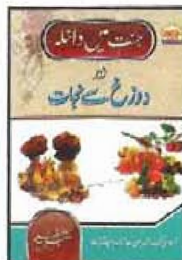


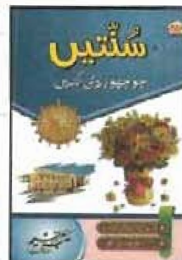


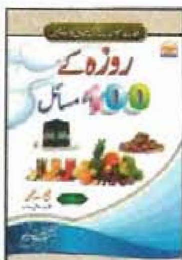


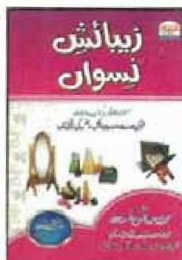


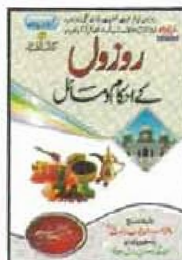


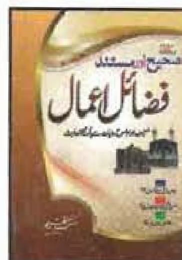


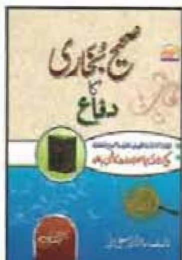


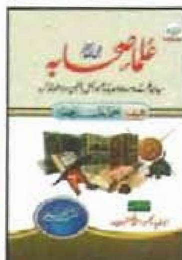


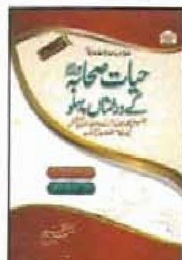


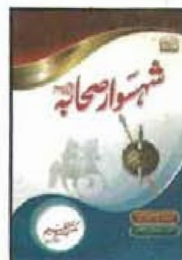














MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
Facebook: Maktabaalfaheem

₹ 275/-

PRINT ART Delhi- Ph. 23634222